بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہ الزہراء ؑ

(احکام فاطمی ؑ)

نگارش

نور محمد ثالثی

ناشر

ام ہانی ٹرسٹ نجف اشرف عراق

https://downloadshiabooks.com/

مشخصات کتاب

نام کتاب : فقہ الزہراءؑ(احکام فاطمیؑ)

نگارش : نور محمد ثالثی

تصحیح و تقریظ : حجۃ الاسلام والمسلمین سید زہیر قین نقوی

سیٹنگ : حجۃ الاسلام والمسلمین علی عباس کراروی

کمپوزنگ : حجۃ الاسلام مولانا شیخ خضر عباس صاحب

ناشر : ام ہانی ٹرسٹ نجف اشرف عراق

سنہ طباعت : ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۴۴۴ھ

https://downloadshiabooks.com/

فہرست مضامین

انتساب 6
تقریظ 7
درس نمبر۱ 11
درس نمبر۲ 21
درس نمبر۳ 27
درس نمبر۴ 33
درس نمبر۵ 38
درس نمبر۶ 46
درس نمبر۷ 51
درس نمبر۸ 57
درس نمبر۹ 62
درس نمبر۱۰ 70
درس نمبر۱۱ 82
درس نمبر۱۲ 90
درس نمبر۱۳ 96

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۴ 101
درس نمبر ۱۵ 110
درس نمبر ۱۶ 122
درس نمبر ۱۷ 128
درس نمبر ۱۸ 137
درس نمبر ۱۹ 143
درس نمبر ۲۰ 148
درس نمبر ۲۱ 157
درس نمبر ۲۲ 164
درس نمبر ۲۳ 171
درس نمبر ۲۴ 178
درس نمبر ۲۵ 184
درس نمبر ۲۶ 192
درس نمبر ۲۷ 196
درس نمبر ۲۸ 200
درس نمبر ۲۹ 204

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر۳۰ 208
درس نمبر۳۱ 216
درس نمبر۳۲ 224
درس نمبر۳۳ 233
درس نمبر۳۴ 241
درس نمبر۳۵ 252
درس نمبر۳۶ 258
درس نمبر۳۷ 268
درس نمبر۳۸ 281
درس نمبر۳۹ 285
درس نمبر۴۰ 292
درس نمبر۴۱ 297
مؤلف کے دیگر آثار 304

https://downloadshiabooks.com/

انتساب

حضرت امام زمانہ مہدی منتظرعج کے نام جن کا سارے
مظلومینِ عالم زبان بیان یا زبان حال سے انتظار کر رہے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

تقریظ

از

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید زہیر قین نقوی صاحب قبلہ

مخدومہ کونین سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بے نظیر اور لافانی ذات فقط ہم ادنی پیکر خاکی کے لئے ہی نہیں بلکہ معصومین علیہم السلام کے لئے بھی اسوۂ حسنہ اور قابل رشک ہے محاسن فاطمیؑ کی تجلی تمام ذی روح کو اپنا گرویدہ اور اسیر کئے ہوئے ہے آپ کے رتبہ کی بلندی کے ہم پلہ ہونا تو بہت دور اسکے ارد گرد بھی زنان عالم کی رسائی محال ہے بلکہ ان سب کے لئے بی بی کا ہر کمال قابل فخر اور ہر فعل قابل اطاعت ہے، عرفان فاطمہؑ کما حقہ سوائے اللہ و رسولؐ اور ائمہؑ کے کسی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

حضرت زہراؑ کی شناخت اور آپ کے ابعاد وجودی کے بارے میں آگاہی پیدا کرنا خود ایک بڑا میدان ہے جس کی کوئی انتہاء نظر نہیں آتی، انسان اس میں کسی انتہاء تک نہیں پہنچ سکتا لیکن اس کے باوجود انسان پر وجوبِ عرفان امامت کے ساتھ ساتھ اپنی استعداد و قدرت کے مطابق فاطمہؑ شناسی بھی لازمی ہے۔

رسول اسلامؐ نے اپنی حیات میں متعدد بار اور متعدد زاویہ سے بقدر ظرف آشنائیئ جناب سیدہؑ کے لزوم کی طرف متوجہ فرمایا ہے اور ایک موقع آتا ہے جہاں

https://downloadshiabooks.com/

بغیر کسی سوال کے مجمع اصحاب میں فرماتے ہیں:" مَعَاشِرَ النَّاسِ تَدْرُونَ لِمَا خُلِقَتْ فَاطِمَةُ" تمہیں معلوم ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ خلق ہوئی تو ان کی خلقت کی کیفیت کیا تھی؟"قَالُوا اللهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ "سب نے کہا: ہمیں معلوم نہیں ہے، خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں، فرمایا :"خُلِقَتْ فَاطِمَةُ حَوْرَاءَ إِنْسِيَّةً لَا إِنْسِيَّةً" حضرت فاطمہ زہراؑ صرف ایک انسیہ کے طور پر خلق نہیں ہوئی ہیں بلکہ حوراء اور انسیہ سے مرکب ہے، یعنی حضرت زہراؑ اپنی خلقت میں بھی دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز ہیں۔

رسول اسلامؐ آگے تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "أَتَانِي بِهَا جَبْرَئِيلُ فَضَمَّهَا إِلَى صَدْرِهِ" جبرئیل میرے لئے جنت سے ایک سیب لے کر آئے اور اس سیب کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے ، قابل غور بات ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اس سیب کی اہمیت و عظمت کے پیش نظر اس کو ایک خاص حالت میں لائے، یعنی اس سیب کو ایک معمولی چیز لانے کی طرح نہیں لائے بلکہ بصد احترام سینے سے لگائے ہوئے تھے جیسا کہ انسان کسی عظیم اور بڑے تحفہ کہ جس کے لئے وہ بہت زیادہ احترام کا قائل ہوں اسے اپنے سینہ سے لگاتے ہیں، پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں جناب جبرئیل نے آنکر عرض کیا"إِنَّ اللهَ أَهْدَى إِلَيْكَ تُفَّاحَةً مِنَ الْجَنَّةِ" خداوند متعال نے بہشت سے آپ کے لئے ایک سیب تحفہ بھیجا ہے اور

https://downloadshiabooks.com/

فرمایا" یَا مُحَمَّدُ کُلْهَا" یارسول اللہؐ اس سیب کو نوش فرمایئے "قُلْتُ یَا حَبِیبِی جَبْرَئِیلُ هَدِیَّةُ رَبِّی تُؤْکَلُ" تو میں نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے میرے لئے تحفہ ہے اور تحفہ کی حفاظت کرنی چاہیئے اسے کھایا نہیں جاتا،"قَالَ نَعَمْ قَدْ أُمِرْتَ بِأَکْلِهَا" جبرئیل نے کہا: جی ہاں! لیکن یہاں پر آپ کو کھانے کا حکم ہے، "فَأَفْلَقْتُهَا"تو میں نے اس سیب کو کاٹا "فَرَأَیْتُ مِنْهَا نُوراً سَاطِعاً" تو میں نے اس میں سے ایک نور دیکھا "فَفَزِعْتُ مِنْ ذَلِكَ النُّورِ "میں اس نور سے وحشت زدہ ہو گیا، یعنی اس نور میں اتنی عظمت تھی کہ میں وحشت زدہ ہو گیا، کوہ طور پر جب تجلی ہوئی تو اس نور کی عظمت وھیبت ایسی تھی کہ موسیٰؑ کے ہمراہ آنے والے اسکی تاب نہ لاسکے یہاں تک موسیٰؑ بھی غش کھا کر گر گئے، رسول خداؐ کے جملہ پر توجہ کریں تو نور فاطمیؑ کی عظمت و جلالت کچھ ویسی ہی نظر آتی ہے المختصر یہ کہ حضرت زہراؑ کی نسبت زیادہ سے زیادہ شناخت پیدا کرنا انسانیت کا اہم ترین فریضہ ہے۔

اسی فریضہ کے پیش نظر استاد علامہ نور محمد ثالثی حفظہ اللہ نے مرکز زہراءؑ علمی نجف اشرف میں طلاب و افاضل نجف کے درمیان "فقہ الزہراءؑ" کے عنوان سے دروس کا آغاز فرمایا جو ابھی تک جاری و ساری ہے جس میں سیرت فاطمیؑ پر نہایت عمدہ اور سیر حاصل گفتگو فرمائی، الحمدللہ اب ان دروس کا مجموعہ کتابی شکل میں

https://downloadshiabooks.com/

ام ہانی ٹرسٹ نجف اشرف کی جانب سے شائع کیا جارہاہے تا کہ اس سے دور دراز بسنے والے مومنین بھی استفادہ کر سکیں اور سیدۂ عالمیانؑ کے متعلق زیادہ سے زیادہ آشنائی پیدا کر سکیں، کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق کچھ کہنا میرے لئے چھوٹا منھ اور بڑی بات ہو گی قارئین خود کتاب کے مطالب اور مضامین سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ استاد محترم نے کس قدر سیرت فاطمیہؑ کے دانے اس کتاب نما تسبیح میں پرو دئے ہیں۔

مجھ حقیر نے اس کتاب کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا ہے اور نظر ثانی کرنے کا حق ادا کرنا چاہاہے اب دیکھنا یہ ہے کہ قارئین محترم مجھے تصحیح کے باب میں کس حد تک کامیاب مانتے ہیں۔

میں دعا گو ہوں خداوند متعال بطفیل سیدۂ عالمیانؑ استاد محترم کو صحت و سلامتی اور طول عمر کے ساتھ ساتھ مزید توفیق نشرِ معارفِ سیدہ سلام اللہ علیہا اور ائمہ اطہارؑ عطا فرمائے اور جن جن افراد نے کتاب ہذا کو منظر عام پر لانے میں سعی فرمائی ہے ان کی خدمت کو منظور و مقبول فرمائے اوران کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ آمین

زہیر قین نقوی

نجف اشرف عراق

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ا

کیا جناب سیدہؑ کی طرف سے نیابتی حج کرسکتے ہیں؟

بعض مومنین امام زمان علیہ السلام کی محبت میں نیابتی حج انجام دیتے ہیں، یا عمرہ و زیارت وغیرہ بھی، اسی طرح امام زمانہ علیہ السلام کی سلامتی کے لیے صدقہ نکالتے ہیں، یہ سارے نیک کام اس وقت درست ہیں جبکہ کوئی واجب حق گردن پر نہ ہو ورنہ نہ صرف ان اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا بلکہ پیش پروردگار اس کے سلسلہ میں باز پرس بھی ہو گی کہ غیر کے مال سے تم کو فلاں نیک کام انجام دینے کی کس نے اجازت دی تھی ؟ کیا کسی غیر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنے کا حق ہے ؟ ہر گز نہیں لہذا جو مومنین خمس نہیں نکالتے یا اپنے رشتے داروں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اور اس مال سے نیابتی حج و عمرہ زیارت وغیرہ انجام دیتے ہیں انھیں نہ صرف یہ ہے کہ ان اعمال سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ غیر کے مال میں بلا اذن، تصرف کرنے کے مجرم اور گناہ گار بن رہے ہیں، اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور اللہ عزوجل اس طرح کے کاموں سے ہر گز خوش نہیں ہیں۔

لیکن اگر واجبات کی ادائیگی کر رہے ہیں، واجب حقوق ادا کر رہے ہیں اور پھر اپنے اضافی پیسہ سے نیابتی حج یا عمرہ یا زیارت و صدقہ انجام دے رہے ہیں، تو بہت اچھی بات ہے پھر ان اضافی اموال کے بارے میں کوئی سوال نہیں ہو گا، اور

https://downloadshiabooks.com/

کارہائے خیر انجام دینے سے مزید خوشنودئ خدا حاصل ہو گی اور نیابتی اعمال، خوشحالئ معصومین علیہم السلام کا باعث ہوں گے اور عشقِ امام زمان علیہ السلام کا مظہر قرار پائیں گے۔

صحیح روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی جناب عمر بن یزید، امام علیہ السلام سے پوچھتے ہیں مولیٰ !اگر کوئی غلام اپنے آقا سے سالانہ ایک مقدار دیکر آزاد ہونے کا معاملہ کرلے اور وہ ہر سال مقررہ مال اپنے آقا کو دیتا رہے تو کیا اگر کسی سال اس کو تجارت میں زیادہ فائدہ پہنچے اور وہ مقررہ مال کو اپنے آقا کو سونپ دے تو مازاد کا مالک بن سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں وہ مازاد کا مالک ہو گا، پھر امام علیہ السلام نے ایک مثال سے اس مسئلہ کو سمجھایا: " الیس قد فرض اللہ عزّ و جل علی العباد فرائض، فاذا ادّوھا الیہ لم یسألھم عمّا سِواھا" کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا ہے کہ خداوند متعال نے بندوں کے اوپر کچھ واجبات فرض فرمائے ہیں کہ اگر بندے ان واجبات کو ادا کر دیں تو اس کے ماسوا کے سلسلہ میں خداوند متعال ان سے کوئی سوال نہیں کرے گا، اسی طرح غلام بھی اپنے اوپر واجب ٹیکس کو اپنے آقا کو سونپ دے تو مازاد رقم کے بارے میں اس کے مولا و آقا کو کوئی پوچھ تاچھ کرنے یا اسے ہتھیانے کی اجازت نہیں ہے لیکن اگر غلام مقررہ مقدار میں کوتاہی کرے تو اس کے آقا کو حق حاصل ہے کہ غلام کے پاس موجود مال کو چھین لے اور اس کے ذریعہ صرف کئے گئے مال کو یا اس معاملہ کو رد کر

https://downloadshiabooks.com/

دے اور اسے سزا بھی دے۔

خداوند متعال کو بھی اپنے بندوں سے واجبات کی ادائیگی کا مطالبہ ہے،اس میں کوئی کوتاہی کرتے ہوئے اعمال و انفاق کرے تو کوئی اجر و ثواب نہیں ہے بلکہ سزا کا حقدار ہو گا ،لہذا خمس اور واجب حقوق کی ادائیگی کے بغیر امام زمان علیہ السلام کی طرف سے نیابتی اعمال میں صرف ہونے والی رقم نہ تو اجر و ثواب کا باعث ہو گی اور نہ ہی وہ اعمال قبول ہوں گے ،اور نہ ہی خدا و اہل بیت علیہم السلام اس سے خوش ہوں گے بلکہ عذاب کا باعث ہوں گے۔

لیکن واجب کی ادائیگی کے بعد مستحبات انجام دینا اور ان میں اپنے والدین ،جملہ مومنین ،انبیاءؑ و مرسلینؑ اور حضرات اہل بیت علیہم السلام کو بالخصوص جناب سیدہؑ اور امام وقتؑ کو شریک قرار دینا سونے پر سہاگہ ہے،یعنی اتنا اجر و ثواب ہے کہ جسکو بیان نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور مومنین کی روحیں خوش ہو کر دعائیں دیتی ہیں اور زندگی عمدہ گذرے گی اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کا اجر الگ سے ملے گا، نیز جن کے حق میں جفا کی ہے وہ راضی ہو جائیں گے اور بیڑا پار ہو جائے گا مگر یاد رکھیئے ساتھ ساتھ واجبات اور محرمات کا لحاظ ضروری ہے اور جتنے لوگوں کو اپنے عمل میں شریک کریں گے اتنے لوگوں کو اجر ملے گا اور آپ کے عمرہ زیارت وغیرہ کے اجر و ثواب میں کوئی کمی بھی

https://downloadshiabooks.com/

واقع نہیں ہو گی۔

روش شیعیان اہل بیتؑ:

حضرات اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والے قدیم زمانہ سے اہلبیت علیہم السلام کی نیابت میں حج و عمرہ کرتے رہے ہیں، کتاب کشف الحق مؤلفہ علامہ خاتون آبادی میں وارد ہوا ہے: " و کان ذالك عادة الشيعة"حضرات معصومین علیہم السلام کے شیعوں کی عادت میں یہ بات شامل تھی کہ وہ ائمہ طاہرین علیہم السلام اور خاص طور سے جناب سیدہ صلوت اللہ علیہا اور حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے نیابتی حج و عمرہ کیا کرتے تھے۔

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے نیابتی حج کا ایک واقعہ اس طرح ذکر کیا جاتا ہے کہ: ابو محمد دعجلی جو کہ صالح شیعہ مومن اور بزرگ انسان تھے جن کے دو فرزند تھے ایک صالح و مومن تھا دوسرا فاسق و فاجر تھا شراب نوشی بھی کرتا تھا، کسی شیعہ نے ابو محمد دعجلی کو رقم دی کہ یہ لے لیجئے اور امام زمانہ علیہ السلام کی نیابت میں حج کر دیجئے انہوں نے پیسہ لیا اور حج پر جانے کا اہتمام کرنے لگے کہ اس رقم میں سے کچھ پیسہ مومن و صالح فرزند کو دیا اور کچھ رقم فاسق و فاجر بیٹے کو دیا پھر حج پر روانہ ہو گئے ،مال ان کا تھا کیونکہ ان کے سپرد کر دیا گیا تھا اور انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو اس میں سے رقم دی مگر حج بھی کرنے کے لیے نکلے جب حج کے

https://downloadshiabooks.com/

دوران اس مقام پر پہونچے جہاں پر قیام کیا جاتا تھاوہاں پر ایک جوان کو دیکھا جو بڑا خوبصورت گندم گوں اور دو زلفیں رکھے ہوئے تھا اور بڑے خلوص و انہماک سے دعا کر رہا تھااور نہایت دلچسپی سے راز و نیاز میں مصروف تھا۔

ابو محمد دعجلی کہتے ہیں کہ جب لوگوں کی بھیڑ وہاں سے چلی گئی وہ جوان میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے مخاطب کر کے کہا "یا شیخ أ ما تستحی "اے بزرگوار، سن رسیدہ شیخ! تمہیں شرم وحیا نہیں آتی؟ ابو محمد دعجلی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے سید و سردار کس چیز سے؟ تو اس جوان سید نے فرمایا: تمہیں مال دیا جاتا ہے کہ معلوم شخص کی نیابت میں حج کو بجا لاؤ"فتدفع منہا الی فاسق یشرب الخمر "اور پھر تم اس مال کو ایسے فاسق و فاجر شخص کو دے دیتے ہو جو شراب خور ہے۔ابو محمد دعجلی کہتے ہیں کہ اس جوان نے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا" یوشك ان تذهب عینك هذه"اس غلطی کی سزا تمہیں یہ ملنے والی ہے کہ تمہاری یہ آنکھ نابینا ہو جائے گی اور تم ایک آنکھ سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

خرائج راوندی ج1، ص 481 پر ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے ابھی چالیس دن گذرے تھے کہ ابو محمد دعجلی کی جس آنکھ کی طرف اس جوان نے اشارہ کر کے کہا تھا کہ اندھی ہو جائے گی پھوڑا نکلا اور پھر

https://downloadshiabooks.com/

آنکھ چلی گئی۔

1: ظاہراً ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان سے مراد علامہ شیخ مفیدؒ ہیں جن سے راوندی نے ابو محمد کے اندھے ہونے کا واقعہ نقل کیا ہے۔

2: نیابتی اعمال و عبادات اور اجارئی نماز و روزہ سے ملنے والی رقم آپ کی ملکیت ضرور بن جاتی ہے مگر مصرف صحیح ہونا چاہیئے، کسی کو بھی دیں تو سوچ سمجھ کر دیں۔

3: نیابتی حج و عمرہ کا سلسلہ پرانا ہے عادت شیعہ میں شامل ہے اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں نیز آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

4: امام علیہ السلام نے بد دعا نہیں کی تھی بلکہ خبر دی تھی کہ اپنا مال کسی حرام میں صرف ہونے سے بچاؤ ورنہ بصارت کے ساتھ بصیرت بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

زندگی میں نیابتی اعمال کا حکم:

بعض واجبی اعمال زندگی میں نیابتی طور پر انجام نہیں دیئے جا سکتے، لیکن عسر و حرج اور اضطراری طور پر زندگی میں ہی کسی کا نیابتی حج انجام دیا جا سکتا ہے، اسی طرح مستحبی عمرہ و طواف وغیرہ نیابت میں انجام دیئے جا سکتے ہیں نماز واجب کسی

https://downloadshiabooks.com/

کی زندگی میں نیابتاً اجرت لے کر نہیں پڑھی جا سکتی ہیں لیکن نیابتی حج زندگی اور موت دونوں میں انجام دیا جا سکتا ہے مگر اس کے شرائط وضوابط کو مد نظر رکھے۔

جناب سیدۃ سلام اللہ علیہا کی نیابت میں کیا عمرہ، طواف اور حج وغیرہ کیا جا سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ جی ہاں کیا جا سکتا ہے اور ضرورت نہیں ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی نیابت میں طواف، عمرہ، حج، زیارت انجام دینے والا مونث یعنی عورت ہی ہو بلکہ مرد بھی انجام دے سکتا ہے۔

موسی ابن قاسم نام کے صحابی حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرتے ہیں مولیٰ: میں نے اس سال چاہا کہ آپ کی طرف سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام رضا علیہ السلام کی طرف سے طواف کروں، تو مجھ سے کسی نے کہا: "ان الاوصیاء لا یُطاف عنهم" اماموںؑ کو ہمارے طواف وعمرہ کی کیا ضرورت ہے؟ اماموںؑ کی طرف سے طواف نہیں ہو سکتا تو امام جواد علیہ السلام نے فرمایا" بل طُف ما امکنك" جتنا ہو سکے اماموںؑ کی طرف سے طواف کرو، یہ جملہ بتا رہا ہے کہ معصومین علیہم السلام کی طرف سے کارہائے مستحبی کرنا بہت پسندیدہ عمل ہے معصومین علیہم السلام اس کو پسند کرتے ہیں۔

تین سال کے بعد موسی ابن قاسم حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرتے ہیں کہ مولیٰ: میں نے آپ سے اجازت لی تھی کہ آپ کی

https://downloadshiabooks.com/

طرف سے اور آپ کے بابا کی طرف سے طواف کروں گا اور آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی تھی تو میں نے آپ دونوں کی طرف سے طواف کیا، اس کے بعد موسی بن قاسم کہتے ہیں کہ مولیٰ "ثم وقع فی قلبی شیء" پھر میرے دل میں ایک بات آئی، امام جواد علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟ تو موسی بن قاسم نے عرض کیا: ایک دن میں نے جناب رسول خداؐ کی طرف سے طواف کیا، دوسرے دن امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے طواف کیا، تیسرے دن امام حسن علیہ السلام کی طرف سے طواف کیا، چوتھے دن امام حسین علیہ السلام کی طرف سے طواف کیا ، پانچویں دن امام سجاد علیہ السلام کی طرف سے، چھٹے دن امام باقر علیہ السلام کی طرف سے، ساتویں دن امام صادق علیہ السلام کی طرف سے، آٹھویں دن امام موسی کاظم علیہ السلام کی طرف سے، نویں دن آپ کے بابا علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی طرف سے، اور دسویں دن آپ کی طرف سے طواف کیا "یا سیدی ھولاء الذین ادین اللہ بولایتھم" اور اے میرے مولا و آقا یہی جواد الائمہ علیہم السلام ہیں جن کی امامت و ولایت کے ساتھ دین خدا کا پابند ہوں، امام جواد علیہ السلام نے فرمایا" اذا و اللہ تدین اللہ بالدین الذی لایقبل من العباد غیرہ " پھر تو تم اس دین کے تابع ہو جس دین کے علاوہ خداوند متعال اپنے کسی بندے سے کوئی دین قبول ہی نہیں کرے گا۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے بعد گویا ڈرتے ہوئے موسی بن قاسم کہتے ہیں مولیٰ: "رُبما طفت عن امِّك فاطمةؑ و ربما لم اطف"" کبھی کبھی میں آپ کی مادر گرامی حضرت فاطمہ زہراءؑ کی طرف سے بھی طواف کرتا تھا اور کبھی کبھی نہیں کرتا تھا" شاید موسی بن قاسم یہ سوچ رہے تھے کہ جناب سیدہؑ کی طرف سے طواف کرنا پتہ نہیں درست عمل تھا یا نہیں، لہذا کہتے ہیں مولیٰ کبھی میں آپ کی مادر گرامی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی طرف سے طواف کرتا تھا اور کبھی نہیں کرتا تھا، ادھر موسیٰ بن قاسم کا جملہ ختم ہوا ادھر امام جواد علیہ السلام نے فرمایا " استکثر من هذا،فانه افضل ما انت عامله"اس عمل (میری ماں فاطمہ زہراؑ کی طرف سے نیابتی طواف) کو کثرت سے انجام دو کہ یہ عمل تمہارے سارے اعمال میں سب سے اچھا عمل ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہ زہراءؑ کی طرف سے طواف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس عمل کو کثرت سے انجام دیا کرو، پتہ چلا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی طرف سے نیابتی طواف اور دیگر نیک اعمال انجام دینا نسبت دوسرے معصومین علیہم السلام کے زیادہ پسندیدہ اور مرغوبِ بارگاہ معصومین علیہم السلام عمل ہے اور حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کو پسند ہے اور اس طواف کو امام جواد علیہ السلام نے افضل عمل قرار دیا ہے، کتنی اچھی بات ہے کہ انسان واجبات کی ادائیگی کے ساتھ اپنے سارے نیک کاموں

https://downloadshiabooks.com/

میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو شریک قرار دے کر انجام دے اور امام وقت اور دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام اور مومنین کو بھی شریک کرے۔

درس نمبر ۲

بتاریخ ماہ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

کیا ہم شیعیان جناب فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا ہیں؟

حضرت رسول خداؐ نے اپنے ایک طولانی بیان میں لفظ "شیعہ" استعمال کرتے ہوئے گروہ شیعہ کو تقویٰ و پرہیز گاری کی دعوت دی ہے اور پھر فرمایا ہے" انّ الجنة لن تفوتكم و ان ابطأت بها عنكم قبيح اعمالكم فتنافسوا فی درجاتها" دیکھو جنت تو ہرگز تم سے چھوٹ کے کہیں جانے والی نہیں ہے، وہ تو یقیناً تمہیں مل کر رہے گی چاہے تمہارے برے اعمال کچھ عرصہ تک جنت رسید ہونے سے تمہیں باز رکھیں لیکن جنت تمہاری حتمی ہے، لہذا اب جنت میں درجات پانے کے لیے ایک دوسرے سے عمل و کردار اور عبادات واخلاق کے معاملے میں مسابقہ کرو۔

پیغمبر خداﷺ سے کسی نے پوچھ لیا اے اللہ کے رسولؐ! کیا کوئی آپ کا محب اور مولیٰ علی علیہ السلام کا محب جہنم میں داخل ہو گا؟ پیغمبر خداؐ نے فوراً جواب نہیں دیا بلکہ آپ نے فرمایا: جس بندے نے میری اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی مخالفت اس حد تک کی ہو کہ اس نے اپنا پورا وجود گندہ کر لیا ہو، حرام امور کا

https://downloadshiabooks.com/

مرتکب ہوا ہو " و ظلم المومنین و المومنات"اور اس نے مومنین اور مومنات پر ظلم و ستم ڈھائے ہوں یعنی حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ، حقوق الناس بلکہ حقوق المومنین والمومنات اس کی گردن پر ہوں، ایسا محب محمد و علی علیہما السلام جس نے شریعت کے احکام کی بڑی مخالفت کی ہو جب بروز قیامت ساری گندگیوں کے ساتھ خدمت جناب رسول خداؐ و جناب امیر المومنین علیہ السلام میں پہنچے گا تو اس سے دونوں بزرگوار فرمائیں گے "یا فلان انت قذر طفس" اے فلاں تو بہت گندہ اور گھنونا ہے "لا تصلح لمرافقة موالیك الاخیار" تیرے اندر تیرے اپنے نیکوکاراولیاء کے ہمراہ رہنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی ہے، یعنی نہ تو ائمہ طاہرین علیہم السلام کے جوار میں رہنے کی استعداد رکھتا ہے اور نہ ہی ان کے اچھے چاہنے والوں کے ہمراہ رہ سکتا ہے " و لا لمعانقة الحور الحسان و لا الملائکة المقربین" نہ جنت کی خوبصورت حوروں سے معانقہ کی تیرے اندر استعداد پائی جاتی ہے اور نہ اللہ کے مقرب فرشتوں سے ملنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس بندہ کو زیارت رسول خداؐ اور زیارت امیر المومنین علیہ السلام تو ہو جائے گی لیکن جنت میں نہیں پہنچ پائے گا اس وقت تک جب تک کہ وہ اپنے مکافات عمل کو ملاحظہ نہ کرلے، اس لیے جناب رسول خداؐ اور امیر المومنین علیہ السلام اس بندے سے فرمائیں گے " لا تصل الی ما هناك الا" سن تو جنت میں نہ تو ائمہ

طاہرین علیہم السلام کے پاس جا سکتا ہے نہ حوروں سے معانقہ کر سکتا ہے اور نہ ہی فرشتوں کا دیدار کر سکتا ہے، وہاں جانے کے لیے ایک شرط ہے جسے پورا کیے بغیر مولائے کائناتؑ اور فخر کائناتؐ کا محب بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا "لا تصل الی ماهناك الا بان تطهر عنك ما ههنا" جب تک تو اپنے کو گندگیوں سے پاک صاف نہیں بنائے گا اس وقت تک وارد جنت نہیں ہو سکتا ہے، جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں " فیدخل الی الطبق الاعلی من جهنم فیعذب ببعض ذنوبه" پھر وہ جہنم کے سب سے اوپری طبقہ میں (خود) داخل ہو گا اور وہاں اپنے بعض گناہوں کی سزا پائے گا۔

یہ روایت طولانی ہے جس میں جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ بعض اپنے گناہوں کی سزا میدان محشر میں پائیں گے پھر حکم رسول خداؐ وائمہ طاہرین علیہم السلام سے کوئی خالص شیعہ اسے میدان محشر سے ایسے اٹھا لے جائے گا جیسے پرندہ اچھا دانہ اٹھا لے جاتا ہے کچھ کے گناہوں کی سزا سلاطین وغیرہ کے شکنجوں کے ذریعہ پوری ہو چکی ہو گی، کچھ اپنے جسموں میں طرح طرح کی بیماریوں کے ذریعہ طیب وطاہر ہو کر قبر میں وارد ہوں گے، کچھ کے گناہ حالت نزع میں سختیوں کے ذریعہ پاک ہوں گے، کچھ کو موت کے وقت بے چینی وشدت اس قدر حاصل ہو گی کہ اس کے پاس لوگوں کی قلت ہو جائے گی اور اس طرح وہ ذلت ورسوائی اٹھا کر گناہوں سے پاک ہو جائے گا کچھ کو قبر میں ڈالنے کے بعد اس کی تنہائی ووحشت اس

https://downloadshiabooks.com/

کے گناہوں کا کفارہ بنے گی ،کچھ میدان محشر میں یکے بعد دیگرے عرصات و عقبات میں سختیاں اٹھائیں گے یہاں تک کہ پاک وصاف ہو جائیں۔

لیکن اگر روز قیامت کی مختلف سختیوں کے باوجود اس سے بھی زیادہ گناہ گار رہاتو پھر اسے جہنم کے اوپری طبقہ میں پاک و پاکیزہ بنایا جائے گا،پیغمبر خداؐ اس موقع پر فرماتے ہیں " و ھؤلاء اشدّ محبّینا عذاباً و اعظمھم ذنوباً" ہمارے چاہنے والوں میں وہ گروہ کہ جن کے گناہ بڑے اور بھاری ہیں وہ جہنم کے اوپری طبقے میں سزا پائیں گے، اس کے بعد پیغمبر خداؐ نے فوراً فرمایا" لیس ھؤلاء یسمّون بشیعتنا و لکنّھم یسمّون بمحبینا و الموالین لاولیائنا و المعادین لاعدائنا" یہ سب وہ لوگ ہوں گے جو شیعہ نہیں کہلائیں گے بلکہ یہ ہمارے چاہنے والے ہوں گے اور ہمارے چاہنے والوں کے دوست ہوں گے اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ہوں گے پھر رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا "ان شیعتنا مَن شیّعنا و اتّبع آثارنا و اقتدی باعمالنا" ہمارے شیعہ تو بس وہی لوگ ہیں جو ہماری مکمل پیروی کرتے ہیں اور ہماری سیرت و کردار کے تابع ہوتے ہیں اور ہمارے اعمال کی پیروی کرتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص نے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرکے اپنے اوپر ظلم کیا ہے" و ھو مع ذالك من

شیعتکم " لیکن اس کے باوجود وہ آپ کا شیعہ ہے، تو مولا کائناتؑ نے فرمایا تم دو جھوٹ بولے ہو یا کم از کم ایک جھوٹ ؟ اگر وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے اور اس کے باوجود ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی کرتا ہے، تو تم ایک جھوٹ کے تب بھی مرتکب ہوئے ہو "لانه من محبينا لا من شيعتنا" کیونکہ ایسی صورت میں وہ صرف ہمارا محب ہے، ہمارا شیعہ نہیں ہے، یعنی تمہارا اسے شیعہ کہنا جھوٹ ہے اور اس کی ایک صورت یہاں اور بھی بنتی ہے کہ تم ایک جھوٹ بولے ہو اور وہ یہ ہے کہ وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا نہیں ہے مگر ہمارے چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی کرتا ہے تب بھی ایک جھوٹ بولے ہو اور وہ یہ کہ اسے گناہوں میں ڈوبا ہو ابتلا رہے ہو۔

لیکن اگر وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے، اس کے باوجود وہ ہمارے دشمنوں سے دشمنی نہیں کرتا اور ہمارے چاہنے والوں سے محبت نہیں کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ ہم سے محبت کا دعویدار ہے تو تم دو جھوٹ بولنے کے مرتکب ہوئے ہو کیونکہ ایسا شخص نہ تو ہمارا شیعہ ہے اور نہ ہمارا محب ہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں ایک مومن نے اپنی زوجہ کو بھیج کر یہ پچھوایا کہ میں آپ کا شیعہ ہوں یا نہیں؟ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ جا کے اپنے شوہر سے کہہ دینا "ان كنت تعمل بما امرناك و تنتهى ما

https://downloadshiabooks.com/

زجرناك عنه فانت من شعيتنا و الّا فلا" اگر تم ہمارے اوامر پر عمل پیرا ہو اور ہماری نواہی سے باز رہتے ہو تو تب تو تم ہمارے شیعوں میں سے ہو ورنہ نہیں، وہ عورت گئی اپنے شوہر کو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا فرمان سنا دیا اس مرد مومن کی چیخ نکل گئی اور وہ بولا پھر تو میں ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو گیا اس لیے کہ جو ان کا شیعہ نہیں وہ ہمیشہ کا جہنمی ہے، عورت پلٹی اور سارا ماجرا بیان کیا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا "ليس هكذا، شيعتنا من خيار اهل الجنة، كل محبّينا و موالی اؤلیائنا و معادی اعدائنا المسلم بقلبه و لسانه لنا ليسوا من شيعتنا اذا خالفوا أوامرنا و نواهينا فی سائر الموبقات و هم مع ذالك فی الجنة و لكن بعد ما يطهرون من ذنوبهم بالبلايا و الرزايا او فی العرصات الی آخره" ایسا نہیں ہے، ہمارے شیعہ اہل جنت کے چنندہ لوگ ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ ہمارے سارے محب اور ہمارے چاہنے والوں سے دلی دوستی و محبت رکھنے والے اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھنے والے سب کے سب شیعہ ہوں، بلکہ ہمارے شیعہ وہ ہیں کہ جو تمام امور اور تمام اوامر میں ہماری مخالفت نہ کریں ہاں وہ سب کے سب جنتی ہیں لیکن طرح طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں کے ذریعہ اپنے گناہوں سے تطہیر کے بعد داخل جنت ہوں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳

بتاریخ: ۱۹ شعبان ۱۴۴۱ھ

امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے برابر:

ایک سنی روایت ہے مگر قدیم شیعہ کتاب میں فضائل کے عنوان سے ذکر ہوئی ہے، چونکہ سند روایت قابل قبول نہیں ہے لہذا روایت بھی قابل قبول نہیں ہے، البتہ ضعف سند سے متن روایت میں موجود فضیلت اور اخلاقیات و تاریخ سے متعلق چیزوں کو اخذ کرنے کی اجازت دی گئی ہے، کیونکہ تاریخی و اخلاقی امور میں دقت سند کی ضرورت نہیں ہوتی، ایسا بعض محققین کا کہنا ہے۔

روایت عبد اللہ بن مسعود صحابیِ رسول خداؐ سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے در پر پہنچا اور آکر کے کہنے لگا اے دختر رسول خداؐ! کیا جناب رسول خداؐ نے آپ کے پاس کچھ ایسی چیزیں چھوڑی ہیں جس سے آپ مجھے سر فراز فرمائیں؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے اپنی کنیز سے فرمایا: جاؤ اس "حریرہ" (نوشتہ) کو لیکر آؤ وہ کنیز گئی ڈھونڈھا مگر اسے وہ نوشتہ نہیں ملا۔

(جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا گھر اتنا بڑا نہیں تھا کہ ایک تحریر پر مشتمل

https://downloadshiabooks.com/

پارچہ ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتا، لہذا ہو نہ ہو روایت کا یہ فقرہ اگر کسی نامانوس غرض کے تحت اضافہ نہ کیا گیا ہو تو مشکوک بہر حال ضرور ہے، مگر یہ کہ وہ نوشتہ دیگر کپڑوں کے درمیان چھپ گیاہو اور کنیز نے باقاعدہ تلاش نہ کیا ہو وغیرہ، تاویلات سے صحیح سمجھا جاسکتا ہے)۔

روایت کہتی ہے کہ اُدھر اس کنیز نے اس نوشتہ کے نہ ملنے کا تذکرہ کیا ادھر جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا" ویحكِ اطلبیها فانها تعدل عندی حسناً وحسیناً" خدا تیرا بھلا کرے جاؤ اس تحریر کو ڈھونڈھ کرلے آؤ کہ وہ نوشتہ میرے نزدیک حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے برابر ہے، کلمہ "ویح یا ویحك یا ویحکم" مذمت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن غالباً ایسا نہیں ہے بلکہ دعائیہ کلمہ ہے جسے سامنے والے کو کام پر اکسانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور عمل کی اہمیت کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔

کلام جناب سیدہ سلام اللہ علیہا میں ایک تحریر کو جسے جناب رسول خداؐ چھوڑ گئے ہیں اسے حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے برابر گردانا گیا ہے وہ تحریر رسول خداؐ چاہے جتنی اہمیت کی حامل کیوں نہ ہو ذات مبارک امام حسن علیہ السلام اور ذات مبارک امام حسین علیہ السلام کے برابر ہو جائے، یہ بات قابل قبول نہیں ہے، حدیث ثقلین میں حضرات معصومین، کلام الٰہی

https://downloadshiabooks.com/

قرآن مجید کے عدیل و برابر قرار دئے گئے ہیں اس لئے کہ کلام الٰہی قرآن، پورے معارف دین پر مشتمل ہے۔

بہر حال کنیز دوبارہ ڈھونڈھتی ہے اور پھر اسے ناگفتہ بہ اشیاء کے درمیان سے نکال کر لاتی ہے دراصل اس کنیز نے گھر میں جھاڑو دیتے وقت اس نوشتہ کو بھی کوڑے کا حصہ سمجھ لیا تھا اور قریب تھا کہ وہ تحریر کوڑے کی نذر ہو جاتی لیکن خدا بھلا کرے اس سائل کا کہ جو وقت پر پہنچ کر اس تحریر کی تلاش کا سبب بن گیا اور وہ نوشتۂ رسول خداؐ تلف ہونے سے محفوظ رہ گیا اور دوبارہ صاف کر کے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔

خدا جھوٹوں پر لعنت کرے، اور جعل سازی کرنے والے راویوں کو عذاب میں مبتلا کرے کہ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے عظیم گھروں کو اپنے گندے گھروں کے مانند سمجھ لیا ہے اور ظاہر کرنا چاہا ہے کہ معاذ اللہ، تحریر رسول خداؐ کی بیت سیدہ سلام اللہ علیہا میں کوئی اہمیت نہیں تھی، گندے اور بے سلیقہ قسم کے لوگوں کی طرح بیت سیدہ سلام اللہ علیہا میں کوڑا جمع رہتا تھا اور تاخیر سے باہر پھینکا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ احادیث پر مشتمل پارچوں کو بھی کوڑے کی نذر کر دیا جاتا تھا! معاذ اللہ۔

کنیز نے وہ تحریر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے حوالہ کر دی تو آپ نے دیکھا

https://downloadshiabooks.com/

کہ اس میں تحریر ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "**ليس من المومنين من لم يامن جاره بوائقه**" وہ شخص زمرۂ مومن میں سے نہیں ہے کہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

دوسرا فقرۂ حدیث یہ تھا " **و من كان يومن بالله و اليوم الآخر فليقل خيراً او يسكت**" اور جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات بولے یا چپ رہے۔

اور تیسرا کلام رسول خداؐ یہ تھا " **ان الله يحب الخيّر الحليم المتعفّف و يبغض الفاحش الضنين السّائل الملحف**" بلا شبہ اللہ عزوجل نیکوکار، بردبار، پاک دامن شخص کو دوست رکھتا ہے اور بد کلام، بخیل ہر کسی سے بھیک مانگنے والے اور بااصرار کسی چیز کا مطالبہ کرنے والے سے نفرت کرتا ہے۔

اور اسی نوشتہ کا چوتھا اور آخری فقرہ اس طرح تھا" **ان الحياء من الايمان و الايمان فى الجنة ،وان الفحش من البذاء والبذاء فى النار** " بلاشبہ شرم وحیاء، ایمان کا حصہ ہے اور (صاحب ایمان) جنت میں جائے گا، اور گالی گلوچ بے شرمی وبدزبانی ہے اور بدزبانی (بدزبانی کرنے والا) جہنم میں جائے گا۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ تھی وہ چار حدیث نبویؐ جسے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے (جیسا کہ اس روایت میں کہا گیا ہے) جناب امام حسن علیہ السلام اور جناب امام حسین علیہ السلام کے برابر قرار دیا ہے ان چار کلمات کی عظمت و جلالت اور اہمیت کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا یقینا یہ چار حدیثیں بڑی جامع، مہم اور سازندہ حدیثیں ہیں لیکن ذوات مقدسہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے ان حدیثوں کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ مبالغہ کے طور پر بھی نہیں، کیونکہ اہل بیت طاہرین مبالغہ آرائی نہیں کیا کرتے۔

بہر حال کلام جناب رسول خداؐ، جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے نزدیک بہت عظمت و اہمیت کا حامل ہے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے بابا کے کلام کو کلام الٰہی کے برابر سمجھتی تھیں خالق و مخلوق کے فرق کے ساتھ، کلام نبویؐ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی نظر میں الٰہی کلام کے مانند تھا مگر حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کل دین و کل اسلام ہیں۔

ابتداء کلام میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ حدیث (حدیث نبویؐ) ضعیف سند کے ساتھ سنی کتابوں میں اور سنی راویوں سے ہماری کتاب میں داخل ہوئی ہے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے فضائل و معجزات اور زریں کلمات کے باب میں ذکر ہوئی ہے پانچویں صدی کے ہمارے بزرگ عالم دین جناب ابو جعفر محمد بن جریر بن

https://downloadshiabooks.com/

رستم الطبری الآملیؒ نے اپنی کتاب مبارک، دلائل الامامۃ کے پہلے صفحہ پر اس روایت کو پہلی حدیث کے طور پر ذکر فرمایا ہے اور پھر یہ حدیث اسی کتاب سے ہماری دوسری کتابوں میں نقل ہوئی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۴

گیسوتراشی:

جناب رسول خداؐ نے جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو حکم دیا کہ اے بیٹی! حسنؑ و حسینؑ کے سر کو ساتویں دن تراش دو اور ان کے گیسوؤں کے برابر چاندی خیرات کرو دوسری روایت میں جناب رسول خداؐ سے مروی ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس وقت سات سنتیں ہیں جنکے اوپر عمل ہونا چاہیئے ایک تو یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے، اہل بیت علیہم السلام کے اسماء گرامی بڑے شیریں ہیں لہذا اہل بیت علیہم السلام کے نام پر نام ہو یا پھر انبیاءؑ کے نام پر نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے یا پھر جس جس نام سے خدا کی عبدیت و عبادت کا پہلو اجاگر ہو اسے منتخب کرنا چاہیئے یہ تھی۔

پہلی سنت جسے بچہ کی ولادت کے وقت بروئے کار لانا چاہیئے۔

دوسری سنت: "یحلق راسه" دوسری سنت یہ ہے کہ بچے کے سر کو تراش دیا جائے بعض روایات میں اس پر عمل کا وقت ساتواں دن ہے اور نام بھی ساتویں دن رکھ دینا چاہیئے یہ اس صورت میں جبکہ پہلے سے نام تجویز نہ کیا گیا ہو اور اسی دن تہنیت و تبریک دینی چاہیئے۔

https://downloadshiabooks.com/

تیسری سنت : "بتصدق بوزن شعرہ ورقاً او ذھباً ان قدر علیہ" تیسری سنت یہ ہے کہ بچے کے تراشے ہوئے گیسو کے وزن کے برابر چاندی یا پھر قدرت و ثروت ہو تو سونا خیرات کرنا چاہیئے، بہت سے لوگ غیر شرعی رسوم و رواج پر عمل کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں لیکن جو باتیں جن خصوصیتوں کے ساتھ آداب اسلام کا حصہ ہیں اور جن چیزوں کا حکم خدا اور رسول خداؐ اور ائمہ علیہم السلام نے دیا ہے ان پر عمل پیرا ہونے میں کمزوری و سستی دکھاتے ہیں یہ چاہنے والوں کی علامت نہیں ہے۔

چوتھی سنت: عقیقہ کرنا ہے اس کے اوپر الحمد للہ عمل ہو جاتا ہے بھلے ہی ہمارے اس عمل میں بھرپور خلوص نہ ہو۔

پانچویں سنت: زعفران کو بچے کے سر پر ملنا مستحب ہے حکم رسول خداؐ ہے تو بچوں کے حق میں بہتر ہی ہو گا زعفران کا غازہ سر پر ملنا، تقویت ذہن و حافظہ کا بھی سبب ہو سکتا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے اور دن و تاریخ بھی مقرر نہیں ہے ابتدائی ایام ولادت میں بہر حال اس پر عمل کرنے سے بچوں کے حق میں مفید ہو گا اور سیرت رسول خداؐ پر عمل کا ثواب ملے گا۔

چھٹی سنت: ختنہ ہے اگر بچہ ہو تو اور اگر بچی ہو تو خفض کرنا مستحب ہے جس پر بعض عرب ممالک میں عمل ہوتا ہے اور بچیاں بعد میں اپنے شوہروں کے

حق میں زیادہ محبت کا باعث بنتی ہیں۔

ساتویں سنت: بچے کے عقیقہ کے گوشت سے پڑوسیوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے اور کم سے کم تعداد دس لوگوں کی ہونی چاہیئے اور اس کا ایک حصہ دایہ (قابلہ) کو دیا جانا چاہیئے۔

ساتویں امام کے بھائی علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام موسی کاظم علیہ السلام سے پوچھا مولا اگر سات دن گزر گئے ہوں تو کیا کرنا چاہیئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ سنت والا حلق یعنی گیسو تراشی نہیں کہلائے گا یعنی سنت کا وقت گزر گیا ہے۔

جناب رسول خداؐ نے جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو حکم دیا تھا کہ اے فاطمہؑ! حسنؑ اور حسینؑ کے کانوں میں سوراخ کرادیں، وجہ کیا تھی؟ خود روایت میں جناب رسول خداؐ نے ذکر فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں **"یا فاطمۃ اثقبی اذنی الحسن و الحسین خلافاً للیهود"** یہودیوں کی مخالفت میں حسنؑ و حسینؑ کے کانوں میں سوراخ کرادیں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ **"یعق عن المولود و یثقب اذنه"** مولود بچی ہو یا بچہ اس کا عقیقہ کیا جانا چاہیئے اور اس کے کان میں سوراخ کیا جانا چاہیئے ہمارے سابق مومنین ان ساری سیرت و سنت معصومین علیہم السلام کے پابند تھے اور ہم جس قدر تعلیمات اہل بیت علیہم السلامؑ

https://downloadshiabooks.com/

سے دور ہوتے جارہے ہیں اتنا ہی ان کے احکام پر عمل سے دوری بڑھتی جارہی ہے سابقہ مومنین اس قدر اہل بیت علیہم السلام سے عقیدت رکھتے تھے کہ چھوٹی چھوٹی سی بات، روایت، سیرت و سنت سے متعلقہ چیز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کو کر گذرتے تھے صریحی طور پر حکم رسول خداؐ ہے صریحی طور پر حکم امام جعفر صادق علیہ السلام ہے لیکن عمل کی منزل میں ہم بہت دور ہیں۔

محقق بحرانیؒ نے حدائق جلد 25، ص۴۸ پر لکھا ہے کہ بعض اہل سنت نے اس سیرت و سنت کی یہ کہہ کر حرمت کا فتوی دیا ہے کہ "لما فیه من تألیم الولد" کیونکہ اس میں بچے کو درد ہوتا ہے "و انه اذیٰ لم یؤذن فیه" اور یہ وہ اذیت ہے جسے پہنچانے کی ہمیں اجازت نہیں دی گئی ہے، محقق بحرانیؒ نے صرف یہ کہہ کر جواب دیا ہے کہ ہمارے پاس روایتیں ہیں اور سیرت مومنین بھی ہے کیونکہ اس پر زمانہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مومنین کی سیرت جاری رہی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اے بے وقوفو، اے سنیو! اگر کان چھیدنے میں اذیت کی بناء پر حرمت کے قائل ہو تو (ختنہ) مسلمانی کیوں کرتے ہو؟ کیا اس میں بچے کو درد نہیں ہوتا؟ اور اگر یہ کہو کہ رسول خداؐ نے مسلمانی کا حکم دیا ہے تو ہم جواب میں کہیں گے یہاں بھی تو حکم رسول خداؐ ہے۔

علامہ شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہرؒ نے فرمایا ہے بعض اہلسنت کا اذیت و

https://downloadshiabooks.com/

درد کے بہانے کان چھیدنے سے منع کرنا" **اجتہاد فی مقابل النص**" نص روایت کے مقابل میں زبردستی کا اجتہاد ہے گویا صاحب جواہرؒ ڈانٹ کر کہہ رہے ہیں کہ روایت نبویؐ و حدیث صادقؑ کے ہوتے ہوئے درد واذیت کو عنوان بنا کر اجتہاد نہیں کیا جاسکتا درد ہوتا ہے تو ہو، اذیت پہنچتی ہے تو پہنچے لیکن حکم رسول خداؐ اور حکم امامؑ کے خلاف حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، یہودیوں کی مخالفت کرنے کے لیے بچوں کو اذیت ہو، خون جاری ہو، رسول خداؐ کو پسند ہے لہذا ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

محقق نجفی صاحب جواہرؒ نے آگے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دونوں کان کا چھیدنا مستحب ہے مگر ایک کان کو چھیدنا بھی سنت پر عمل کہلائے گا یعنی سیرت حسنین شریفینؑ پر مکمل طور سے عمل، دونوں کان کا چھیدنا ہے لیکن ایک کان کو سوراخ کرکے بھی سیرت پر عمل ہے اور یہودیت کی مخالفت ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۵

خیبر اور فدک:

مسئلہ فدک کا براہ راست فتح خیبر سے تعلق ہے اس لیے کہ یہودیوں نے خیبر میں بھاری شکست کے بعد ڈر کر فدک کی سر زمین جناب رسول خداؐ کو سونپی تھی، سنہ ۷ھ میں شیر خدا، ید اللہ، غالب کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دست زبرر دست سے باب خیبر کے اکھڑ جانے کے بعد، مرحب کے مارے جانے کے بعد اور قلعہ خیبر و قلعہ قموص پر امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھوں بھاری فتح کے بعد تین دن کی مسافت پر بسے علاقہ ٔفدک کے یہودی بہت ڈر گئے اور اپنی جان و مال کی حفاظت اور اپنی مصلحت اسی میں دیکھی کہ پورے علاقہ کا نصف حصہ پیغمبر خداؐ کو عطا کر کے جنگ و خون ریزی سے بچ جائیں لہذا فدک کی سر زمین کا سر سبز و شاداب اور کھجور کے درختوں سے بھرا ہوا پورا علاقہ، جناب رسول خداؐ کو عطا کر دیا۔

قرآن مجید نے اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے "مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ "[1] اور یہ علاقہ تو اللہ نے یہودیوں کے ہاتھ سے

1۔ سورۂ حشر: آیت ٦۔

https://downloadshiabooks.com/

نکال کر اپنے رسول کو واپس پلٹایا ہے "**فما اوجفتم علیه من خیلٍ و رکابٍ**" اے مسلمانو! تم میں سے کسی ایک نے بھی نہ پیادہ اور نہ سوار کوئی زحمت نہیں اٹھائی ہے مطلب یہ ہے کہ جب تم نے اس میں کوئی زحمت جنگ وجدال برداشت نہیں کی ہے تو پھر اس میں تمہارا کوئی حق اور حصہ بھی نہیں ہے یہ خالص میرے رسولؐ کی ملکیت ہے یا پھر اس بہادری کا نتیجہ ہے جس کی تلوار کے خوف سے فدک کے یہودیوں نے فدک میرے رسولؐ کو سونپا ہے۔

غنائم جنگی ہوتا یا تمہاری زحمتوں کے باعث یہ علاقہ قبضہ میں آتا تو یقیناً میرے رسولؐ کا اس میں صرف پانچواں حصہ ہوتا باقی تم سب کا ہوتا اور آپس میں بانٹ کے کھا سکتے تھے لیکن فدک کا سارا علاقہ بغیر جنگ وجدال کے خدا نے اپنے رسولؐ کی طرف واپس پلٹا دیا ہے اور تم نے اس میں کوئی زحمت نہیں اٹھائی ہے تو تم اس بارے میں کیوں لالچ کر رہے ہو؟ اور کیوں میرے رسولؐ سے اس کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟

قرآن مجید نے کیا خوب منظر کشی کی ہے ارشاد ہوتا ہے "**يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَنفَالِ قُلِ الأَنفَالُ لِلّهِ وَالرَّسُولِ**"[2] یہ تم سے انفال کے بارے میں بار بار سوال کر رہے ہیں جاننا چاہتے ہیں کہ انفال کا مال تقسیم ہو گا کہ نہیں؟ اور کسے کتنا ملے

2۔ سورۂ انفال: آیت ا۔

https://downloadshiabooks.com/

گا؟ اے ہمارے نبیؐ! آپ صراحت کے ساتھ ان سے کہہ دیجیئے کہ انفال صرف خدا اور اس کے رسولؐ کی پراپرٹی ہے مسلمانوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہے انھیں انفال میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

فدک فئی ہے یعنی واپس پلٹی ہوئی چیز ہے جس کو پلٹانے والا خدا ہے جس کو پلٹایا ہے وہ رسول خداؐ ہیں جس کے رعب و دبدبہ سے مرعوب ہو کر فدک قبضہ رسولؐ میں آیا ہے وہ شیر خدا، ید اللہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں اس لیے خدا نے کہا ہے میں نے پلٹایا ہے ید اللہ کے عمل کو خداوند متعال اپنا عمل بتارہا ہے تو پھر اس میں غیروں کا کیا اختیار ہے؟ امام صادق علیہ السلام انفال کی تعریف میں فرماتے ہیں "الانفال ما لم یوجف علیه بخیلٍ ولا رکابٍ" جس پر سوار یا پیادہ نظام لشکر میں سے کسی کو کوئی زحمت نہ اٹھانی پڑی ہو وہ انفال ہے اور انفال صرف خدا اور رسولؐ کا حصہ اور حق ہے ان آیات کی روشنی میں فدک کا علاقہ صرف اور صرف خدا اور رسولؐ کی ملکیت ہے اور اس کو کسی بھی سربراہ حق یا باطل کو خدا و رسولؐ سے چھیننے کا حق نہیں ہے غاصبوں پر ساری خلائق کی لعنت ہو۔ آمین

حضرت فاطمہؑ اور فدک:

قرآن مجید میں دو دو مرتبہ ذوالقربیٰ کو ان کا حق دینے کا رسول خداؐ کو حکم دیا گیا ہے سورہ اسراء کی آیت ۲۶ میں "وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ" ہے جبکہ سورۂ روم

https://downloadshiabooks.com/

آیت 38 میں "فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ" وارد ہوا ہے تو کیا ہم مسلمانوں کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم پتہ کریں کہ رسول خداؐ کو کیا دینا ہے؟ اور وہ کون سا حق ہے جسکی ہم کو ادائیگی کرنا ہے؟ مسلمانوں نے یہ حق دیا کہ نہیں دیا؟ اور یہ ذوالقربیٰ کون ہیں؟ کس کے ذوالقربیٰ مراد ہیں؟ انھیں ان کے حق کے طور پر کیا دینا ہے؟ کیا قرآن کی تفسیر لکھنے والوں نے ذوالقربیٰ کی وضاحت نہیں کی ہے؟ اور وہ کون سا حق ہے جس کی ادائیگی کا حکم خداوند متعال اپنے نبی مکرمؐ کو دے رہا ہے؟ ایک بار نہیں دو دو بار یہ حکم صادر ہوا ہے!

"وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ" کی شان نزول کو مفسرین و محدثین نے صاف لفظوں میں بیان کیا ہے کہ ذوالقربیٰ سے مراد بضعۃ الرسول جناب بتول فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا ہیں اور جس حق کی ادائیگی کا رسول خدا کو حکم ملا ہے اور وہ وہی فئی اور انفال ہے جسے خدا نے اپنے نبیؐ کو پلٹایا تھا اور یہودیوں نے شرافت سے لا کر ہمارے نبیؐ کو سونپ دیا تھا اس آیت کے نزول پر خود رسول خداؐ نے جناب جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ یہ ذوالقربیٰ کون ہیں؟ اور ان کا حق مجھے کیا دینا ہے؟ تو جناب جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا! ذوالقربیٰ فاطمہؑ ہیں اور ان کا حق، فدک ہے تمام اصحاب کی موجودگی میں رسول خداؐ نے فوراً جناب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو طلب فرمایا جب لخت جگر رسولؐ حضرت بتول سلام اللہ علیہا تشریف لائیں تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اے بیٹی! میرے خالق نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فدک کے

https://downloadshiabooks.com/

پورے علاقہ کو جو میری مخصوص ملکیت ہے تمہیں عطا کر دوں اے میری لخت جگر میں نے فدک کا سارا علاقہ آپ کو عطا کیا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا بابا جان! میں اس عطیہ کو آپ کی طرف سے اور خالق کائنات کی طرف سے قبول کرتی ہوں۔

گیارہ نہال اور گیارہ لال:

اللہ عزوجل نے حضرت فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہا کو گیارہ معصوم بیٹے عطا فرمائے اور آج ان گیارہ فرزندوں کی اولاد سے سادات بزرگوار دنیا کے گوشے گوشے میں آباد ہیں اور سورۂ کوثر کی جیتی جاگتی تصویر اور خیر کثیر کا بہترین مصداق بنے ہوئے ہیں ان گیارہ نونہالوں کے وجود ذی جود کو یکے بعد دیگرے شہید کر دیا گیا اور آپ کا آخری نونہال ''آخری امید جہاں'' کی شکل میں ''آخری پھول''[3] کی

3۔ حضرت آیت اللہ السید طیب آغا موسوی جزائری کی کتاب (البراهین الاثنا عشر علیٰ وجود الامام ثانی عشر) حضرت امام مہدیؑ پر بہترین کتابوں میں سے ایک ہے جس کے اردو ترجمہ کا شرف مؤلف کتاب ھذا کو حاصل ہے اور یہ کتاب اردو میں (آخری امید جہان) کے نام سے اب تک دو بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

اور (آخری پھول) نامی کتاب حضرت امام زمانہؑ پر مؤلف کتاب ھذا کی تالیف ہے جو کتاب مستطاب (مکیال المکارم فی فوائد الدعا للقائم علیه السلام) کی شرح کے عنوان سے حوزہ علمیہ نجف اشرف کے مرکز جہانئ ولی عصرعج اور مؤسسہ صراط مستقیم میں دئے گئے دروس کا مجموعہ ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

طرح مہک رہا ہے اور وہ بہت جلد ظلم و بربریت سے پُر مادر گیتی کو عدل وانصاف کے رنگ برنگے پھولوں سے بھر دے گا۔

فدک کے علاقہ میں یوں تو بہت بڑے بڑے باغات اور کجھور کے بے شمار درخت لگے ہوئے تھے لیکن جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے اس زرخیز سرزمین پر الگ سے گیارہ کجھور کے پودے لگائے تھے جو بارآور ہوئے ان کی کجھوروں کی شرینی کا کیا کہنا! لیکن یہ سارے کے سارے گیارہ درختوں کو تباہ کر دیا گیا متوکل عباسی ملعون نے پہلے تو پورے فدک پر قبضہ کر لیا پھر اسے عبد اللہ بن عمر یا زیاد نامی شخص کی ملکیت بنادیا اس ملعون نے ان تمام گیارہ درختوں کو کٹوادیا خدا کی لعنت ہو آثار رسالتؐ و نبوت کو تباہ کرنے والے تمام ظالموں پر، جس شخص کو وہ درخت کاٹنے کے لیے بھیجا گیا تھا اس کا نام تاریخ نے شبر ان ثقفی لکھا ہے یہ شخص ان درختوں کو کاٹ کر واپس آیا تو اس ملعون کے دونوں ہاتھ فلج (شل) ہو گئے تھے۔[4]

وجہ تسمیہ:

علاقہ فدک کوئی چھوٹا سا باغ نہیں تھا بلکہ ایک بہت بڑا علاقہ اور سرسبز سر زمین تھی بعض کتابوں میں لفظ "قریہ" استعمال ہوا ہے اور سابقہ زمانوں میں قریہ کا

4۔ شرح نہج البلاغہ معتزلی: ج۱۶، ص۲۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

لفظ بڑے شہر کے لیے بھی استعمال ہوتا رہا ہے اور شہر مثلاً بیت المقدس، قبلہ اول کو قرآن مجید نے قریہ کے عنوان سے اور شہر مصر کو بھی قریہ کے لفظ سے متعارف کروایا ہے علاقہ فدک کا نام، فدک حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے کے نام پر پڑا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے کا نام فدک بن حام بن نوح تھا تاریخ میں ذکر ہوا ہے کہ "سمیت بفدك بن حام بن نوح و كان اول من نزلها"[5] جس شخص نے اس علاقہ کو آباد کیا ہے وہ فدک بن حام بن نوح ہی تھے جس کے بعد یہ علاقہ ان کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔

عباسی اور وہابی افکار:

نبی کریمؐ کے آثار کو مٹانے کی سازش کوئی آج کل یا سو دو سو سال پرانی نہیں ہے بلکہ تبرکات پیغمبر خداؐ کو محو و مسمار کرنا بنی امیہ و بنی عباس کی دیرینہ فکر رہی ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو بلند آواز سے پڑھنے کی سنت کو معاویہ نے بدلا، صلوات کو نماز جمعہ میں بلند آواز سے پڑھنے کی سنت رسالتؐ کو عبد اللہ بن زبیر نے محو کیا نبی و آل نبیؐ کے مزارات کو وہابیوں نے زمین بوس کیا۔

اس سے قبل جناب رسول خداؐ کے ہاتھ سے لگائے گئے علاقہ فدک میں گیارہ خرمے کے درختوں کو کاٹ دیا گیا جس سے اولاد زہراء سلام اللہ علیہا استفادہ

5۔ معجم البلدان: ص ۲۴۰۔

https://downloadshiabooks.com/

کرتے تھے اور خمس ور قوم شرعیہ سے محروم سادات فاطمیؑ فدک کے انھیں گیارہ درختوں کی کھجوروں کو حاجیوں میں تقسیم کرتے تھے اور اہل بیت رسالتؐ سے عقیدت رکھنے والے حاجی اور نبی کریمؐ کے آثار سے متاثر زائرین بیت اللہ کا تبرک سمجھ کر اولاد زہراء سلام اللہ علیہا سے ان کھجوروں کو حاصل کرتے تھے اور بہت سے حاجی بدلے میں کچھ عطیہ، فرزندان فاطمہؑ کو عطا کیا کرتے تھے لیکن ملعون متوکل عباسی کے دور میں ان درختوں کو کاٹ دیا گیا اور آثار و تبرکات رسول خداؐ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا لعنۃ اللہ علی الظالمین من اولین و آخرین۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۶

نماز کے قنوت میں وارد دعاؤں میں سے ایک حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی دعا بھی ہے اس دعا کو قرائت کرنا سیرت جناب سیدہؑ پر عمل کرنا ہے اور ان بزرگوار کی سیرت پر عمل اور ان کی مأثور دعا کو پڑھ کر ہم ان کے چاہنے والے اور کیا دعا کر سکتے ہیں!

سوال یہ ہے کہ نماز وتر کے قنوت میں ستر مرتبہ استغفار کرنا ہے تو کیا اس حالت میں ہم استغفار کے شمار کے لیے تسبیح حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو استعمال کر سکتے ہیں اور اگر استعمال کر سکتے ہیں تو کیا یہ عمل ہم داہنے ہاتھ سے کریں یا بائیں ہاتھ سے؟ کیونکہ ہمیں قنوت میں ہاتھ کو بلند رکھنا ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ خاک شفاء سے بنی تسبیح کو لیکر صرف استغفار کا شمار کرنا، صرف استغفار کا ثواب کہلائے گا یا کہ تسبیح خاک شفاء کے ہاتھ میں ہونے سے ذکر تسبیح کا بھی ثواب ملے گا؟

جواب یہ ہے کہ تسبیح فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی حرمت و احترام کا ہر حال میں پاس و لحاظ رکھنا ضروری ہے لہذا ذکر استغفار کے شمار کے لیے خاک شفاء سے نبی تسبیح کا استعمال نہ صرف جائز ہے بلکہ مزید اجر و ثواب کا باعث ہے بلکہ امام زمان علیہ السلام والی روایت کی روشنی میں خاک شفاء سے ایک استغفار ستّر استغفار کے برابر ہے لہذا اگر کوئی جلدی میں ہو تو خاک شفاء کی مدد سے صرف ایک مرتبہ

https://downloadshiabooks.com/

استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ پڑھنا کافی ہے باقی استغفار پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تسبیح فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جو کہ خاص ذکر ہے اس ذکر کا دانوں پر مشتمل پلاسٹک یا لکڑی یا دوسری چیز کی تسبیح سے کوئی ربط نہیں ہے ہاں اگر خاک شفاء سے بنی ہوئی تسبیح ہے تو اسکو ہمہ وقت داہنے ہاتھ میں رکھنا بہتر اور مزید ثواب کا باعث ہے لیکن بائیں ہاتھ سے تسبیح کا شمار کرنا بھی صحیح اور اجر وثواب کا باعث ہے ہاں اگر کوئی عذر ہو تو بائیں ہاتھ میں تسبیح رکھنا اور ذکر کرنا ویسے ہی اجر و ثواب کا باعث ہے جیسے کہ داہنے ہاتھ میں خاک شفاء کی تسبیح رکھنے کا اجر وثواب ہے۔

نماز وتر کے قنوت میں ستر دفعہ استغفار کرتے وقت ضروری نہیں ہے کہ تسبیح کا سہارا لیا جائے البتہ اگر تسبیح خاک شفاء سے بنی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ اسی سے شمار کیا جائے تا کہ ہر استغفار کا اجر و ثواب ستّر استغفار کے برابر حاصل ہو دوسری بات یہ ہے کہ بارگاہ خداوندی میں قنوت کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ دونوں ہاتھ جانب آسمان بلند ہوں لیکن اگر کوئی ایک ہاتھ نیچے اور دوسرا ہاتھ قنوت کی طرح رکھنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ بایاں ہاتھ جانب آسمان ہو اور داہنے ہاتھ سے تسبیح کے دانوں پر استغفار شمار کرے یا پھر

https://downloadshiabooks.com/

تسبیح نہ ہونے کی صورت میں داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں پر استغفار شمار کر سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی حدیث ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں " استغفر الله فی الوتر سبعین مرة" نماز وتر کے قنوت میں ۷۰ مرتبہ خدا سے طلب مغفرت کیا کرو یعنی " استغفر الله ربی و اتوب الیه " کہو پھر امام صادق علیہ السلام کیفیتِ قنوت اور شمارش استغفار کو یوں بیان فرماتے ہیں " تنصب یدك الیسریٰ و تعد بالیمنی الاستغفار" بائیں ہاتھ کو آسمان کی جانب بلند کیا جائے اور داہنے ہاتھ سے استغفار کو شمار کیا جائے۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ استغفار کو ہاتھ کے پنجے گرا کر انگلیوں کے پوروں سے بھی شمار کیا جا سکتا ہے اور تسبیح کے دانوں سے بھی کر سکتے ہیں البتہ اگر دونوں ہاتھ کو بلند رکھے تو مزید اجر و ثواب ہے کیونکہ قنوت میں دونوں ہاتھ کو جانب آسمان پھیلائے رکھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے لہذا بایاں ہاتھ قنوت میں اٹھائے رکھے اور داہنے ہاتھ سے استغفار شمار کرے تو اس کی اجازت دی گئی ہے۔[(6)]

اگر تسبیح فاطمہؑ میں بھول چوک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

حضرت امام زمان علیہ السلام کی بارگاہ میں عبد اللہ حمیری صاحب قرب

6۔ من لایحضرہ الفقیہ: ج۱، ص۴۸۹، ح۱۴۰۶۔

https://downloadshiabooks.com/

الاسناد کے فرزند محمد حمیری نے خط لکھ کر یہی سوال دریافت کیا تھا اور پوچھا تھا کہ اگر کوئی سہو و غلطی کر بیٹھے اور ۳۴ مرتبہ سے زیادہ اللہ اکبر پڑھ دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا ۳۴ پر پلٹ آنا چاہیئے یعنی اضافی کو کالعدم قرار دے کر ۳۴ پر بنا رکھنی چاہیئے اور پھر "الحمدللہ و سبحان اللہ" کہنا چاہیئے یا اس سہو و غلطی کے پیش نظر اسے نئے سرے سے تسبیح کا آغاز کرنا چاہیئے؟

محمد حمیری کا خط نائب خاص کے ذریعہ امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا امام زمان علیہ السلام نے جواب میں مرقوم فرمایا کہ اگر غلطی سے ۳۴ مرتبہ سے زیادہ "اللہ اکبر" پڑھ چکا ہے تو "عاد الی ثلاث و ثلاثین" اسے چاہیئے کہ ۳۳ پر پلٹ آئے اور ۳۳ پر بنا رکھے اور اگر تکبیر و تحمید میں ٦٦ سے گزر گیا ہے تو اسے ٦٦ پر بنا رکھنی چاہیئے اور اگر ۱۰۰ سے گذر گیا ہے تو اس کے اوپر کچھ بھی فرض و لازم نہیں ہے۔

علامہ مجلسیؒ نے اس توقیع کے سلسلہ میں اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام کی مراد یہ ہو کہ ۳۴ سے گذر جانے کی بنیاد پر اسے ۳۳ پر بنا رکھ کر ایک مرتبہ اور اللہ اکبر کہنا چاہیئے پھر دوسرے ذکر کی طرف منتقل ہونا چاہیئے لیکن یہ عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے اور مجھے علماء و فقہاء کے کلمات میں ایسی کوئی بات نہیں ملی کیونکہ ان بزرگواروں نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی ہی نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

علامہ مجلسیؒ پھر اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اصول کی بات تو یہ ہے کہ اگر ۳۴ سے ایک دانہ مثلاً زیادہ ہو گیا ہے تو اسی ایک زائد کو اسقاط کرنا چاہیئے اور ماسبق پر بنا رکھنی چاہیئے یعنی ۳۴ مرتبہ تکبیر شمار کرکے دوسرے ذکر کی طرف منتقل ہو جانا چاہیئے۔

علامہ مجلسیؒ اپنی گفتگو کو تمام کرتے ہوئے اور محمد حمیری کے نام امام علیہ السلام کے جوابی خط پر تبصرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مگر کتاب کافی میں جلد ۳ ص ۳۴۲ پر ایک حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس میں وارد ہوا ہے "اذا شككت فی تسبيح فاطمة فاعد" کہ جب بھی تمہیں حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی تسبیح میں شک پیدا ہو جائے تو تمہیں چاہیئے کہ اعادہ کرو یعنی دوبارہ تسبیح پڑھو اور نئے سرے سے اللہ اکبر کہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام نے ۳۴ پر اور امام صادق علیہ السلام نے اعادہ کیوں کہا ہے؟ **جواب:** حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مراد ظاہراً ابتداء سے نہیں بلکہ اقل پر بناء رکھنے سے ہے یعنی نئے سرے سے اللہ اکبر نہیں کہنا ہے بلکہ ۳۶، ۳۵ مرتبہ اللہ اکبر ہو جائے تو ۳۴ پر پلٹ آنا ہے اور وہیں سے دوسرے ذکر کی طرف منتقل ہو جانا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۷

ساتویں امام حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے پانچویں امام حضرت محمد باقر علیہ السلام کے ساتھی ابو بصیرؓ کا ایک صحابی نقل کرتا ہے کہ مولا میری جان آپ پر قربان ہو جائے اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں ابو بصیرؒ کی بیان کردہ آپ کے جد بزرگوار امام باقر علیہ السلام کی حدیث بیان فرماؤں؟ اذن پا کر راوی نے ساتویں امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے جد بزرگوار امام باقرؑ کو جب بھی تپ یعنی بخار طاری ہوتا تھا تو آپ دو کام کرتے تھے ایک تو یہ کہ آپ دو کپڑا لیتے تھے ایک کو ٹھنڈے پانی میں رکھتے تھے دوسرے کو اپنے جسم مبارک پر تھوڑی تھوڑی دیر میں بدلتے جاتے تھے اور دوسرا کام یہ کرتے تھے کہ اس عمل کے ساتھ اتنی بلند آواز سے "یا فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہتے تھے کہ دروازہ بند ہوتا تھا لیکن پھر بھی دروازے پر کھڑا شخص آپ کی آواز سن سکتا تھا کیا یہ روایت ابو بصیرؒ درست ہے ؟اور ابو بصیرؒ نے صحیح نقل فرمایا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔

جناب شیخ عباس قمیؒ صاحب مفاتیح الجنان میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کتاب بیت الاحزان میں فرماتے ہیں کہ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے جسم مبارک ہماری طرح نہیں ہیں بلکہ ان کے اجسام طاہرہ لطیف ہوتے ہیں مگر تپ (بخار) کا اثر ان کے اجسام طاہرہ لطیفہ پر بھی ہوتا ہے اس لیے انھیں بھی تپ

https://downloadshiabooks.com/

(بخار) دور کرنے کے لیے اور جسم کی حرارت کو ختم کرنے کے لیے ٹھنڈے پانی کے استعمال کی ضرورت پیش آتی تھی اسی لئے امام باقر علیہ السلام پانی سے تر کپڑے کو بدل بدل کر جسم مبارک کی حرارت ختم کیا کرتے تھے۔

علامہ مجلسیؒ نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ندائے ''یا فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ'' کپڑے کی تبدیلی کے ساتھ شاید شفاء کے لیے دی ہو لیکن شیخ عباس قمیؒ کچھ اور ہی بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نام فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا لیکر شفا طلبی نہیں کرتے تھے بلکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام اپنی مظلومہ ماں پر پڑی مصیبتوں کے درد والم سے اس قدر اندر اندر جل رہے ہوتے تھے، اس قدر بے چین و بے قرار رہتے تھے کہ جسم کو کبھی کبھی ٹھنڈا یا حرارت کو کم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے تھے تو جس طرح ٹھنڈے پانی سے تر کپڑا ان کے جسم طاہر و لطیف کی حرارت کو کم کرتا تھا یا ٹھنڈا کر دیتا تھا اسی طرح ندائے یا فاطمہ بنت محمدؐ'' یطفی لوعة و جده بذکر اسمه فاطمة سیدة النساء ''نام مبارک بی بی دو عالمؑ بلند آواز سے لیکر امام محمد باقرؑ اپنے کباب ہوتے کلیجہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے فریاد کرتے تھے اور جس طرح دکھ درد کا مارا انسان ٹھنڈی سانس لیتا ہے اسی طرح ائمہ طاہرین علیہم السلام نام مبارک حضرت زہراءؑ لے کر اپنے کلیجہ کی آگ کو ٹھنڈا یا کم کر لیا کرتے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

شیخ عباس قمیؒ فرماتے ہیں : جانتے ہو کہ غم سیدہؑ میں ائمہ طاہرین علیہم السلام کا کیا حال ہوتا تھا؟ جانتے ہو حضرت امام باقر علیہ السلام کہ جنہوں نے حسنین کریمینؑ اور علی علیہ السلام کی طرح بی بیؑ کے اوپر پڑی مصیبتوں کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا ان کے دلوں پر غم سیدہ سلام اللہ علیہا نے کیا اثر کیا تھا؟ سنیے اور پھر غور کیجیۓ کہ شیخ عباس قمیؒ کیا فرمارہے ہیں وہ کہتے ہیں: ''ان تاثیر مصیبتہا علی قلوب اولادھا الائمۃ الاطہار ،المّ من حزّ الشفار و احرّ من جمر النار'' ''جناب زہراءؑ کی مصیبت ان کی اولاد طاہرہ یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام کے لئے چھری کی کاٹ سے بھی زیادہ دردناک اور آگ کے انگارے کی لپٹوں سے زیادہ گرم اور پُر حرارت ہے''۔

بشار المکاری کا واقعہ:

بشار مکاری کا بیان ہے کہ میں خدمت امام صادق علیہ السلام میں پہنچا میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام غذا تناول فرمارہے ہیں میں نے راستہ کا حال ان الفاظ میں بیان کیا ''اخذتنی الغیرۃ من شیٔ رایتہ فی الطریق وجع قلبی و بلغ منی'' مولا میں نے راستہ میں ایک ایسا حادثہ رونما ہوتے ہوئے دیکھا کہ جس سے میری غیرت کو سخت چوٹ لگی ہے اور میرے دل میں بہت درد ہو رہا ہے'' یہ سن کر مولا نے اپنے حق کا واسطہ دے کر قریب بلایا اور مجھے کھانے کا حکم دیتے ہوئے پوچھا کیا

https://downloadshiabooks.com/

حادثہ واقع ہوا ہے میں نے عرض کیا مولا ایک مومنہ کو حاکم کوفہ کے سپاہی مارتے ہوئے دربار کی طرف لے جارہے تھے اور وہ فریاد کر رہی تھی مگر اس کی فریاد کو ڈر کی وجہ سے کوئی نہیں پہنچ رہا تھا وہاں موجود لوگوں سے میں نے دریافت کیا کہ اس عورت کا گناہ کیا ہے وہ بولے کہ اس مومنہ کو راستہ میں ٹھوکر لگی تو اس نے بس اتنا کہا تھا "لعن اللہ ظالمیكِ یا فاطمۃ" "اے بی بی فاطمہؑ آپ کے اوپر ظلم کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو" جس پر اسے سپاہیوں نے گرفتار کر لیا اور اسے مارتے ہوئے دربار لے جارہے ہیں اور کوئی اس کی فریادرسی نہیں کر رہا ہے۔

یہ سن کر مولا امام صادق علیہ السلام نے کھانا چھوڑ دیا اس قدر روئے کہ روایت میں ہے "حتی ابتل مندیله و لحیته و صدره بالدموع" امام صادق علیہ السلام کا رومال تر ہو گیا اور آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسوؤں نے آپ کی ریش مبارک اور سینہ کو تر کر دیا تھا۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا اے بشار! چلو مسجد سہلہ، وہاں ہم سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم سب دو دو رکعت نماز پڑھیں "صلی کل واحد منا رکعتین" ہم میں سے ہر ایک نے دو دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد امام علیہ السلام نے دست مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی پھر سجدے میں چلے گئے کچھ ایسا پڑھ رہے تھے کہ صرف سانس لینے کی آواز ہمیں سنائی پڑ رہی تھی سر اٹھا کر

https://downloadshiabooks.com/

فرمایا" **قم فقد اطلقت المرأة**" چلو اٹھو اس عورت کو آزاد کر دیا گیا ہے راستے میں معین شخص آتا ہوا ملا اس نے بتلایا کہ دربان نے قصر سے باہر آ کر ۲۰۰ درھم کی تھیلی دیتے ہوئے کہا امیر کو حلال کر مگر اس عورت نے تھیلی نہیں لی امام صادق علیہ السلام نے تاکید سے پھر پوچھا کیا واقعاً اس عورت نے دو سو درھم لینے سے منع کر دیا جواب ملا کہ "**نعم وھی محتاجة الیھا**" ہاں مولا اس نے محتاج ہونے کے باوجود دو سو درہم کی تھیلی نہیں لی تو امام صادق علیہ السلام نے درہم کے بجائے دینار کی ایک تھیلی کہ جس میں سات دینار تھے ہمیں دے کر فرمایا یہ لو اور جا کر خاتون کو دے دو اور "**اقرا ھا منی السلام**" اس عورت کو میر اسلام کہنا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے اس عورت کو امام علیہ السلام کا سلام کہلایا اور دینار عطا کئے تو اس نے تاکید سے پوچھا "**باللہ اقرانی جعفر بن محمد السلام**" بخدا قسم کھا کر کہو کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے مجھے سلام کہلایا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں امام علیہ السلام نے تمھیں سلام کہا ہے اس نے اپنا گریبان پھاڑ ڈالا اور غش کھا کر گر پڑی ہوش میں آ کر بولی پھر دھراؤ تین مرتبہ ہم نے وہی کہا اور پھر دینار لیکر اس نے کہا "**سلوہ ان یستوھب امتہ من اللہ مما اعرف احد توسل بہ اللہ اکثر منہ و من آبائہ و اجدادہ**" تم لوگ جا کر میرے مولا سے کہہ دینا کہ آپ خدا سے دعا کر دیں کہ وہ اپنی کنیز کو آتش جہنم سے آزاد کر دے اس

لئے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور ان کے آباء و اجداد کرام سے بہتر ذوات مقدسہ کوئی ہے ہی نہیں کہ جن کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں توسل کیا جاسکے"۔

علامہ مسعودی فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے نام سے بہت متاثر ہوتے تھے اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ امام صادق علیہ السلام نے اس خاتون کے ساتھ کتنا اہتمام برتا ہے کہ مسجد سہلہ میں اس وقت تک سجدہ کی حالت میں دعا کرتے رہے جب تک کہ وہ آزاد نہیں کر دی گئی اور سلام کہلوانے کے ساتھ سات دینار اس لیے اس خاتون کو عطا کیا "لانہا موالیۃ مومنۃ بالتولّی لاھل البیت والتبرّی من اعدائھم" "وہ خاتون مومنہ اور دوست دار اہل بیت علیہم السلام ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دشمنوں سے تبراء کرنے والی تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۸

عبادت میں خلوص:

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کا کوئی بندہ خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کر رہا ہو اور وہ مخلص و خالص ہو اور میرے سامنے پوری دنیا کی تمام نعمتیں ہیرے جواہرات سونا چاندی ساری قیمتی و نفیس چیزیں ایک لقمہ میں سمیٹ دی جائیں اور میں امام حسن عسکری علیہ السلام اس ایک لقمۂ دنیا وما فیھا کو خالص عبادت گذار کے منہ میں ڈال دوں "لرایت انی مقصر فی حقه" تب بھی میں اپنے آپ کو اس خالص عبادت گذار بندۂ خدا کے حق میں مقصر اور کوتاہی کرنے والا سمجھوں گا۔(7)

خالص عبادت گذار بندہ بننا آسان نہیں ہے جناب عیسیٰ علیہ السلام اپنے حوارین، شیعہ اور مخلصین سے فرمایا کرتے تھے کہ روزہ رکھو تو ہونٹ پر چربی یا تیل لگالیا کرو تاکہ لوگوں کو یہ پتہ نہ چلے کہ تم روزے سے ہو اور نماز پڑھو تو پردہ ڈال لیا کرو تاکہ لوگوں کو آپ کے کثرت عبادت گذار اور نماز گذار ہونے کا علم نہ ہو جناب رسول خداؐ سے قرب الاسناد حمیری میں صفحہ ۸۴ پر وارد ہوا ہے کہ "اعظم

7۔ بحار الانوار: ج ۶۷، ص ۲۴۹۔

https://downloadshiabooks.com/

العبادۃ اجراً اخفاھا،عبادتوں میں سب سے زیادہ اجر وثواب والی عبادت وہی ہے جو سب سے زیادہ مخفی ہو اور یہ بھی طے ہے کہ بندہ جس قدر اپنی عبادتوں کو چھپا کر کرے گا خداوند متعال اتنا ہی اس کی عبادت کو اجاگر کرے گا اور آخرت میں ثواب بھی عطا کرے گا اور حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک پوشیدہ نیکی ستر نیکی کا اجر رکھتی ہے اور اپنی عبادتوں کی تشہیر کرنے والے کو متہم کہا جاتا ہے۔

اب حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی وہ حدیث ملاحظہ ہو جو خالص عبادت سے متعلق کتاب عدۃ الداعی میں کہ جس کا اردو ترجمہ صحیفہ دعا کے نام سے ہو چکا ہے ملاحظہ ہو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں " **من اصعد الی اللہ خالص عبادتہ اھبط اللہ عز و جل الیہ افضل مصلحتہ**،جو شخص اللہ کی بارگاہ میں اپنی خالص عبادت بھیجے گا خداوند متعال اس کی جانب افضل مصلحت نازل فرمائے گا۔

یہ روایت سب سے پہلے کتاب تنبیہ الخواطر و نزھۃ النواظر میں وارد ہوئی ہے [8]جو کہ مجموعہ ورام کے نام سے مشہور ہے ورام بن ابی فراس جناب مالک اشترؒ کی نسل سے تھے ۶۰۵ھ میں رحلت فرمائی ہے ان کی یہ کتاب اخلاق اور مواعظ کے

8۔ مجموعہ ورام: ص ۴۲۷۔

https://downloadshiabooks.com/

حوالہ سے بہت مشہور ہے بس ایک مسئلہ اس روایت کے حوالہ سے قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ جناب ورام نے اس روایت کو کہاں سے، کس کتاب سے، یا کس اسناد سے اخذ کیا ہے اس کو بیان نہیں کیا ہے یعنی سند روایت محذوف ہے اور ورام صاحب کی سرزنش بھی نہیں کی جا سکتی کیونکہ انہوں نے ساری روایات کو محذوف الاسانید ذکر فرمایا ہے تاکہ اخلاقی کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے۔

البتہ اس کتاب سے قبل بھی یہ روایت تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلامؑ میں ذکر ہوئی ہے حدیث نمبر ۱۷۷ کے عنوان سے اور ہو سکتا ہے علامہ ورام نے تفسیر امام عسکری علیہ السلام سے ہی اس روایت کو اخذ کیا ہو کیونکہ قبل و بعد کی بہت سی روایات مجموعہ ورام میں تفسیر امام عسکری علیہ السلام کی روایات سے میل کھاتی ہیں بہر حال اب روایت پر توجہ فرمائیں۔

باب النظافة والطهارة:

حضرت فاطمة بنت الحسین علیہا السلام امام حسین علیہ السلام سے اور امام حسین علیہ السلام اپنی مادر گرامی سے اور حضرت فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہا جناب رسول خداؐ سے نقل فرماتی ہیں کہ جناب ختمی مرتبتؐ نے فرمایا ہے "لا يلومن الا نفسه من بات و فی یده غمر" اس شخص کو چاہیئے کہ صرف اپنی ملامت کرے جو اس شکل میں سو جائے کہ اس کے ہاتھ میں چربی یا گوشت کے ٹکڑے لگے ہوں یہ

https://downloadshiabooks.com/

روایت کشف الغمۃ علامہ اربلی جلد ا ص ۵۵۴ پر بھی مذکور ہے اور در حقیقت یہ کلام رسول خداؐ کا ہے جسے جناب سیدہؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل فرمایا ہے لہذا یہ حدیث، حدیث نبویؐ ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث فاطمیؑ و حدیث امام حسین علیہ السلام بھی ہے اسی لیے کتاب موسوعۃ الکلمات للامام الحسین علیہ السلام میں بھی اس حدیث کو درج کیا گیا ہے کیونکہ اس کتاب میں تمام اقوال امام حسینؑ کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث کو سنیوں نے ابوھریرہ سے نقل کیا ہے اور جب مالک بن انس امام المالکۃ سے اس روایت کے سلسلہ میں سوال ہوا تو اس نے جواب دیا کہ میں اس حدیث کو نہیں جانتا لیکن میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے ضرور سنا ہے کہ "منديل عمر بطن قدميه"[9] عمر بن خطاب کے پاس رومال نہیں ہوا کرتا تھا اور وہ ملعون چرب کھانا ہو یا کوئی اور چیز ہاتھ چاٹنے کے بجائے اپنے ہاتھوں کو اپنے پیر کے تلووں میں پونچھ لیا کرتا تھا مسلمانوں کو اس قدر بے سلیقہ رہنما مبارک ہو۔

پرانے زمانہ میں صابن تو تھا نہیں لہذا بعض لوگ آٹے سے ہاتھ دھلتے تھے اور بعض مٹی سے مانجھ کر دھلتے تھے ایک روایت میں کہیں پڑھا تھا کہ "الصلاۃ

9۔ شرح صحیح البخاری لابن بطال متوفی ۴۴۹ھ: ج۵، ص۵۰۶۔

https://downloadshiabooks.com/

صابون الخطایا، نماز گناہوں کا صابن ہے یہ روایت شرح معتزلی کی آخری جلد میں دو جگہ ذکر ہوئی ہے اگر یہ روایت ثابت مان لی جائے تو یقیناً صابن کا ابتدائی وجود تسلیم کرنا پڑے گا یعنی امام علی علیہ السلام کے زمانہ میں بھی صابن تھا لیکن ملعون عمر کو اپنے تلوے گویا صابن لگتے تھے اور اپنے ہاتھ کو وہ وہاں پونچھتا تھا بہر حال کلمہ صابون روایت اور حدیث کی کتابوں میں ذکر ہوا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر۹

اگر چہ عقیق کی انگشتری پہننے کا حکم روایات معصومین علیہم السلام میں مطلق ہے نہ تو رنگ کی قید ہے اور نہ محل و معدن عقیق کی کوئی قید ہے نہ چھوٹے بڑے نگ کی کوئی قید ہے جس وقت عقیق کی انگشتری پہننے کا حکم معصومین علیہم السلام نے دیا ہے اس وقت کس رنگ کا اور کہاں کا عقیق مورد استعمال تھا اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اس طرح سے اس کے رنگ و شکل اور کس جگہ کا نگ ہو اس کا علم حاصل ہو جائے گا۔

ربیعۃ الرائیٰ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے دست مبارک میں عقیق کا نگ دیکھا تو پوچھ لیا جناب یہ کون سا نگ ہے ؟ تو امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا "عقیق رومی" یہ روم سے آیا ہے اور وہاں سے نکلا ہوا عقیق ہے اس روایت شریفہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عقیق یمنی ہونا لازم نہیں ہے ورنہ امام سجاد علیہ السلام عقیق رومی کے بجائے عقیق یمنی زیب دست مبارک کرتے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے مطلق قول میں وارد ہوا ہے کہ "تختموا بالعقيق يبارك عليكم و تكونوا فى امن من البلاء"[10] عقیق

10۔ سلوۃ الحزین قطب راوندی: ص ۳۳۔

کی انگشتری پہنا کرو کہ اس میں تمہارے اوپر برکت کا نزول ہوتا ہے اور تم بلاؤں سے امن و سلامتی میں رہو گے اس روایت میں برکت کا لفظ بھی عام ہے اور بلاء کا لفظ بھی عام ہے یعنی برکت در رزق بھی ہو سکتی ہے علم و عمر اور دیگر چیزیں بھی اس میں شامل ہیں اسی طرح بلاء آسمانی ہو یا زمینی خود کی کوتاہی سے بلاء کی آمد ہو یا سازش وغیرہ کے تحت انسان کسی بلا میں مبتلاء ہو گیا ہو سبھی کو شامل ہے۔

عبد الرحیم قصیر چھٹے امامؑ کے صحابی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور حال نقل کیا ہے کہ ایک سید کے پاس حاکم مدینہ نے کسی کو بھیج کر حاضر ہونے کا حکم دیا اس ہاشمی کا گذر امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس سے ہوا امام جعفر صادق علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس سید کے پیچھے پیچھے عقیق کی انگشتری پہننے والا شخص جائے اس وقت عقیق کی انگشتری لائی گئی ظاہراً اس سید کو کسی جرم وجنایت میں متہم کیا گیا تھا حاکم کی نظر میں وہ مجرم تھا لیکن عقیق کی انگشتری کی بدولت وہ کسی مصیبت سے دو چار ہونے سے محفوظ رہا اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی بھی بلا کو عقیق کا نگ ٹال سکتا ہے[11] لہذا عقیق کی انگشتری پہننا نہ صرف حکم امام علی علیہ السلام پر عمل ہے بلکہ اپنا ہی فائدہ اور برکت و عنایت الہی کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی بلاؤں سے دفیعہ کا باعث ہے۔

11۔ الوافی فیض الکاشانی: ج ۲۰، ص ۶۸۷۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب شہید اولؒ نے کتاب دروس شرعیہ کی جلد اول صفحہ ۱۵۲ پر لکھا ہے کہ عقیق کی انگشتری کے چار فائدے ہیں انگشتری داہنے ہاتھ میں ہونا چاہیئے بائیں ہاتھ میں مکروہ ہے اور انگشتری کا نگ ہتھیلی کی طرف ہونا چاہیئے پھر وہ چار فائدہ یوں ذکر فرماتے ہیں " **التختم بالعقیق ینفی الفقر و النفاق و یقضی له الحسنیٰ و یامن فی سفره**" عقیق کی انگشتری پہننے سے فقر و فاقہ دور ہوتا ہے اور نفاق و دوغلا پن کی صفت دور ہوتی ہے اس کے حق میں خیر و بھلائی کا فیصلہ من جانب اللہ ثبت ہو جاتا ہے اور مسافرت میں مختلف بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے یہی چار فائدے شہید اولؒ نے اپنی دوسری کتاب ذکری الشیعۃ ج۳ میں بھی ذکر فرمائے ہیں۔

علامہ تقی مجلسیؒ نے من لایحضرہ الفقیہ کی شرح میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے صحیح روایت میں نقل فرمایا ہے کہ "**من سَاهَم بالعقیق کان سهمه الاوفر**" جو شخص عقیق کے ذریعہ حصہ لگائے گا اس کا حصہ بھرپور طریقہ سے حاصل ہو گا یعنی عقیق کی بدولت اسے اچھا حصہ حاصل ہو گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی انگشتری منقش عقیق احمر کی تھی روایت میں ہے کہ عقیق پر ایک نظر اجر صالحین و نبیین کے مانند ہے دوسری روایت میں ہے کہ اگر شیعوں کے لئے مشکل پیدا نہ ہو جاتی تو عقیق کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک شخص نے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آکر شکوہ کیا کہ جناب مجھے سفر میں لٹیروں نے لوٹ لیا جناب رسول خداؐ نے فرمایا" **هلا تختمت بالعقيق فانه يحرس من كل سوءٍ**" کیوں تم نے عقیق کی انگشتری نہیں پہنی تھی اس لئے کہ عقیق کی انگشتری ہر برائی سے محفوظ و مصون رکھتی ہے۔(12)

سوال یہ ہے کہ اس عقیق کے نگ کو اتنی عظمت و اہمیت کیوں دی گئی ہے اور وہ سب کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر عقیق کا نگ اس قدر اہمیت کا حامل ہے جناب حر عاملیؒ کی کتاب وسائل کے علاوہ ایک دوسری فقہی کتاب هدایۃ الامۃ الی احکام الائمۃ ہے جلد ۲ ص۱۳۸ پر جناب رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب ختمی مرتبتؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:" **تختموا بالعقيق فانه اول جبل اقرّ لله بالوحدانية و لى بالنبوة و لك يا على بالوصية و لشيعتك بالجنة**" عقیق کا نگ زیب انگشتری کیا کرو کہ یہ وہی پہلا پہاڑ ہے جس نے اللہ کی وحدانیت میری نبوت اور تمہاری وصایت اور تمہارے شیعوں کے لیے جنت کا اقرار و اعلان کیا ہے۔

اس روایت میں رومی، یمنی یا کسی اور ملک کے عقیق کا ہونا لازم قرار نہیں دیا گیا ہے اور اسی طرح رنگ کا عنوان بھی نہیں ذکر ہوا ہے لیکن عقیق احمر بطور

12۔ روضۃ المتقین: ج ۷، ص ۶۴۵۔

https://downloadshiabooks.com/

خاص معصومین علیہم السلام کے کلام میں ذکر ہوا ہے پانچویں امام علیہ السلام سے کسی سائل نے سوال کیا کہ مولا کس قسم کے نگ کو اپنی انگشتری میں فٹ کرواؤں تو امام علیہ السلام نے فرمایا "این انت من العقیق الاحمر و العقیق الاصفر و العقیق الابیض فانھا ثلاثۃ جبال فی الجنۃ" تم کیوں عقیق سرخ، عقیق زرد اور عقیق سفید سے غافل ہو یہ تینوں پہاڑ جنت میں داخل ہوں گے یعنی بے جان پتھر اور پہاڑ اگر ولایت امیر المومنین علیہ السلام کا مقر و معترف ہو تو وہ جنت کی انیٹ بنے گا بشرطیکہ یہ قیمتی پتھر شیعیان اہل بیت علیہم السلام کے دست مبارک کی زینت ہو ورنہ جس پتھروں کو پوجا جائے وہ جہنم میں جائے گا اور جہنم کا ایندھن بن جائے گا اور جہنمیوں کے لیے سوزش کا باعث بنے گا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "من تختم بشیء منھا من شیعۃ آل محمد لم یر الا الخیر والحسنیٰ او السعۃ فی الرزق و السلامۃ من جمیع انواع البلاء و ھو امان من السلطان الجائر و من کل ما یخاف الانسان و یحذرہ" "جو شخص ہمارے شیعوں میں سے کسی عقیق کی انگشتری پہنے گا وہ خیر و بھلائی دیکھے گا اس کے رزق میں کشادگی ہو گی اور ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور ظالم بادشاہ کے شر سے محفوظ ہو گا اور انسان جن جن چیزوں سے خوف کھاتا ہے ان سب سے محفوظ رہے گا"۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ما رفعت كفّ الى الله عزوجل احبّ اليه من كفّ فيها خاتم عقيق" "عقیق کی انگشتری والے ہاتھ سے بہتر ہاتھ خدا کی بارگاہ میں نہیں اٹھتا ہے" دوسری روایت میں ہے کہ "صلاة ركعتين بفصّ عقيق تعدل الف ركعة بغيره" "عقیق نگینہ والی انگشتری کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عقیق کے ہزار رکعت نماز سے افضل ہے" ایک اور روایت میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں "العجب كل العجب من يد فيها فصّ عقيق كيف تخلو من الدنانير و الدراهم" "اس ہاتھ پر مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ جس میں عقیق کا نگینہ ہو اور وہ درہم و دینار سے خالی ہو" جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ " تختموا بالعقيق فانه لا يصيب احدكم غم مادام ذالك عليه" "عقیق کی انگشتری پہنو کہ جب تک وہ تمہارے پاس ہے تمہیں کوئی غم نہیں ہوگا"۔(13)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو وصیتیں کرتے ہوئے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ! داہنے ہاتھ میں انگشتری پہنا کرو کہ داہنے ہاتھ میں انگشتری پہننا فضیلت ہے جو مقربین بارگاہ خدا کو حاصل ہے امام علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کس نگ کی انگشتری پہنا کروں؟ تو جناب رسول خداؐ

13۔روایت مسند زبدی ۴۱۸۔

https://downloadshiabooks.com/

نے فرمایا" بالعقیق الاحمر " سرخ رنگ کا عقیق پہنا کرو اس روایت سے عقیق کے رنگ کا علم ہوتا ہے لیکن تخصیص نہیں ہے کہ سرخ ہی ہو، ہاں جو فضیلت یہاں ذکر ہوئی ہے اس کے حصول کے لئے بہر حال عقیق کا سرخ ہونا لازم ہے۔

ایک مجلود شخص کا گذر ہوا تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے ہاتھ میں عقیق کی انگشتری ہوتی تو جلد (سزا) سے محفوظ رہتا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے نقل فرماتے ہیں " من صاغ خاتماعقیقاً فنقش فیه (محمد رسول الله و علی ولی الله) وقاه الله میتة السوء ولم یمت الا علی الفطرة"، جو شخص عقیق کی انگشتری بنوائے اور اس میں (محمد رسول الله و علی ولی الله) نقش کروائے تو خداوند عالم اس کو بری موت سے بچائے گا اور وہ فطرت اسلام پر مرے گا۔[14]

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں " لما خلق الله عز و جل موسیٰ بن عمران کلّمه ،علی طور سیناء ثم اطلع علی اطلاعه فخلق من نور وجهه العقیق ثم قال آلیت بنفسی علی نفسی الا اعذب کف لابسه اذا تولیٰ علیًا بالنار "۔

یہ پتھر نور وجہ موسیٰؑ سے خلق ہوا ہے اور خدا نے ایک شرط کے ساتھ اپنے لئے قسم کھائی ہے "آلیت بنفسی علیٰ نفسی الا اعذب کف لابسه

14۔ ثواب الاعمال، ص ۱۷۴۔

https://downloadshiabooks.com/

اذا تولی علیا بالنار "کہ جو شخص اپنے ہاتھ میں عقیق کی انگشتری پہنے ہو گا اگر وہ حضرت علیؑ کی ولایت بھی دل میں رکھتا ہو گا تو مجھے اپنی ذات کی قسم کہ میں اسے آتش جہنم کے عذاب میں مبتلا نہیں کروں گا"۔

جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار سے نقل فرماتی ہیں "من تختم بالعقیق لم یزل یریٰ خیراً"،جو شخص عقیق کی انگشتری پہنے گا وہ مسلسل خیر وبرکت ہی دیکھے گا۔[15]

15۔ وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۴۰۱۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۰

مدرک وسند خطبۂ فدکیہ:

سب سے پہلی کتاب جس میں خطبہ فدکیہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ذکر ہوا ہے وہ کتاب بلاغات النساء ہے جس کے مؤلف ابو الفضل احمد بن ابی طاہر ہیں جو کہ ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۸۰ھ میں فوت ہو گئے اس بزرگوار نے خطبہ فدکیہ کو ابو الحسین زید بن علی سے نقل کیا ہے یہ ابو الحسین زید، فرزند زید شہید نہیں ہیں جیسا کہ بعض نے سمجھ لیا ہے کیونکہ زید شہید چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں شہید ہوئے ہیں ان کی کنیت بھی ابو الحسین تھی کیونکہ آپ کے بیٹے کا نام حسین ذو دمعہ تھا لہذا زید شہید ابو الحسین کی کنیت سے یاد کیے جاتے تھے۔

جس زید ابو الحسین سے صاحب بلاغات النساء نے خطبۂ فدکیہ نقل کیا ہے وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے صحابی تھے ان کا نام بھی زید اور کنیت ابو الحسین تھی اور خود صاحب بلاغات النساء نے زید ابو الحسین صحابی امام علی نقی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور ان سے ایک سوال کیا تھا اور وہ سوال یہ تھا کہ ''ان ھولاء یزعمون انه مصنوع'' مخالفین کا خیال ہے کہ خطبۂ فدکیہ گڑھا ہوا خطبہ ہے جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے اس خطبہ کو ارشاد نہیں فرمایا ہے اس فصیح و بلیغ خطبہ کی نسبت جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی طرف صحیح نہیں ہے بلکہ اس خطبہ

https://downloadshiabooks.com/

کا گڑھنے والا عرب کا ایک فصیح و بلیغ شخص بنام ابو العیناء تھا اس نے اس فصیح و بلیغ خطبہ کو جعل کیا ہے تو اے ابو الحسین زید بن علی آپ کیا فرماتے ہیں؟

ابو الحسین زید بن علی جو کہ "زید اصفر" کے عنوان سے بھی معروف تھے نے جواب دیا کہ سنو یہ خطبہ ابو العیناء کے باپ دادا کی ولادت سے بھی پہلے اولاد ابو طالبؑ اور بزرگان شیعہ صرف روایت نہیں کرتے تھے بلکہ حفظ بھی کرتے تھے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اپنی اولاد کو خطبۂ فدکیہ کے حفظ کرنے کا حکم دیتے تھے ہمارے مخالفین جو اس خطبہ کے کلام فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہونے کے منکر ہیں وہ لوگ عائشہ سے اس کے باپ کے ایسے ایسے کلمات نقل کرتے ہیں جس پر جتنی حیرت کی جائے کم ہے "لولا عداوتهم لنا اهل البيتؑ" یہ صرف ہم اہل بیت علیہم السلام سے عداوت و دشمنی کی بناء پر انکار کر رہے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں یہ خطبہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا ہی خطبہ ہے ابو العیناء وغیرہ جیسے لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے کہ ایسا کلام جعل کر سکیں۔

قطب راوندیؒ نے الخرائج والجرائح میں لکھا ہے کہ شہادت بی بی زہراء سلام اللہ علیہا کے بعد جناب ایم ایمنؓ خادمہ عبد اللہ پدر رسول خداؐ اور پرورش کنندہ رسول خداؐ نے حلف اٹھالیا کہ مدینہ میں نہیں رہیں گی آپ رسول خداؐ کی مادر گرامی تھیں خود رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت ام ایمنؓ میری مادر گرامی کے بعد میری

https://downloadshiabooks.com/

ماں ہیں۔

تاریخ میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ، بار بار جناب ام ایمنؓ کی زیارت و ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے آپ نے متعدد بار فرمایا تھا کہ جو شخص دنیا میں ہی کسی جنتی خاتون کی زیارت کرنا پسند کرتا ہے اسے چاہیئے کہ ام ایمنؓ سے شادی کر لے بدو عرب اس مثردہ کے بعد بھی ام ایمنؓ سے شادی کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوئے کیونکہ ام ایمنؓ حبشن تھیں زید بن حارثہ شہید موتہ نے ام ایمنؓ سے شادی رچائی اور زید کی شہادت کے بعد انہوں نے پھر کسی سے شادی نہیں کی بلکہ جناب سیدہؑ کی خدمت کرنے لگیں اور خادمہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا بن گئیں لیکن جناب سیدہؑ کی شہادت کے بعد اس گھر میں نہ رہ سکیں جہاں جناب سیدہؑ رہا کرتی تھیں۔

تاریخ میں ذکر ہوا ہے کہ "لا تطیق ان تنظر الی موضع کانت فیه"، ام ایمنؓ ان مواقع و محراب اور حجرے کو دیکھ کر برداشت نہیں کر پا رہی تھیں جہاں جہاں جناب سیدہؑ رہتی تھیں بے ساختہ رونے لگتی تھیں اس لیے مدینہ چھوڑ دینے کے لیے حلف اٹھالیا اور پھر مکہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔

سفر جاری تھا کہ مقام جحفہ آ گیا وہاں کہیں پانی نظر نہیں آ رہا تھا پیاس کا غلبہ ہوا تو ام ایمنؓ بے تاب ہو گئیں جب تک جان میں جان تھی پانی کو تلاش کرتی رہیں

https://downloadshiabooks.com/

اور جب کہیں سے کوئی آثار پانی کے نمودار نہ ہوئے تو اپنے ہاتھوں کو جانب آسمان بلند کر دیا اور کہنے لگیں " یا رب انا خادمۃ فاطمۃ "اے پالنے والے میں فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی خادمہ ہوں۔

میں کہوں گا بی بی ام ایمنؓ گستاخی معاف آپ رسول خداؐ کی خادمہ رہیں رسول خداؐ کی پرورش کرنے والی بنیں رسول خداؐ کی مادری کا شرف حاصل کیا رسول خداؐ کُل ہیں، حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جزء ہیں اللہ کی بارگاہ میں پانی طلب کرنے کے لیے واسطہ دینا ہی تھا تو جناب رسول خداؐ کا واسطہ دیتیں یہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا حوالہ و واسطہ کیوں دیا؟ اور پھر آپ نے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے یہاں خدمت بھی کتنے دن کی ہے چند روز یا چند ماہ جبکہ رسول خداؐ کی خدمت پیدائش سے لیکر کم و بیش ان کی رحلت تک کرتی رہی ہیں پھر کس کا واسطہ مناسب، اولی اور بہتر تھا؟

عزیزو! میں نہیں جانتا کیا وجہ تھی کہ جناب ام ایمنؓ نے رسول خداؐ کا واسطہ نہیں دیا واسطہ دیا تو حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا واسطہ دیا لیکن اس جنتی خاتون کے اس عمل نے ہمیں ضرور آشنا کر دیا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک کس کے وسیلے سے دعا فوراً قبول ہوتی ہے اور تپتے صحراء میں آسمان سے نہیں جنت سے پانی بھیج کر ام ایمنؓ کو ایسا سیراب کرتا ہے کہ اس روز کے بعد ام ایمنؓ جب تک زندہ

https://downloadshiabooks.com/

رہیں نہ انھیں کھانے کی احتیاج ہوئی نہ پانی کی ضرورت پڑی۔

بلکہ علامہ بحرانی بلادی نے تو یہاں تک نقل کیا ہے کہ جناب سیدہؑ کے واسطے سے جنتی پانی سے سیراب ہونے والی جناب ام ایمنؓ، اس بوڑھی جنتی خاتون کی شان یہ تھی کہ خود تو بھوکی پیاسی ہوتی ہی نہیں تھیں بلکہ ''کان الناس یتبعونہا فی الیوم الحرّ الشدید''لوگ ام ایمنؓ کے ساتھ ہو لیا کرتے تھے اور ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے تو تپتے صحراؤں میں شدید دھوپ اور تمازت آفتاب میں اور گرم دنوں میں ام ایمنؓ کے ہمراہ ہونے سے ''فما یصیبہم عطش''انھیں پیاس ہی نہیں لگتی تھی یعنی جب جب ام ایمنؓ سفر کرتیں جو لوگ ان کے ہمراہ چلتے پورے قافلہ کو شدید گرمی کے دنوں میں پیاس ہی محسوس نہیں ہوتی تھی جب خادمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا یہ حال ہے تو مخدومہؑ کی کیا عظمت ہو گی۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت ہر شخص کی پیشانی کے بیچوں بیچ لکھا ہوا ہو گا کہ یہ مومن ہے یا کافر ہے ساری خلائق کو فرشتے جنت یا جہنم رسید کر رہے ہوں گے کہ اتنے میں ایک ایسے بے حد گناہ گار کی باری آئے گی جو کثرت گناہ کے باعث فرشتوں کی گرفت میں ہو گا اور وہ اسے جہنم کی جانب لے جا رہے ہوں گے فرشتے محسوس نہیں کریں گے کہ وہ جسے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں اس کی پیشانی پہ نہ کافر لکھا ہے نہ مومن روایت کہتی ہے کہ '' فتقرا بین عینہ

محباً"،جناب سیدہؑ اس کی پیشانی پر "محب" لکھا ہوا پڑھ لیں گی۔

ابھی فرشتے اسے جہنم میں پھینک نہیں سکے ہوں گے کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ارشاد فرمائیں گی خدایا! میرے مالک! تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا ہے توجہ! فاطمہ نام کی خواتین جناب سیدہؑ سے پہلے بھی تھیں فاطمہ بنت اسدؑ مادر امیر المومنین علیہ السلام کا نام جناب فاطمہ تھا دیگر خواتین بھی فاطمہ نام کی تھیں لیکن ان کا نام ان کے ماں باپ نے لغوی معنی کے تحت رکھا تھا لیکن جناب سیدہؑ کا نام نہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رکھا تھا نہ جناب خاتم المرسلین محمد مصطفیؐ نے رکھا تھا بروز حشر جناب سیدہؑ بارگاہ خداوندی میں اپنا نام رکھنے والا بھی بتلائیں گی اور نام کی وجہ تسمیہ اور معنی بھی بیان فرمائیں گی: "الھی و سیدی! سمّیتنی فاطمة و فُطمت بی من تولّانی و تولیٰ ذرّیتی من النار"، میرے مالک! میرے پروردگار! تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا ہے اور یہ نام اس لیے رکھا ہے کہ تو نے مجھ سے محبت کرنے والوں سے جہنم کی آگ کو دور رکھا ہے تیرا وعدہ برحق ہے اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مطلب یہ کہ اس محب فاطمہؑ کو ملائکہ کھینچ کر جہنم میں لے جا رہے ہیں تو پھر میرا نام فاطمہ رکھنے کا مقصد پورا نہیں ہو رہا ہے اور تیرے وعدے کے خلاف عمل ہو رہا ہے آواز قدرت آئے گی: اے فاطمہؑ! آپ سچ فرماتی ہیں میں نے ہی آپ

https://downloadshiabooks.com/

کا نام فاطمہ رکھا ہے اور نہ صرف آپ سے محبت کرنے والوں کو بلکہ آپ کی پاکیزہ ذریت سے ہر محبت کرنے والوں کو میں نے جہنم کی آگ سے چھڑا دیا ہے میرا وعدہ برحق ہے اور میں وعدہ خلافی کر بھی نہیں سکتا ہوں آواز قدرت کے فقرے ملاحظہ ہوں "انما امرت بعبدی هذا الی النار" میں نے صرف اس لیے اس گناہ گار بندے کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے تاکہ آپ اس کی شفاعت کریں اور میں آپ کی شفاعت کو قبول کروں۔

اور مقصد صرف آپ کی شفاعت کرنا ہی نہیں ہے بلکہ مقصد اس سے بالاتر ہے "لیتبیّن ملائکتی و انبیائی و رُسلی و اهل الموقف" تاکہ میرے سارے فرشتوں کو میرے سارے پیغمبروں اور رسولوںؑ کو بلکہ ساری خلائق کو پتہ چل جائے کہ میں خدا آپ کو کس قدر دوست رکھتا ہوں کس قدر آپ کو میرے نزدیک عظمت و منزلت حاصل ہے اے سیدۃ النساءؑ یہ ایک بندہ نہیں بلکہ جس جس بندہ کی پیشانی پر مومن یا محب لکھا ہوا ہے آپ اسے لیکر جنت میں ڈال دیجیئے "فجذبت بیده و ادخلته الجنة" تو اس وقت حضرت فاطمہؑ اس گناہ گار محب کا ہاتھ پکڑ لیں گی اور جنت میں داخل کر دیں گی۔

فصول مہمہ جناب حر عاملیؒ کی کتاب ہے اس میں جناب بلالؓ سے منقول ہے کہ ایک روز رسول خداؐ بہت خوشی خوشی ہماری بزم میں وارد ہوئے "وجهه مشرق

https://downloadshiabooks.com/

کدارۃ القمر "چاند کی مانند، چاند کے دائرہ کے مانند چہرہ انور دمک رہا تھا عبد الرحمن بن عوف نے پہل کی اور کھڑے ہو کر پوچھ لیا "یا رسول اللہ ما ھذا النور؟" اے اللہ کے رسولؐ! یہ نور یہ روشنی، یہ خوشی، یہ مسرت آپ کے چہرے پر کیسی ہے؟ ہمیں بھی بتا دیں کہ یہ خوشی و نور کس چیز کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا "بشارۃ اتتنی من ربی" میرے پروردگار کے پاس میرے یہاں ایک بڑی بشارت آئی ہے اللہ نے عرش پر میری بیٹی فاطمہؑ کا عقد میرے چچازاد بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کر دیا ہے اور اس کے بعد خدا نے رضوان جنت کو حکم دیا ہے کہ جنت کے شجرہ طوبیٰ کو حرکت دو پس کیا تھا اس شجرہ طوبیٰ سے منور پتے گرنا شروع ہو گئے وہ پتے نہیں ہمارے چاہنے والوں، جنتیوں کی تعداد کے برابر چیک اور نوشتے تھے۔

جب رضوان خازن جنت کو شجرۂ طوبیٰ ہلانے کا حکم ہوا تو اللہ نے جنت میں ہر پتہ کے گرنے کی جگہ ایک ایک فرشتۂ نور کو مقرر کر دیا وہ فرشتے بروز قیامت اس نوشتے (چیک) کو لیکر میدان حشر میں وارد ہوں گے "فلا یبقی محبّ فاطمۃ الا دفعت الیہ صکاً" پھر ہر محب زہراء علیہا السلام کو جنت کا چیک، جنت کا نوشتہ مل جائے گا جس میں جہنم سے گلو خلاصی کی تحریر مکتوب ہو گی ہر شیعہ و مومن و محبِ فاطمہؑ اس آئیڈینٹی کارڈ کو دکھا دکھا کر داخلِ جنت ہوتے چلے جائیں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

اے عبد الرحمن بن عوف مجھے بے حد خوشی اس بات کی ہے کہ "فصار علی ابن عمی و ابنتی فکاك رقاب رجال و نساء من امتی من النار" میرے چچازاد بھائی علیؑ اور میری بیٹی سیدہؑ میری امت کے مرد وزن کے لئے جہنم سے نجات کا باعث بنیں گے۔

لیکن جب سورۂ مریم کی آیت ۷۱ نازل ہوئی جس میں ارشاد پروردگار ہوتا ہے کہ "و ان منکم الا واردھا" کوئی بھی پل صراط سے گزرے بغیر پار نہیں ہو سکتا تو روایت کا فقرہ ہے "اغتم رسول اللہ غماً شدیداً و حزن" حضرت رسول خداؐ اس قدر غمزدہ اور محزون ہو گئے کہ گھر میں بیٹھے رہے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے اصحاب سے بات کرنا چھوڑ دیا کسی نے پوچھا کیا بات ہے؟ مگر آنحضرتؐ نے کسی کو کچھ نہیں بتلایا تو "فتوسلوا بفاطمۃ" اصحاب نے جناب سیدہؑ کو واسطہ و وسیلہ بنایا اور کہا آپ ہی کچھ کر سکتی ہیں ذرا پتہ تو کیجیئے کہ کیا بات ہے رسول خداؐ کو کس بات کا رنج ہے؟ جناب سیدہؑ نے بابا سے دریافت کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا ایسی ایسی آیت اتری ہے آیت کی تلاوت سن کر جناب سیدہؑ بھی رونے لگیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جناب اسماعیل علیہ السلام اور جناب اسحاق علیہ السلام جیسے نبی ہونے والے بیٹے پانے کے بعد ایک روز بارگاہ خداوندی میں درخواست کی پالنے والے مجھے ایک بیٹی

https://downloadshiabooks.com/

بھی دے دے؟ کس لیے تا کہ وہ بوڑھے باپ کی خدمت کر سکے مریض باپ کی تیمار داری کر سکے حضرت امام صادق علیہ السلام کے الفاظ میں سنیں کہ دل ابراہیم علیہ السلام میں بیٹی پانے کی تڑپ کیوں تھی؟"ان ابراھیم خلیل الرحمان سأل ربه ان یرزقه ابنة تبکیه بعد موته"[16]بیٹی مانگی تھی تا کہ مرنے کے بعد باپ کی لاش پر گریہ کر سکے بیٹیاں بڑی رحم دل ہوتی ہیں جذبات محبت سے پر ہوتی ہیں جناب ابراہیم علیہ السلام کو بیٹی ملی یا نہیں مجھے نہیں پتہ لیکن اللہ نے اپنے سب سے بڑے نبی کو بیٹی دی محبت کرنے والی، شفقت کرنے والی، اس قدر خدمت کرنے والی کہ معصوم باپ کو "ام ابیھا" کہنا پڑا۔

مگر اس بیٹی کو باپ کے غم میں اچھی طریقہ سے رونے بھی نہیں دیا گیا شیاطین مدینہ آ کے کہنے لگے اے ابوالحسنؑ زہراء سلام اللہ علیہا سے کہئے کہ یا وہ رات میں روئیں یا دن میں روئیں مولیٰ نے پیغام پہنچایا بی بیؑ نے جواب میں کہا نہ دن میں چپ رہوں گی نہ رات کو خاموش ہوں گی جب تک زندہ رہوں گی روتی رہوں گی میں کہوں گا بی بیؑ شیاطینِ مدینہ نے کوئی اقدام نہیں کیا آپ کو رونے دیا گیا مگر ہائے حسینؑ مظلوم کی بہنیں، بیٹیاں اور اہل حرم رونے پر طمانچے مارے جاتے تھے نوکِ سنان سے اذیت دی جاتی تھی۔

16۔ وسائل الشیعۃ: ج ۲، ص ۷۰۔

https://downloadshiabooks.com/

شہادت جناب حمزہ علیہ السلام کے بعد پیغمبر خداؐ کے اس کلام سے متاثر ہو کر کہ "لکن حمزة لا بواکی له" ہائے میرے چچا حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں ہے!؟ اہل مدینہ نے اپنا معمول بنالیا تھا کہ جب بھی اپنے رشتہ داروں پر گریہ و بکاء کرنا چاہتے تھے تو پہلے حضرت حمزہ علیہ السلام پر روتے تھے اور یہ سلسلہ کافی دنوں تک جاری رہا حالانکہ جناب حمزہ علیہ السلام شہید تھے بلکہ اپنے زمانے کے سید الشہداء تھے لیکن رسول خداؐ نے ان پر رونے کی ترغیب و تشویق کا انوکھا انداز اپنایا اور سیرت اہل مدینہ یہ بن گئی کہ اپنوں پر گریہ کرنے سے پہلے سید الشہداء جناب حمزہ علیہ السلام پر روتے تھے کاش یہ سیرت سیدۃ النساء کے لیے بھی جاری رکھتے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے لیے بھی جاری رکھتے مگر اس کے برعکس ہوا رونے کے بجائے اہلِ مدینہ منع کرنے پہنچ گئے۔

یہ تو تھا مہاجرین و انصار کا ردّ عمل لیکن جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے کیا رد عمل ظاہر کیا ہے وہ قابل غور ہے آپ نے رسول خداؐ کے مذکورہ اظہار پر نہیں بلکہ خود جوش عمل انجام دیا اور سارے مہاجرین و انصار سے ہٹ کر آپ نے پیغمبر خداؐ کی چاہت کو برملا کیا ہے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو بعض روایات میں ہے ہفتہ میں دو دن قبر امیر حمزہ علیہ السلام پر تشریف لے جاتی تھیں وہاں گریہ کرتی تھیں اور مرثیہ پڑھتی تھیں نماز بجالاتی تھیں گویا جناب حمزہ علیہ السلام کی سوگواری کو برملا انجام دیکر یہ بتلانا چاہتی تھیں کہ جو سید الشہداء ہوتا ہے اس پر صرف گریہ کافی نہیں ہوتا

https://downloadshiabooks.com/

بلکہ اس کی قبر پر جانا چاہیئے اس کی زیارت بجالانی چاہیئے اس کی قبر کے پاس نماز اور تلاوت قرآن کرنی چاہیئے اور یہ کام اس طرح انجام دینا چاہیئے کہ دوسرے لوگوں کو پتہ چلے کہ جسے شہید کیا گیا ہے وہ مظلوم تھا اس کو از روئے ظلم و ستم شہید کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس عمل سے ظالم و قاتل کی طرف سے نفرت و بیزاری میں اضافہ ہو گا اور لوگ ظلم و ستم سے بھی پرہیز کریں گے اور ان میں شہید کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۱

نقش نگین فاطمیؑ:

انگشتری پہننے کی ابتداء کب سے ہوئی اور سب سے پہلے کس نے انگشتری پہنی یہ ایک الگ بحث ہے لیکن یہ طے ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سبھی انگشتری زیب انگشت فرمایا کرتے تھے اور مومنین کو بھی چاہیئے کہ سیرت ائمہ طاہرین علیہم السلام پر عمل کرتے ہوئے کوئی بھی انگشتری اپنے داہنے ہاتھ میں ضرور پہنیں اس لئے کہ داہنے ہاتھ میں انگشتری پہننا مومن کی پانچ علامتوں میں سے ایک ہے کہ جسے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

دوسرے مرحلے میں یہ بحث کہ انگشتری کا نگین کونسا اور کیسا ہو؟ تو یاد رہے کہ متعدد احجار کریمہ کی شان میں ائمہ طاہرین علیہم السلام نے مدح سرائی کی ہے کوئی بھی ایک پہن لینا کافی ہے بہر حال چند پتھروں کی اپنی خوبی اور اللہ کی طرف سے اعطائی خوبی کے پیشِ نظر ان کے انتخاب میں ثواب اور برکت کو مد نظر رکھنا چاہیئے ''لگتا ہے یا نہیں لگتا ہے'' وہ فضولیات ہیں جو غیروں کی طرف سے ہمارے معاشرے میں آ گئی ہیں جن پتھروں کی ائمہ ھدیٰ علیہم السلام نے مدح کی ہے انھیں ضرور پہننا چاہیئے اور وہ باتیں جو مخالفت میں وارد ہوئی ہیں انکی طرف توجہ دینے کا ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ احجار جنکی امامؑ نے تعریف کی ہے بعض لوگوں

https://downloadshiabooks.com/

نے انکی مذمت کی ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ حضرات کا نام ونشام ختم ہوتا جارہا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے کس پتھر کو اپنی انگشتری کا نگین قرار دیا تھا یہ تو مجھے نہیں ملا لیکن ان کے نگینے پر جو عبارت تحریر تھی وہ ضرور ملی اور جو حضرات حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کے اس عمل میں بھی سیرت فاطمیؑ پر عمل کرنے کی امنگ رکھتے ہیں انھیں چاہیئے کہ کوئی بھی محترم وممدوح پتھر پر اس عبارت کو کندہ کروا کر اپنی محبت فاطمیؑ کا ثبوت پیش کریں۔

علامہ شیخ محمد بن ابراہیم الکفعمی اپنی معروف دعا وزیارات کی معتبر کتاب المصباح میں لکھتے ہیں کہ "کان نقش خاتمها "أمن المتوكلون"[17] جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی انگشتری کے نگین پر لکھا ہوا تھا "توکل کرنے والے امان پا گئے" اس توکل سے مراد خدا پر توکل ہے اس کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرنا ہے اور امن وامان سے مراد عمومیت امن وامان ہے یعنی بلاؤں مصیبتوں کے تحفظ کے ساتھ ایمان وعقیدہ کی حفاظت اور قیامت میں آتش جہنم سے تحفظ غرض کہ ہر قسم کے نقصان سے امان کا معنی پایا جاتا ہے۔

خداوند متعال صدقہ میں صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے ہمیں اپنی زندگی میں ان کے ہر نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور

17۔ بحار الانوار: ج۴۳، ص۹۔

https://downloadshiabooks.com/

ہمیں ان کا واقعی محب اور شیدائی قرار فرمائے، آمین۔

حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نماز ظہر کی تعقیبات میں جو دعا پڑھا کرتی تھیں اس میں بڑی دقیق باتیں ہیں آپ شکر الٰہی بجالاتے ہوئے فرماتی ہیں کہ "الحمد للہ الذی لم یجعلنی جاحداً لشیءٍ من کتابہ" اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اپنی کتاب قرآن مجید کی کسی شی کا منکر نہیں قرار دیا ہے جناب سیدہ علیہا السلام نے اس فقرے میں یہ واضح کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی بات کوئی ایسا حکم کوئی ایسا عنوان ہے ہی نہیں کہ جسے میں نے نہ سمجھا ہو جس کی بنیاد پر میں انکار کروں کیونکہ انکار کی وجھوں میں سے ایک وجہ کسی چیز سے لاعلمی ہوتی ہے مجھ فاطمہؑ کو اللہ نے قرآن مجید کے سارے علوم و معارف عطا کر دئے ہیں کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جس سے میں آشنا نہیں ہوں لہذا انکار کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس دعا کے دوسرے فقرے میں تو اس سے بھی زیادہ عظیم مطلب کو آپ بیان فرماتی ہیں "ولا متحیراً فی شیءٍ من امرہ" اور نہ ہی اس نے مجھے کسی امر میں متحیر و سر گرداں قرار دیا ہے جملہ امورِ الٰہی جناب سیدہ علیہا السلام کے سامنے ہویدا و آشکار ہیں انسان کسی مسئلہ میں متحیر و سر گرداں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی امر اس کے اوپر واضح و آشکار نہ ہو امورِ الٰہی میں سے ایک امر کا نام روح

ہے جس کے متعلق پیغمبر خداؐ سے سوال ہوتا رہا ہے مگر پیغمبر خداؐ خاموش رہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو روح کی حقیقت سے آشنائی نہیں تھی بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ روح وہ امرِ الٰہی ہے جس کی حقیقت کو زمانہ رسول خداؐ کے بڑے بڑے پڑھے لکھے اگر درک کر سکتے ہوتے تو "**قل الروح من امر ربی**" کہہ کر ان کے سامنے بیان حقیقت سے شانہ خالی نہ کیا جاتا اور ان سے ٹال مٹول کا رویہ اختیار نہ کیا جاتا لیکن روح کی بھی حقیقت حضرت سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پر آشکار و ہویدا تھی اس لیے آپ نے فرمایا ہے کہ اس ذات والا صفات کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھے اپنے کسی بھی امر میں متحیر و سر گرداں قرار نہیں دیا ہے۔

مراسم نام گزاری:

باپ کے اوپر اولاد کے حقوق و فرائض میں سے ایک فریضہ اور ایک حق یہ ہے کہ وہ اولاد کا اچھا سا نام رکھے اولاد میں مذکر مونث کا فرق نہیں ہے یعنی یہ ذمّہ داری باپ کی ہے کہ بیٹا ہو یا بیٹی، نام تجویز کرنے کا حکم ولادت سے پہلے دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ شب معراج نور فاطمیؑ کو خدا نے اپنے نبی کریمؐ کو ہدیہ کرتے ہوئے جناب جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ کہلوایا تھا کہ اے ہمارے نبیؐ، اس نور کا آسمانی نام منصورہ ہے اور زمینی نام فاطمہؑ ہے لیکن دونوں ناموں کا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے چاہنے والوں سے تعلق ہے کیونکہ فاطمہؑ کا مطلب اپنے چاہنے والوں کو جہنم سے

چھڑانے والی ،اور منصورہ کا مطلب اپنے چاہنے والوں کے سلسلہ میں مدد کی جانے والی۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے ناموں میں سے ایک نام جو مخالفین شیعہ نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ پہلے پہل یعنی ابتدائی حیات میں جس کنیت سے فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو یاد کیا جاتا تھا وہ ''ام الاسماء'' ہے لیکن شاید ہمارے مخالفین حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے اسم مبارک ''ام الاسماء'' کا مطلب نہیں جانتے اور اگر اس کی باریکی میں گئے ہوتے تو شاید اس نام کو بھی ذکر کرنا پسند نہ کرتے !وجہ یہ ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام نے جابجا ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ''له الاسماء الحسنیٰ '' کا مصداق ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں اور اللہ نے جن اسماء حسنیٰ کی طرف اشارہ فرمایاہے اس سے مراد ہم ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''نحن اسماء الله الحسنیٰ '' اللہ کے اسماء حسنیٰ ہم ہیں اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اللہ کے اسماء حسنی یعنی ائمہؑ کی مادر گرامی ہیں لہذا آپ کی ایک کنیت سنی کتابوں میں ''ام الاسماء'' ذکر ہوئی ہے جنہیں ظاہر بین افراد بہت ہلکے میں لیتے ہوئے ترجمہ کرتے ہیں ''ناموں کی ماں'' مگر ہم ترجمہ کرتے ہیں ''اماموں کی ماں'' کیونکہ اسماء سے مراد گیارہ ائمہ علیہم

https://downloadshiabooks.com/

السلام ہیں اور حضرت زہراءؑ گیارہ اماموں کی ماں ہیں۔

اس روایت سے ایک درس اور بھی ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیٹا ہو یا بیٹی اس کا نام رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کی کنیت کا بھی انتخاب بچپنے میں ہی ہو جانا چاہیئے یہ اور بات ہے کہ روایات اور تاریخ میں متعدد مقامات پر ملتا ہے کہ انسان کی کنیت غالباً بڑے بیٹے سے بنتی ہے لیکن معصومین علیہم السلام نے ولادت سے پہلے جہاں نام رکھنے کا حکم دیا ہے وہیں اپنی اولاد کے لیے بچپنے میں ہی کنیت کا انتخاب کرنے کا اشارہ دیا ہے کہ تم ہمارے چاہنے والے ہو تمہیں بھی ہمارے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے بچوں کے نام بچپنے میں ہی اور ان کی کنیت تجویز کر لینی چاہیئے بعد میں چاہے ان کی اولاد کے نام پر خود ان کی کنیت تبدیل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے حالات زندگی میں سنی کتب میں وارد ہوا ہے "**کانت فیما قبل تکنّی ام الاسماء**" بچپنے میں ہی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی کنیت "ام الاسماء" تھی۔[18]

ابن اثیر جزری نے تاریخ الکامل ج۷ میں لکھا ہے کہ متوکل عباسی نہ صرف امام علی علیہ السلام سے بلکہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے بھی شدید بغض و کینہ رکھتا تھا اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی شان میں طرح طرح کی جسارت کیا کرتا

---

18 بحار الانوار: ج۴۳، ص۸۔

https://downloadshiabooks.com/

تھا اور اپنے سے پیشتر عباسی خلفاء مامون، معتصم اور واثق سے یعنی اپنے ہی آباء و اجداد سے بھی اس لیے دشمنی کا اظہار کرتا تھا کہ ان لوگوں کے سلسلہ میں اس نے سن رکھا تھا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے محبت کرتے تھے حالانکہ وہ سیاست تھی، کیسی دوستی اور عقیدت؟ ان جباروں نے علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کا بہت خون بہایا ہے اور مدحیں اس لیے کی ہیں کہ وہ بھی علیؑ اور اولاد علیؑ کی طرح ہاشمی گھرانے سے تھے بہر حال متوکل عباسی نے بغض مولا علی علیہ السلام میں ان لوگوں کو نہیں بخشا اور نہ صرف امیر المومنین علیہ السلام سے بلکہ تمام سادات اور علویوں سے سخت نفرت کرتا تھا اور چالیس سال کی عمر میں اپنے جوان بیٹے کے ہاتھوں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی شان میں جسارت کرنے کی وجہ سے مارا گیا۔ لعنۃ اللہ علیہ

جناب شیخ طوسیؒ نے اپنی امالی میں لکھا ہے کہ ایک روز متوکل کے بیٹے منتصر نے سنا کہ اس کا باپ متوکل عباسی حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے سلسلہ میں نازیبہ کلمات استعمال کر رہا ہے اس نے کسی شخص سے (ظاہراً امام علی نقیؑ سے) پوچھا کہ میرے باپ کا کیا حکم ہے؟ وہ جناب سیدہ سلام اللہ کے سلسلہ میں نازیبہ کلمات استعمال کرتا ہے؟ اس بزرگوار نے فرمایا کہ اس کا خون حلال ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم باپ کو قتل کروگے تو خدا تمہاری عمر کو کوتاہ کر دے گا باپ چاہے جیسا بھی ہو باپ کو قتل کرنے والے بیٹے کی عمر گھٹ جاتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

نوجوان منتصر عباسی نے کہا "ما ابالی اذا اطعت الله بقتله الا یطول عمری" اگر میں باپ کو قتل کر کے اللہ کی اطاعت کرتا ہوں تو پھر مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ میری عمر گھٹ جائے گی پھر کیا تھا اس نے باپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور وہ سات ماہ کے بعد خود بھی مر گیا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۲

وجوبِ جنت:

جناب سیدہ نساء العالمین فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ایک حدیث جسے آپ نے براہ راست اپنے بابا حضرت رسول خداؐ سے نقل فرمایا ہے اس میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان بزرگوار کے اوپر اور میرے اوپر تین دن تک مسلسل سلامؑ کرے گا اس کے اوپر جنت واجب ہو جائے گی۔

یہ روایت شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسیؒ نے اپنی معروف کتاب التہذیب ۶/۹ میں ذکر فرمائی ہے اور اس روایت میں سلام سے مراد زیارت بی بی فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہے اور وہ بھی محل صدور روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ جا کر قبر رسولِ خداؐ اور قبر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی پے در پے تین روز زیارت کرنا مراد ہے کیونکہ علامہ حلیؒ نے تحریر الاحکام میں اس مطلب کو مدینہ شہر کے آداب اور زیارت رسول خداؐ وزیارت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے باب میں ذکر کیا ہے اور روایت کے بعد یہ بحث کی ہے کہ قبر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سلسلہ میں تین قول ہیں:

(۱) بین قبر و منبر

https://downloadshiabooks.com/

(۲) بیت فاطمہ میں اور

(۳) تیسرا اور کمزور نظریہ ہے کہ آپؑ جنت البقیع میں دفن ہیں۔

علامہ حلیؒ فرماتے ہیں کہ زیارت جناب فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہا مستحب مؤکد ہے اور ان کی زیارت معصوم سے منقول الفاظ میں کرنی چاہیئے مستحب مؤکد کا مطلب یہ ہے کہ معصومین علیہم السلام نے واجب نہیں کیا ہے بلکہ وجوب کی منزل تک چھوڑ دیا ہے تاکہ مومنین وجوب کے بعد زحمتوں میں نہ پڑ جائیں ورنہ جناب سیدہ علیہا السلام کی زیارت واجب ہوتی۔

شیخ طوسیؒ نے مذکورہ روایت کو مکمل نقل کیا ہے جس میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام کے مخاطب نے پوچھ لیا کہ آنحضرتؐ کی زندگی اور آپ کی زندگی میں آپ کو سلام اور آپ کی ملاقات مراد ہے؟ تو جناب زہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا "نعم و بعد موتنا" ہاں اور ہماری موت و شہادت کے بعد بھی، اس فقرے سے پتہ چلتا ہے کہ وجوب جنت تین روز پے در پے زیارت پر معلق ہے اور دونوں بزرگواروں کی زیارت سے وجوب جنت متعلق ہے کسی ایک کی زیارت وجوب جنت کو ثابت نہیں کرتی یعنی قبر رسول خداؐ کی زیارت کے ساتھ جناب زہرء سلام اللہ علیہا کی بھی زیارت، وجوب جنت کے لئے ضروری ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

روز حضرت زہراءؑ:

صقر بن ابی دلف نام کا شیعہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی ملاقات کو زندان متوکل میں پہنچ جاتا ہے جان پر کھیل کر امام علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے متوکل ملعون کا حاجب اہل بیت علیہم السلام کا چاہنے والا تھااور اس زندان کا نگہبان تھا جس میں امام علی نقی علیہ السلام کو زندان میں رکھا گیا تھا پہلے سے آشنائی کی بنیاد پر صقر بن ابی دلف حاجب متوکل (زرافی) کے پاس پہنچ گیا بلکہ زرافی نے صقر کو دیکھ لیا تھا اس لیے اپنے پاس بلایا اور پوچھا اے صقر کیسے آنا ہوا؟ صقر نے تقیہ سے کام لیتے ہوئے کہا" خیر ایُّھا الاستاذ" سب ٹھیک ہے اے استاد یعنی میں کسی کام سے نہیں آیا ہوں بس یوں ہی سفر کیا ہے حاجب نے بیٹھنے کو کہا صقر کہتے ہیں کہ میں بیٹھ تو گیا لیکن پھر سوچنے لگا کہ کیا ہونے والا ہے وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے دل ہی دل میں کہا" اخطات فی المجیئی" میں نے آ کے غلطی کی ہے کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ کس طرح لوگوں (شاید زندانیوں پر) سختی کی جارہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد حاجب میرے قریب آ کے کہنے لگا کیا حال ہے؟ کیوں آئے ہو؟ صقر نے کہا بس کچھ کار خیر کے لیے آیا تھا زرافی نے کہا: شاید تم اپنے مولا وآقا کی خیر خبر لینے آئے ہو؟ میں نے فوراً کہا! میرا مولا و آقا کون ہے؟ میرے مولا و آقا امیر المومنین متوکل عباسی ہیں؟ زرافی نے کہا اسکت چپ رہو" مولاك هو

الحق، لا تحشمنی فانی علی مذھبك" تمہارے مولاو آقا ہی برحق ہیں اور تم مجھ سے نہ چھپاؤ کہ میں بھی تمہارے مذہب پر ہوں۔

صقر کہتے ہیں کہ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور زرافی نے کہا تھوڑی دیر رکو یہ برید والا چلے جانے دو پھر جب وہ چلا گیا تو زرافی نے اپنے غلام سے کہا صقر کا ہاتھ تھام کر فلاں حجرے میں لے جاؤ جب میں وہاں پہنچ گیا تو دیکھا کہ امام علی نقی علیہ السلام ایک معمولی سی چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے ایک قبر آمادہ ہے میں نے سلام کیا امام علیہ السلام نے جواب سلام کے بعد بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا مولا بس آپ کا حال دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا تھا پھر جب میری نظر کھودی ہوئی قبر پر پڑی تو میں رونے لگا اور شدید گریہ کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا مت روؤ کہ یہ لوگ اپنی مراد کو نہیں پہنچ پائیں گے۔

میں نے پھر شکرِ خدا ادا کیا اس کے بعد امام علیہ السلام سے میں نے ایک سوال کیا کہ مولا "حدیث یروی عن النبی ﷺ لا اعرف معناہ" مولا ایک حدیث آپ کے جد بزرگوار جنابِ رسول خداؐ سے نقل کی جاتی ہے میں اس کا معنی نہیں سمجھ پا رہا ہوں امام علیہ السلام نے پوچھا وہ کونسی حدیث ہے میں نے عرض کیا پیغمبر خداؐ کا یہ قول "لا تعادوا الایام فیعادیکم" دنوں سے دشمنی نہ کرو کہ وہ بھی تم سے دشمنی کریں گے اس کا کیا مطلب ہے تو امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا "نعم! الایام نحن ما قامت السموات والارض" ایام ہم اہل بیتؑ ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

جب سے آسمان و زمین قائم ہوئے تب سے سنیچر سے مراد جناب رسول خداؐ ہیں، اتوار سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں، دوشنبہ سے مراد امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں، منگل سے مراد امام سجادؑ، امام باقرؑ اور امام صادقؑ ہیں، بدھ سے مراد امام کاظمؑ، امام رضاؑ، امام جوادؑ اور میں ہوں اور جمعرات سے مراد میرے لال حسن عسکریؑ ہیں اور جمعہ سے مراد میرے لال کے فرزند محمد مہدیؑ ہیں "و الیه تجتمع عصابة الحق" اور مہدی علیہ السلام ہی وہ ذات ہیں کہ جن کے پاس حق کی جماعت اکٹھا ہوگی اور یہ ہے ایام کا معنی۔

اس کے بعد امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا "فلا تعادوهم فی الدنیا فیعادیکم فی الآخرة" لہذا ان سے دنیا میں دشمنی نہ کرو کہ وہ تم سے آخرت میں دشمنی کریں گے امام علیہ السلام نے اس کے بعد صقر سے فرمایا اب گفتگو کو یہیں پر ختم کرو باہر چلے جاؤ کہ مجھے تمہاری جان پر خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

اس روایت میں اور اس جیسی دیگر روایات میں ائمہ طاہرین علیہم السلام اور رسول خداؐ کا تذکرہ تو ہے لیکن حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا جو کہ کفو امیر المومنین علیہ السلام اور ہم پلہ و ہم مرتبہ حضرت علی علیہ السلام ہیں کہیں ذکر نہیں ملتا تو کیا آپ سے کوئی دن مخصوص نہیں ہے؟ جواب یہ ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا دن وہی امیر المومنین علیہ السلام کا دن ہے یعنی یوم الاحد (اتوار کا دن) دونوں بزرگواروں کا دن ہے اسی لیے سید ابن طاؤسؒ نے یوم الاحد کی زیارت امیر

https://downloadshiabooks.com/

المومنین علیہ السلام کے فوراً بعد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی زیارت ذکر کی ہے پھر دوشنبہ کا تذکرہ کیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۳

سوال: کیا کوئی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! نماز جنازہ خواتین پڑھ سکتی ہیں کیونکہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنی خلیری بہن، رقیہ بنت امامۃ کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہے اور صرف تنہا انہوں نے شرکت نہیں فرمائی ہے بلکہ کتاب بحاالانوار میں موجود ہے کہ " فخرجت فاطمۃ ﷤ فی نسائہا فصلّت علی اختہا" کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنی عورتوں یعنی ھاشمی خواتین کے جھرمٹ میں باہر نکلیں اور انہوں نے اپنی خلیری بہن رقیہ کی نماز جنازہ پڑھی ہے۔

روایت مذکورہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہوئی ہے یزید بن خلیفہ نامی راوی کا بیان ہے کہ میں خدمت امام صادق علیہ السلام میں حاضر تھا کہ قمسیف کا ایک شخص امام صادق علیہ السلام سے سوال کرتا ہے کہ " أ تصلّی النساء علی الجنائز؟" کیا خواتین نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟

یاد رہے کہ جناب رسول خداؐ سے کتاب امالی شیخ صدوقؒ ص۵۰۹ پر مجلس ۶۶ میں سند کے ساتھ امام امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے بہت سی چیزوں سے منع کیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے "نہیٰ عن اتباع

النساء الجنائز'' ''کہ رسول خداؐ نے جنازوں کی تشییع سے عورتوں کو منع فرمایا ہے'' اسی طرح کتاب خصال میں جناب شیخ صدوقؒ نے ۲۳ خصلتیں ذکر کی ہیں جو آداب النساء اور احکام بین مرد وزن کے فرق کو بیان کرتی ہیں اس روایت میں بھی امام باقر علیہ السلام سے وارد ہوا ہے ''لیس علی النساء.....و لا اتباع الجنائز'' ''کہ عورتوں پر بہت سی چیزیں ممنوع ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جنازوں کی تشییع نہ کریں''۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ عورتوں کے لیے نماز جنازہ پڑھنے کی پہلے اجازت تھی اور وہ مردوں کے ساتھ گھل مل کر نماز جنازہ پڑھا کرتی تھیں لیکن جس روز جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' افضل المواضع فی الصلوۃ علی المیت الصف الاخیر'' ''کہ نماز جنازہ کی سب سے بہتر صف آخری صف ہے''[19] تو اس روز سے خواتین آخری صف میں کھڑی ہونے لگیں اور آخری صف میں نماز جنازہ کے کھڑے ہونے کا فضل واجر باقی رہا۔

پہلی روایت کی تفصیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فوراً جواب نہیں دیا بلکہ آپ نے فرمایا: مغیرہ بن ابی العاص نے دعوی کیا تھا کہ اسی نے جناب رسول خداؐ کو پتھر پھینک کر مارا تھا جس سے جنگ احد میں آپ کے دندان

19۔ فقہ الرضا لعلی بن بابویہ: ص۷۹ او الفقیہ: ج۱، ص۱۰۶۔

https://downloadshiabooks.com/

مبارک شہید ہو گئے تھے اورآپ کے دونوں ہونٹ بھی زخمی ہو گئے تھے لیکن امامؑ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس نے جھوٹ بولا ہے اس نے نہیں مارا تھا اسی طرح اس مردود نے دعوی کیا تھا کہ جناب حمزہ علیہ السلام کو اسی نے قتل کیا ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے۔

نماز جنازہ اور حائض و نفساء :

نماز جنازہ وہ واحد نماز ہے جس میں طہارت شرط نہیں ہے کیونکہ یہ نماز در حقیقت ایک دعا ہے اس لئے کہ یہاں پر صلاۃ بمعنی لغوی ہے یعنی ایک قسم کی دعا ہے جس میں کسی طہارت کی شرط نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا حائضہ اور نفساء عورت بھی مجنب مرد کی طرح نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟

جواب واضح ہے کہ کسی قسم کی طہارت نماز جنازہ میں شرط نہیں ہے لہذا نفساء اور حائض عورت بھی نماز میت پڑھ سکتی ہے البتہ روایات میں ذکر ہوا ہے کہ وہ صف نماز میں کھڑی نہ ہوں بلکہ علیحدہ کھڑی ہو اور ایک حکم یہ بھی ہے کہ وہ تیمم کرے تب پڑھے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس تیمم سے وہ متطہر نہیں ہو جائے گی اور خون بند ہونا بھی کافی نہیں ہے جب تک غسل نہ کرے تب تک وہ متطہر نہیں ہو گی ہاں تلاوت قرآن وغیرہ کے لیے تیمم کرے مگر پاک نہیں ہو گی پاک صرف غسل سے ہی ہو گی انقطاع حیض کے بعد غسل کے امکان نہ ہوں تو تیمم سے نماز

https://downloadshiabooks.com/

واجب وغیرہ پڑھے گی۔

نماز جنازہ کو مسجد میں بھی پڑھا جا سکتا ہے لیکن مجنب وحائض ونفساء تیمم کر کے مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے یاد رہے کہ مسجدوں میں نماز جنازہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے لیکن نجس حالت میں مسجد کے اندر جانا بہر حال حرام ہے نیز مسجد میں نماز جنازہ کی کراہت اس روایت سے بھی ثابت ہے جس میں امام موسی کاظم علیہ السلام نے ابن عیسیٰ علوی کو اپنی کہنی سے ڈھکیلتے ہوئے مسجد سے باہر تک کر دیا تھا اور نہ خود امام علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی ابن عیسی علوی کو پڑھنے دی۔

کتاب وسائل الشیعہ میں ج۳/ ۱۲۳ پر موجود ہے کہ ابن عیسیٰ علوی بیان کرتے ہیں کہ میں چند ساتھیوں کے ساتھ مسجد میں تھا کہ وہاں ایک جنازہ لایا گیا میں نے چاہا کہ اٹھوں اور اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو جاؤں کہ اتنے میں امام موسی کاظم علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے میرے سینے پر اپنی کہنی رکھی اور مجھے ڈھکیلتے رہے یہاں تک کہ مجھے مسجد سے باہر نکال دیا جب مسجد سے باہر نکل گیا تو امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا "ان الجنائز لا یصلی علیها فی المسجد" نماز جنازہ مسجد کے اندر نہیں پڑھی جاتی۔

اس روایت کو حمل بر کراہت کیا گیا ہے لیکن امام موسی کاظم علیہ السلام کے شدت عمل سے دو باتیں عیاں ہوتی ہیں ایک یہ کہ مسجد میں نماز جنازہ شدت سے

https://downloadshiabooks.com/

منع ہے ورنہ امام کاظم علیہ السلام اس قدر سختی سے پیش نہ آتے اور دوسری بات یہ ہے کہ تمام تشییع جنازہ کرنے والوں یا وہاں پر امامت کرنے والے کو امام نے نہیں ٹوکا بلکہ اپنے چاہنے والے کو منع کیا نیز یہ بھی ہو سکتا کہ امام علیہ السلام نے ابن عیسی علوی کو مسجد سے نکال کر اس مردہ شخص کی خباثت ظاہر کرنی چاہی ہو اور یا یہ کہ اس کی تشییع کرنے والوں کی خباثت کی وجہ سے ایسا کیا ہو۔

درس نمبر ۱۴

تسبیح فاطمہؑ کے بعد:

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تسبیح کسی بھی وقت بہتر عمل ہے لیکن سونے سے پہلے اور فریضہ نمازوں کے بعد اس تسبیح کی تلاوت و ذکر بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے سوال یہ ہے کہ بعض تعقیبات نماز کو دوسری بعض پر فضیلت حاصل ہے تو پھر کب کس تعقیب کو پڑھا جائے اور جناب سیدہ علیہا االسلام کی تسبیح کا مقام کیا ہے؟ کس عمل کے بعد یا پہلے تسبیح زہراء سلام اللہ علیہا پڑھی جانا چاہیئے؟ اس سلسلہ میں کتاب التہذیب شیخ طوسیؒ میں جناب شیخ مفیدؒ کی کتاب المقنعۃ کی عبارت کی تشریح میں کئی روایات ذکر ہوئی ہیں۔

سب سے پہلے جناب شیخ مفید استاد شیخ طوسیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں " **يستحب ان يسبح الانسان فی عقب كل صلوة تسبيح الزهراء فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليهما و آلهما**" مستحب ہے کہ انسان ہر نماز کی تعقیب میں جناب سیدہ فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہا دختر رسول خداؐ کی تسبیح پڑھے شیخ مفیدؒ نے ہر نماز کے بعد کہا ہے جس میں واجب و مستحب دونوں نمازیں شامل ہیں نماز آیات وغیرہ بھی شامل ہیں نماز پنج گانہ کے علاوہ رواتب یومیہ (روزانہ کی نوافل) دیگر مستحب نمازیں، زیارت کی نمازیں، سب کے بعد تسبیح حضرت فاطمۃ

الزہراء سلام اللہ علیہا پڑھنا مستحب ہے۔

اس کے بعد جناب شیخ مفیدؒ تسبیح کی تعداد وغیرہ کے بیان کے بعد فرماتے ہیں "ثم یدعو بعد ذالك" پھر اس کے بعد اپنی حاجتیں طلب کرے اور مرادیں مانگے یعنی اپنی حاجتوں کے بیان سے پہلے تسبیح حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی شکل میں خداوند متعال کی خوشنودی حاصل کرکے پھر اپنا مدعا بیان کرے اور مرادیں مانگے کہ یہی بہترین موقع ہے اور بقول شیخ مفیدؒ حاجت طلبی کی مستحب جگہ تسبیح فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے بعد ہے

جناب شیخ مفیدؒ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حاجتیں طلب کرنے کے بعد "یسجد و یعفر"[20] سجدہ کرے یعنی سجدۂ شکر بجالائے اور سجدۂ شکر سے فراغت کے بعد اپنے رخسار کو زمین پر ملے "تعفیر" کا مطلب خاک پر سجدہ کرنا بھی ہے لیکن "یسجد" کے ذریعہ سجدہ کا حکم بیان ہو چکا ہے اس کے بعد لفظ "یعفر" وارد ہوا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سجدہ شکر کے بعد رخسار کو خاک پر ملنا ہے اور یہی تعفیر یعنی خاک پر رخسار رکھ کر سجدہ کرنا، مومن کی علامت ہے جسے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی روایت میں "تعفیر الجبین" کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

شب و روز ہزار رکعت نماز:

20۔ کتاب المقنعہ للشیخ المفیدؒ: ص ۱۱۰۔

https://downloadshiabooks.com/

شریعت اسلامی میں نماز کی اہمیت اور عظمت اس قدر ہے کہ اسے مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے اور اس عبادت کو کثیر عبادتوں اور اذکار و اوراد پر فوقیت دی گئی ہے واجب نمازوں کی شدت سے تاکید کی گئی ہے جن میں سر فہرست دن بھر کی پانچ نمازیں ہیں جنہیں نماز پنجگانہ کے عنوان سے یا کبھی فریضۂ یومیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ نمازیں ہر مسلمان پر واجب ہیں اور نماز کی ادائیگی تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے ساتھ ہی ان نمازوں کو مستحب اذکار اور تعقیبات سے خالی نہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان تعقیبات میں حضرات معصومین علیہم السلام نے تسبیح حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو بڑی اہمیت دی ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میں نماز پنجگانہ کے بعد تسبیح فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا پڑھوں، چاہے ان واجب نمازوں کی کوئی ایک بھی نوافل نہ پڑھوں تو یہ میرے لیے اجر وثواب میں دن بھر رات بھر میں ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے کہ جس کے بعد تسبیح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نہ پڑھوں اس فقرۂ روایت سے دو باتیں صاف ظاہر ہیں:

(۱)واجب نمازوں کے بعد ساری تعقیبیں چھوٹ جائیں مگر تسبیح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو نہیں چھوڑنا چاہیئے گویا تسبیح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا واجب نماز کا حصہ ہے اور ان کی قبولیت میں دخیل ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

(۲) تسبیح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی قرائت میں جو ثواب متصور ہو سکتا ہے اس سے کہیں زیادہ پنجگانہ نماز کے بعد صرف تسبیح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی تلاوت میں ملتا ہے۔

غروب نصف کی گھڑی:

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جمعہ کو عصر کے وقت سورج جب غروب کے قریب ہوتا تھا تو اس وقت ضرور دعا کیا کرتی تھیں جناب سیدۃ سلام اللہ علیہا کی یہ سیرت تھی اور آپ اس عمل کی پابند تھیں جناب قطب الدین راوندی ہمارے بزرگ عالم دین جو کہ ۵۷۲ میں وفات پا چکے ہیں کئی کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک کتاب ''الدعوات'' ہے جس کا اصل نام ''سلوۃ الحزین'' ہے اس کتاب میں انہوں نے فتوی دیا ہے کہ ہنگام غروب آفتاب بروز جمعہ دعا کرنا مستحب ہے اور ان کے فتوے کا مدرک جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی سیرت ہے۔

جناب قطب راوندی لکھتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب سورج کی آدھی ٹکیہ ڈوب جائے اور آدھی باقی رہے تو اس وقت دعا کرنا مستحب ہے اور اس استحباب کی وجہ و مدرک یہ ہے کہ ''کانت فاطمۃ الزهراء علیہا السلام تدعو فی ذالك الوقت'' اس

https://downloadshiabooks.com/

لیے کہ جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اس وقت دعا کیا کرتی تھیں۔[21]

بے وقوف سبزی:

جناب سیدہ علیہا السلام اپنے بابا حضرت رسول خداؐ کے جملہ اعمال و کردار میں متابعت کیا کرتی تھیں یہاں تک کہ کھانے پینے میں اپنے بابا کی فرمانبردار تھیں ایسی غذاؤں کو اہل بیت علیہم السلام پسند نہیں کرتے تھے جنہیں رسول خداؐ تناول نہیں فرمایا کرتے تھے لیکن جن چیزوں کو رسول خداؐ پسند فرماتے تھے یا جن چیزوں کی فضیلت بیان کیا کرتے تھے تو حضرات اہل بیت علیہم السلام ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جناب رسول خداؐ کو شکم میں جلن و سوزش ہونے لگی تو آپؐ نے ایک سبزی جسے ہم کلفا کا ساگ کہتے ہیں فارسی میں خرفہ عربی میں بربین جو دراصل مرفین ہے بہرحال اس سبزی کو جناب رسول خداؐ نے تناول فرمایا تو آپ کی سوزش اور تپ دور ہو گئی نبی کریمؐ نے اس سبزی کے فوائد کے پیش نظر اسے دعا دی اور اس کے اندر برکت کے لیے خدا سے دعا کی اور ارشاد فرمایا "اللهم بارك فيها"، پالنے والے اس سبزی کے اندر برکت قرار دے مفید تو تھی ہی دعاء رسولؐ سے مزید بابرکت و مفید ہو گئی اور پیغمبر خداؐ نے دو باتیں اور بھی ذکر کیں

21۔ الدعوات: ص۷۳۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک تو یہ ہے کہ " **ان فیھا شفاء من تسع و تسعین داء** "اس سبزی میں ۹۹ بیماریوں سے شفاء ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو سبزی بابرکت ہے تو اس کا صاحب شفاء ہونا بھی واضح و آشکار ہے اور اس قدر بیماریوں سے شفاء سن کر ہر مومن و مومنہ کو اس سبزی سے استفادہ کرنا چاہیئے اور اسے دوست رکھنا چاہیئے سیرت نبیؐ ہے اس سبزی کا تناول کرنا نیز انسان کو اپنے فائدے کے لیے بھی اس سبزی کو تناول کرنا چاہیئے کہ یہ سبزی رسول خداؐ کی پسندیدہ سبزی ہے اور ہمارے نبیؐ کو تپ سے نجات دینے والی سبزی ہے نیز پیغمبر خداؐ نے اس سبزی کو مخاطب قرار دے کے ارشاد فرمایا ہے " **انبتی حیث شئت** " آج سے تم جہاں چاہو اگ سکتی ہو یہ حکم پیغمبر خداؐ بتلا رہا ہے کہ یہ سبزی پہلے ہر جگہ دست یاب نہیں تھی پیغمبر خداؐ کی دعا کے بعد اس کو اللہ نے ہر جگہ اگنے کی صلاحیت عطا کر دی ہے۔

بہر حال بابرکت، شفاء بخش اور رسول خداؐ پسند سبزی کو ان کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہانے بھی پسند فرمایا کیونکہ پدر بزرگوار رسول خداؐ اس کو دوست رکھتے تھے اس سبزی کے سیدہ علیہا السلام کی پسند ہونے کے ناطے اس کا نام " **بقلة الزهراء علیہا السلام** " پڑ گیا تھا جناب قطب الدین راوندی الدعوات، ص ۱۵۵ پر فرماتے ہیں " **کانت فاطمة الزهراء علیہا السلام تحبّ هذه البقلة** " جناب

سیدہ سلام اللہ علیہا بھی اس سبزی کو پسند کرتی تھیں لہذا سیرت فاطمہ سلام اللہ علیہا پر عمل پیرا مومنین کو چاہیئے کہ اس سبزی کو پسند کریں، سیرت نبیؐ پر عمل پیرا مسلمین کو چاہیئے کہ اس سبزی کو پسند کریں۔

جناب قطب راوندیؒ مرحوم فرماتے ہیں "**فدعیت الیها فقیل بقلة الزهراء**ؑ" سیدہ سلام اللہ علیہا کو پسند ہونے کی وجہ سے یہ سبزی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب ہوگئی اس لیے اس سبزی کو "**بقلة الزهراء**ؑ" کہا جانے لگا لیکن بنی امیہ نے بغض زہراء سلام اللہ علیہا میں اس کا نام بدل کر "**بقلة الحمقاء**" رکھ دیا بنی امیہ نے اپنی دشمنی نکالی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو حمقاء کہا لیکن ان سے بھی بدتر درباری ملّا ہیں جنہوں نے مضاف مضاف الیہ "**بقلة الحمقاء**" یعنی بے وقوف عورت کی سبزی سے بدل کر صفت موصوف کر دیا اور یہ کہا کہ بنی امیہ نے یہ نام نہیں بدلا ہے بلکہ ان سبزی کے ہر جگہ اگ جانے کی وجہ سے کسی بھی راہ میں اگ جانے کی وجہ سے اسے بے وقوف سبزی کہا گیا ہے نہ کہ بے وقوف عورت کی سبزی۔

بنی امیہ کی وکالت کرنے والے ملاؤں پر بھی لعنت ہو کس کس طرح سے بنی امیہ کے دفاع میں درباری اور بکاؤ علماء اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ کہہ دیا کہ یہ نام مضاف مضاف الیہ نہیں ہے بلکہ صفت، موصوف ہے "**قالوا! الحمقاء صفة**

https://downloadshiabooks.com/

البقلة لانها تنبت بممر الناس و مدرج الحوافر فتداس ولا تطول"، الحمقاء مضاف الیہ نہیں ہے بلکہ صفت بقلۃ ہے کیونکہ یہ سبزی لوگوں کے راستہ میں اگ جاتی ہے گھوڑوں کی ٹاپوں کے پڑنے کی جگہ اگ جاتی ہے لہذا کچل دی جاتی ہے اور لمبی اگ نہیں پاتی ہے۔

جی ہاں! تاویل کرنے سے اس حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا بنی امیہ کے جرم کی توجیہ سے ان کے ظلم کا خاتمہ نہیں ہو سکتا بقلۃ الزہراءؑ سے بقلۃ الحمقاء کہنے والے بچ نہیں سکتے یہ سبزی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی سبزی ہے یہ سبزی جناب رسول خداؐ کی سبزی ہے یہ سبزی مومنین کی سبزی ہے جس میں برکت ہے، شفاء ہے اور ہر جگہ اس کا اگ جانا رسول خداؐ کی دعا کا اثر ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے "لیس علی وجه الارض بقلة اشرف و انفع من الفرفخ و هو بقلة فاطمة ؑ"، روئے زمین پر فرفخ یعنی "کلفا" کے ساگ سے بہتر و نفع بخش سبزا کوئی اگا ہی نہیں ہے اور یہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی سبزی اور ان کی پسند کا سبزہ ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرفخ خرفہ "کلفا" کی تعریف کرتے ہیں اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے منسوب سبزی کی تعریف کے بعد صریحی طور پر بنی امیہ کے اوپر لعنت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لعن الله بنی امية سموها بقلة الحمقاء"، خداوند متعال بنی امیہ پر

https://downloadshiabooks.com/

لعنت کرے کہ انہوں نے اس سبزی کا نام بدل کر "بے وقوف سبزی" رکھ دیا ہے جو بظاہر اس کی ہر جگہ اگ جانے کی طرف اشارہ ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ صفت کو بھی مضاف الیہ کے عنوان سے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی طرف بے وقوفی کی نسبت دینا مراد لیتے ہیں اسی لیے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "بغضاً لنا وعداوة لفاطمة علیہا السلام"[22] نام کی یہ تبدیلی عمدی عمل تھا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام واضح طور پر فرمار ہے ہیں کہ اس نام کی تبدیلی میں ہمارا بغض اور ہماری جدہ حضرت فاطمہ زہراؑ سے بغض چھلک رہا ہے ہمارے دشمنوں نے ہماری پسندیدہ چیزوں سے دشمنی کا اظہار کیا ہے لہذا ہم اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں سے اگر بغض و عناد کیا جارہا ہے تو پژمردہ ہونے کا مقام نہیں ہے بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ کس سے نسبت اور وابستگی کے باعث ہم سے دشمنی کی جارہی ہے یہ محل شکر ہے جب دشمنان اہل بیت علیہم السلام نے سبزیوں کو نہیں بخشا تو ہم کو کیوں کر وہ معاف رکھ سکتے ہیں اور ہم بھی کہاں انہیں معاف کرنے والے ہیں تمام دشمنان اہل بیتؑ پر لعنت ہو۔

22۔ المحاسن للبرقی: ج۲، ص۵۱۷، الکافی، ج۶، ص۳۶۷۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۵

بتاریخ: ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۴۱ھ

فضائل فاطمہؑ:

شرح الاخبار مؤلفہ قاضی نعمان فاطمی ج ۳، ص ۲۳، ح ۹۵۸ عائشہ سے مروی روایت میں حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی فضیلت بیان کی گئی ہے مگر ایک بات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے مخالفین یا تو نادانی میں بعض فضائل معصومین علیہم السلام بیان کرتے ہیں یا پھر بعض اپنی اہل بیت علیہم السلام سے محبت کا اظہار کرنے کے لیے بیان کرتے ہیں اور کچھ فضائل اہل بیت علیہم السلام کی آڑ میں اپنے خبیث سربراہوں کی تمجید کرنا چاہتے ہیں لہذا اہلسنت کی نقل کردہ روایات کو بدقت واحتیاط سے نقل کرنا چاہیئے عائشہ سے نقل شدہ اس روایت میں حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کی فضلیت کا بیان ضرور ہے لیکن بعض الفاظ پر دقت نظر کی ضرورت ہے وہ کہتی ہے: "اقبلت یوما فاطمة بنت رسول الله" ایک روز فاطمہ دختر رسول خداؐ آئیں اگر یہ جملہ واقعیت رکھتا ہوتا تو کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا آئیں تھیں نہ کہ رسول خداؐ ان کے

https://downloadshiabooks.com/

پاس تشریف لے گئے تھے اگر رسول خداؐ ان کے گھر تشریف لے جائیں تو مزید عظمت کی بات ہے اور اگر حقیقت یہی ہے مگر مطلب الٹ دیا گیا ہو تو پھر فضلیت میں کتر بیوت ہے اور عظمت سیدہؑ کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے دقت فرمائیں۔

(۲) آمد حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا میں یوماً کی قید سے پتہ چلتا ہے کہ رسول خداؐ کی بیماری میں انکی تیمارداری عائشہ کرتی تھی وہ تو ایک روز حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا باپ کے پاس آ گئی تھیں اس طرح یہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تنقیص ہے اور اپنی بڑائی بیان کی جارہی ہے عظمت جناب سیدہؑ نہیں ۔

(۳) بغیر کسی لقب یا کنیت کے سید ھے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا نام لیا جا رہا ہے اگر اس ملعونہ کے دل میں کوئی قدر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی ہوتی تو وہ کہہ سکتی تھی رسول خداؐ کی لخت جگر ،نور نظر ،مادر حسنین شریفین ،زوجہ مولیٰ الکونین وغیرہ لیکن صرف نام لینا طرف مقابل کا حریف ہونا بتلاتا ہے عظمت سیدہؑ کو اجاگر کرنا نہیں ہے۔

(۴) یہ روایت اگر کسی اور زوجہ سے مروی ہو اور اس ملعونہ کی طرف نسبت دے دی گئی ہو تو مطلب صاف واضح ہے ان دونوں کے تعلقات کو عادی ظاہر کرنا مقصود ہے ورنہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اس ملعونہ سے خوش نہیں تھیں وہ ملعونہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی توہین کر چکی تھی اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا

https://downloadshiabooks.com/

سے لڑ چکی تھی اور انھیں رُلا چکی تھی۔

"تمشی کانّ مشیتها مشیة" "بہر حال وہ ملعونہ آگے کہتی ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی چال بالکل ان کے بابا جناب رسول خداؐ کے مانند تھی" یہ جملہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی رفتار اور چال کو رسول خداؐ کی رفتار اور چال سے تشبیہ و شباہت کو بیان کر رہا ہے بس اس سے زیادہ کچھ نہیں جو بظاہر فضلیت ہے لیکن کیا یہ واقعیت ہے کہ فضلیت شمار کی جائے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ:

(۱)واقعہ کو نقل کرنے کی آڑ میں یہ بتلانا مقصود ہو کہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا گھر سے باہر نکلا کرتی تھیں اور اس طرح فضیلت کے بجائے تنقیص کا پہلو نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(۲) کہیں یہ مقصود تو نہیں کہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کی چال مردانہ تھی وہ صنف نسواں کی طرح رفتار کی مالک نہیں تھیں اور اس صورت میں مدح کا پہلو نہیں مذمت کا پہلو اجاگر ہوتا ہے۔

(۳) کہیں یہ بیان کرنا مقصود تو نہیں کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے باپ کی چال کی نقل کرتی تھیں اور اگر ایسا ہے تو حکم بن عاص، مروان کے باپ کی طرح مستحق لعنت بتلانا مقصود ہو کیونکہ وہ آنحضرتؐ کی چال کی نقالی کرتا تھا اور پھر مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

(۴) کہیں اس بیان میں مقصود یہ تو نہیں کہ جناب سیدہ لہرا کر چلتی تھیں اور لہرا کر ایک جوان خاتون کا چلنا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے بلکہ منقصت کا پہلو رکھتا ہے۔

(۵) کہیں یہ تو بیان کرنے کی کوشش نہیں کی جارہی ہے کہ وہ ایسی عورت تھیں کہ جنہیں عورتوں کی طرح چلنا بھی نہیں آتا تھا اور بجائے فضیلت بیان کرنے کے مذمت کر رہی ہو۔

(۶) کہیں دبے لفظوں میں ہمیں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی صرف رفتار اور چال میں الجھا کر ان کے کردار کو رسول خداؐ کے کردار میں ہماہنگی کے بیان سے دور کرنا مقصود تو نہیں ہے وغیرہ جیسے خود علماء مخالفین پیغمبر خداؐ کی سیرت کے جلسوں میں شکل وصورت وغیرہ زیادہ بیان کرتے ہیں اور آنحضرتؐ کی سیر و سنت پر کم گفتگو کرتے ہیں۔

آگے بیان کرتی ہے کہ جب بھی رسول خداؐ حضرت فاطمہ زہراءؑ کو دیکھتے تھے تو خوش آمدید کہتے تھے عبارت ملاحظہ ہو عائشہ کہتی ہے "فلما رأها رسول الله قال:مرحباً یا بنتی" اس روایت میں فضلیت کا پہلو یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو خوش آمدید کہا ہے مرحباً کہا ہے اور اپنی بیٹی کہہ کر خطاب کیا ہے لیکن کیا اس جملہ میں نقص و عیب کا پہلو نہیں پایا جاتا؟

https://downloadshiabooks.com/

(۱)اس فقرہ میں یہ نہیں کہا جارہاہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خدمت پیغمبر خداؐمیں پہنچ کر حاضرین کو یاخود حضرت رسول خداؐکو سلام بھی کیا ہے یانہیں؟اور اگر نقل حدیث میں اس نیت کو مد نظر رکھا گیاہے تو تعریف کا پہلو نہیں بلکہ تنقیص کا پہلو نکلتاہے بلکہ صریح طور پر آداب اسلامی کی مخالفت ظاہر ہوتی ہے

(۲)اس فقرہ میں یہ نہیں بیان ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐنے اٹھ کر بیٹی کا استقبال کیا بھی یانہیں؟یا صرف زبانی مرحبہ کہہ کر بات کو ختم کرنے کی سعی کی جا رہی ہے یا نہیں رسول خداؐپورے قد کے ساتھ بیٹی کے استقبال میں کھڑے ہوئے اور پھر مرحبا کہاہے مگر نقل کرتے وقت اس عظمت کے پہلو کو حذف کر دیا گیاہے۔

(۳)اس کلام میں یہ نہیں بیان ہو اہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا دست مبارک چوما یا پیشانی کا بوسہ لیا؟جبکہ رسول خداؐکا معمول یہ تھا کہ جب بھی حضرت زہراءؑ آپ کی خدمت میں پہونچتی تھیں تو آنحضرتؐ ان کا استقبال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دست مبارک کا بوسہ دیا کرتے تھے یا پھر پیشانی کو چوما کرتے تھے اور اس مظہر عظمت عمل کو جان بوجھ کر بیان کرنے سے گریز کیا گیاہے۔

(۴) روایت کے اس فقرہ میں یہ نہیں ذکر ہوا ہے کہ رسول خداؐنے صرف اپنی بیٹی کو قرۃ العین، ثمرۃ الفؤاد، بضعتی وغیرہ بھی کہا تھا یانہیں؟کہ اگر ان گران قدر اوصاف کو زبان اقدس پر جاری کیا ہو تو جناب سیدہؑ کی بڑی عظمت ظاہر

https://downloadshiabooks.com/

ہوتی ہے مگر ملعونہ نے بیان کے وقت اسے حذف کر دیا ہو۔

(۵)عائشہ نے اس اعتراف میں یہ بھی نہیں بیان کیا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جناب سیدہؑ کی آمد پر صرف مرحبا ہی کہا تھا یا اور بھی استقبالیہ و اعزازیہ کلمات استعمال فرمائے تھے؟ مگر انھیں سرے سے حذف کر کے عظمت کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے بہر حال یہ سارے احتمالات پائے جاتے ہیں جس سے ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ اس ملعونہ نے اس روایت کو فضیلت کے طور پر نقل کیا ہے بہر حال وہ آگے کہتی ہے:

"ثم اجلسها الی جنبه" پھر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا، بڑا آدمی اگر کسی کو اپنے پہلو میں بٹھاتا ہے تو اس بیٹھائے جانے والے کی عظمت و قدر کی علامت ہوتا ہے لہذا یہ فضلیت کا پہلو کہتے ہیں مگر۔

(۱)جناب رسول خداؐ نے اپنے کس پہلو میں بٹھایا تھا یہ بیان نہیں ہوا ہے کہ اگر داہنی طرف بٹھایا ہو تو مزید فضلیت کا پہلو ہے جسے ذکر نہ کر کے ایک گوشۂ فضیلت کا کتمان ہوا ہے۔

(۲)اگر پہلے سے داہنی جانب کسی کو بیٹھار کھا ہو تو دائیں جانب بٹھانے سے داہنی جانب کے بیٹھے شخص کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور بعد میں آنے والے کے مقابل عظمت و فضلیت میں کمی کا احساس ہوتا ہے جسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

(۳)اس روایت میں اپنی داہنی طرف صرف بٹھایا یہ بیان کیا گیا ہے اگر ہاتھ پکڑ کر پہلو میں بٹھایا کا لفظ ہوتا تو مزید فضلیت کا پہلو ہوتا جسے بیان نہیں کیا گیا ہے۔

(۴)بغل میں بٹھانے اور نگاہوں کے سامنے بٹھانے میں فرق ہے سامنے بیٹھائے جانے والے سے، مخاطب کی برابری کا پہلو نمایاں ہوتا ہے زیادہ پیار والفت کی نشانی ہوتا ہے کہیں اس پہلو کو بھی گھٹانے کی کوشش تو نہیں کی گئی ہے؟

آگے عائشہ بیان کرتی ہے کہ"فاسرّ الیھا سرّاً فبکت بکاءً شدیداً"،راز دارانہ گفتگو سے الفت ومحبت کے ساتھ محرم اسرار ہونے کا پتہ چلتا ہے جس سے فضلیت نمایاں ہوتی ہے لیکن "بکاءً اشدیداً" کے حاشیہ سے شبہہ ہوتا ہے کہ:

(۱) کہیں یہ پہلو تو ظاہر کرنا مراد نہیں ہے کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے رسول خداؐ کے راز کو شدید گریہ کے ذریعہ فاش کرنے کی کوشش کی ہے یا اس کے فاش کرنے کے اسباب فراہم کرنے چاہے ہیں جیسا کہ روایت میں اس کے مابعد فقرہ سے ملعونہ کا اعتراض کرنا آشکار کرتا ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے فاطمہؑ سے کہا" سبحان الله، خصّك رسول الله بسرّہ و تبکین؟"۔

(۲)اللہ پاک و پاکیزہ ہے اللہ کے رسولؐ نے آپ کو اپنے راز بتا دیئے تو

آپ رو رہی ہیں یعنی رو کر پوچھ تاچھ کا جذبہ پیدا کر رہی ہیں اور اس طرح ان کے راز کے فاش ہونے کا مقدمہ بن رہا ہے گویا وہ ملعونہ کہنا چاہتی ہے اے فاطمہؑ! آپ یہ اچھا نہیں کر رہی ہیں۔

(۳)اور اس طرح یہ کلمہ سبحان اللہ مقام مدح میں نہیں ہے بلکہ اس ملعونہ کی طرف سے جناب سیدہؑ کے اوپر اعتراض اور مذمت کی تمہید بنائی جارہی ہے بلکہ سبحان اللہ کہہ کر چڑھایا جارہا ہے۔

(۴) گویا وہ سبحان اللہ اور اس کے بعد کا فقرہ کہہ کر یہ اعتراض کر رہی ہے کہ اے فاطمہ آپ کو تو رونے کی جگہ سے اور گریہ کے مقام سے بھی آشنائی نہیں ہے یہ نہیں جانتی کہ کہاں رونا چاہیئے اور کہاں ہنسنا چاہیئے!۔

"ثم اقبل علیھا رسول اللہ فاسرّ الیھا سرّاً ایضاً فضحکت"دوسری مرتبہ رسول خداؐ پھر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک بار پھر ان سے راز دارانہ گفتگو کی تو اس بار فاطمہ سلام اللہ علیہا ہنسنے لگیں دو بار راز بیان کرنے کے لیے رسول خداؐ کا حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف جھکاؤ اور راز بیان کرنا تعریف ہے، محرم راز بیٹی کی مدح ہے لیکن مذمت کی نیت بھی ہو سکتی ہے کیسے؟ توجہ فرمائیں۔

(۱)رسول خداؐ کو دوبار زحمت اٹھا کر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف

https://downloadshiabooks.com/

جھکنا پڑا اس لئے فاطمہؑ روتے ہوئے یا تو دور ہٹ گئی تھیں یا غافل ہوگئی تھیں کہ ابھی رسول خداؐ کی بات پوری نہیں ہوئی ہے اور مجھے ان کے قریب ہی رہنا چاہیئے تا کہ ان کو جھکنے کی زحمت نہ گوارہ کرنا پڑے۔

(۲)جو خاتون ابھی شدید گریہ کر رہی تھی وہ یکا یک ہنسنے لگی کا کیا مطلب ہے ضحک اور مسکراہٹ میں فرق ہے، پر سکون ہو جانے میں، کھل کھلا کے ہنس پڑنے میں بہت فرق ہے کہیں ضحک کہہ کر یہ بتلانا مقصود تو نہیں ہے کہ فاطمہ بہت احساساتی اور جذباتی عورت ہیں کب ہنس دیں اور کب رونے لگیں کوئی علم نہیں ہے۔

(۳)اگر نبی کریمؐ نے معاذ اللہ کوئی مضحکہ خیز جملہ ارشاد فرمایا ہو کہ جس سے بیٹی خوش ہو جائے تو کم از کم مسکرانے اور آنسو پوچھنے کی حد تک تو سمجھ میں آتا ہے یہ کھل کھلا کے ہنسنے کی بات کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ جبکہ رسول خداؐ کی بیماری زائل نہیں ہوئی ہے رسول خداؐ کے پاس اگر شدید گریہ تکلیف دہ ہے تو شدید ہنسی کو کس کھاتے میں رکھا جائے گا؟ مسکرانے کی جگہ بھی نہیں ہے تو ہنسی کا کیا مقام ہے ؟توجہ فرمائیں:

آگے بیان کرتی ہے کہ "**فقلتُ:ما رایت کالیوم فرحاً اقرب من حزن و ضحکاً اقرب من بکاءٍ**"، تو میں نے کہہ دیا کہ آج سے پہلے میں نے کبھی غم

سے اتنا قریب خوشی کو اور گریہ سے اتنا قریب ہنسی کو نہیں دیکھا ہے یہ جملہ تعریف ہے فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اپنے بابا کے کلام پر مناسب رد عمل ظاہر کر رہی ہیں یعنی فوراً راضی ہو جاتی ہیں لیکن یہ فقرہ واقعاً مدح ہی ہے؟ کیا اس میں اور پہلو نمایاں نہیں ہوتا ہے جیسے کہ :

(۱) یہ نیت کا کھوٹ ہو سکتا ہے کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا متلون مزاج ہیں کب ہنس دیں کب رو دیں کوئی پتہ نہیں ہے کیا واقعا ملعونہ نے جناب سیدہ سلامؑ اللہ علیہا کو بہت جلد منفعل و متاثر ہو جانے والی ثابت نہیں کرنا چاہا ہے؟

(۲) فرح کے ساتھ ضحک کی تاکید اور حزن کے ساتھ شدید گریہ کی تاکید سے کیا ملعونہ یہ بتلانا نہیں چاہتی کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے راز داری کے مقابل دو مرتبہ غلطی کی ہے جس طرح شدید گریہ سے تجسس بڑھتا ہے اسی طرح کھل کھلا کے ہنسنے سے بھی سوال پیدا ہوتا ہے جو راز داری کے خلاف ہے؟!

بہر حال عائشہ کی روایت کے اگلے جملے کو ملاحظہ کریں "ثم سألتها بعد ذالك عمّا اسره اليها رسول الله" پھر میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے وہ راز جاننا چاہا جسے رسول اللہؐ نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا تھا اس فقرہ میں بھی کیا مذمت کے پہلو نہیں پائے جاتے ذرا غور فرمائیں:

(۱) سوال یہ ہے کہ تم رسول خداؐ کے راز کو کیوں جاننا چاہتی ہو کیا یہ جملہ

https://downloadshiabooks.com/

اس بات کے اظہار کا پیش خیمہ تو نہیں ہے کہ ہم لوگ رسول خداؐ کی زوجات ہیں محرم اسرار ہیں ہم لائق ہیں اس راز داری کے، اے فاطمہ سلام اللہ علیہا تم کب سے راز دار بن گئی ہو؟

(۲) رسول خداؐ نے اے فاطمہ سلام اللہ علیہا تم سے راز داری کر کے معاذ اللہ غلط کیا ہے؟ انھیں ہم ازواج کو بتانا چاہیئے تھا لہذا تم مجھے بتلا دو اب تو رسول خداؐ غلطی کر بیٹھے ہیں اور ہم میں سے کسی کو نہ بتلا کر تمہیں بتلا دیا ہے رسول خداؐ سمجھتے نہیں ہیں کہ کس سے راز بیان کرنا چاہیئے اور کس سے نہیں بیان کرنا چاہیئے۔

(۳) کہیں اس سوال کے ذریعہ عائشہ، جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو عام عورتوں کی طرح تو نہیں سمجھ رہی ہے یا سمجھانا چاہتی ہے کہ فاطمہ راز داری کی اہل نہیں ہیں اور وہ ایسی ہیں کہ میرے مطالبہ پر رسول خداؐ کا راز فاش کر دیں گی۔

(۴) کسی اور زوجہ نے نہیں پوچھا صرف عائشہ نے پوچھا جس سے وہ اپنے کو رسول خداؐ کی دیگر زوجات سے ممتاز سمجھنے کی غلطی کرتے ہوئے یہ بھی ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ میرے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے درمیان کس قدر اچھے تعلقات ہیں کہ میرے سامنے فاطمہ سلام اللہ علیہا راز نبیؐ کو بیان کر سکتی ہیں اور کے سامنے نہیں؟!

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے نہ صرف اس زعم باطل کو باطل ٹھہرا دیا بلکہ

https://downloadshiabooks.com/

کسی کو بھی اس لائق نہیں سمجھا کہ رسول خداؐ نے جو سر گوشی فرمائی ہے اسے بتادیں اور راز کو کب تک راز رکھنا ہے اس کا بھی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اظہار فرمادیا ہے " فقالتؑ: ما کنت لافشی سرہ فی ایام حیاتہ" یہ راز ہے مگر اس کے فاش کرنے کا وقت ہے شاید جناب سیدہؑ اس کلام کے ذریعہ اس ملعونہ کو آگاہ کرنا چاہتی ہیں کہ اے عائشہ جس وقت تیرا باپ ابو بکر اور اس کا صاحب عمر مجھے ذلیل کرنا چاہیں گے اس وقت تمہیں پتہ چلنا چاہیئے کہ میں سردار خواتین اور سربراہ زنان جنت ہوں تجھے جنت رسید ہونا ہے تو میرا ساتھ دے اور میری صداقت بیانی کی تائید کر۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۶

سوال: کیا انتقامِ مظالم و مصائب زہراءؑ کی دعا کرسکتے ہیں؟

جواب: حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا ہم ان کے چاہنے والوں پر بہت سے حقوق ہیں جن میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ہم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے آخری پھول حضرت حجۃ ابن الحسن امام زمان علیہ السلام کے ظہور کی دعا کریں تاکہ آپ تشریف لاکر جلد از جلد دشمنان حضرت زہراء سلام اللہ علیہا سے انتقام لیں اور دخترِ رسول خداؐ کے دل کو قرار ملے، اور ہم مومنین کو بھی کشادگی اور دین پر آزادی سے عمل و عبادت کی توفیق ملے امام زمانہؑ آکر انتقام خون حسین علیہ السلام اور انتقام مصائب و آلام اہل بیت علیہم السلام عمومی طور پر اور بالخصوص بی بی دوعالمؑ پر ڈھائے گئے مصیبتوں کے پہاڑ کا انتقام لیں کہ وہی جناب سیدہؑ کے وارثِ حقیقی ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کے لیے دعا ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے مگر اس فریضہ کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے حقوق اہل بیت علیہم السلام میں سے شمار کیا ہے آپ فرماتے ہیں " ان من حقوقنا علی شیعتنا" ہمارے شیعوں پر جو ہمارے حقوق ہیں ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ ہر شیعہ کو چاہیئے کہ ہر نماز واجب کے بعد اپنے ہاتھوں کو اپنی ٹھڈی پر رکھے اور تین بار کہے:

https://downloadshiabooks.com/

یارب محمدٍ عجل فرج آل محمدٍ

یارب محمدٍ احفظ غیبۃ محمدٍ"

"یارب محمدٍ انتقم لابنۃ محمدٍ

اے پروردگار محمد مصطفیؐ ! فرج آل محمدؑ میں تعجیل عطا فرما ! اے پروردگار محمد مصطفیؐ! غیبت مہدیؑ میں ان کی حفاظت فرما، اے پروردگار محمد مصطفیؐ! دختر محمد مصطفیؐ کا انتقام لے(23)۔

علامہ عبد النبی قزوینی اپنی کتاب " تتمیم عمل العامل " میں فرماتے ہیں کہ میرزا حسن لاھیجی فرزند میرزا عبد الرزاق لاھیجیؒ نادرۃ الزمن تھے بے پناہ علم و دانش سے مالا مال تھے ان کی کتابیں اس قدر دقیق اور فوائد سے پرُہیں کہ ہر کوئی اس کی گہرائی و گیرائی کو درک نہیں کر سکتا ہے جس وقت باپ یعنی علامہ عبد الرزاق کا انتقال ہوا تو میرزا حسن لاھیجانی چھوٹے تھے اور کوئی خاص علم و دانش کے مالک نہیں تھے لیکن باپ کے تلامذہ اور بزرگواروں نے زبردستی کی اور ان کو باپ کی کرسیِ تدریس پر بیٹھا دیا اور کہا کہ تم کتاب لیکر بصورت استاد، کرسی تدریس پر بیٹھو ہم لوگ بصورت شاگرد نیچے بیٹھیں گے جو نہیں سمجھو گے ہم سمجھائیں گے ایسا ہی

23 ۔ اس حق کا تذکرہ مکیال المکارم، ج2، ص12، ح1048 پر کیا گیا ہے اور اس کتاب میں حوالہ ذکر ہوا ہے " جمال الصالحین " تالیف علامہ عبد النبی قزوینی صاحب تتمیم امل الآمل، ص109 عنوان رقم 61۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوا دھیرے دھیرے اس قدر لکھ پڑھ لیا اور علمی مدراج و معارج کو طے کر لیا کہ بقول علامہ عبدالنبی القزوینی "وانا اعتقد انہ افضل من ابیہ" یہ میرا ایمان وعقیدہ ہے کہ جناب حسن لاھیجانی، اپنے باپ سے بھی افضل تھے۔

کتاب "جمال الصالحین فی الادعیۃ والاعمال" اسی بزرگوار کی ہے اور باپ علامہ عبدالرزاق لاھیجی نے بڑی کتابیں لکھی ہیں جن میں "شوارق الالہام اور گوہر مراد" بڑی معروف ہیں اسی طرح بیٹے حسن لاھیجانی نے بھی اہم اہم کتابیں تالیف فرمائی ہیں جن میں سے ایک جمال الصالحین ہے آپ قم میں مقبرۂ شیخین کے پاس دفن ہیں 1121ھ میں وفات پائی۔

یہ کتاب فارسی میں ہے سید تقی اصفہانی صاحب مکیال نے اس کے بعض اہم متون کو عربی میں ترجمہ کر کے اپنی کتاب مکیال میں ذکر فرمایا ہے اور صاحب مکیال کے پوتے نے اسے "الصحیفۃ الصادقیۃ" میں دعا نمبر 1077 قرار دیا ہے صاحب مکیال فرماتے ہیں: حقیقتِ عبادت، اصلِ عبادت، شرطِ قبولیتِ عبادت، معرفتِ امام زمان علیہ السلام ہے، ان کی ولایت ہے لہذا مومن کو چاہیئے کہ اپنی حقیقت ایمانی کو بر ملا کرے اپنے مولا و آقا کی ولایت میں کتنا سچا ہے اس کو آشکار کرے اور یہ کام ہر نماز کے بعد امام علیہ السلام کے لیے دعا کے ذریعہ اور ان کے ظہور میں تعجیل کا سوال کر کے کر سکتا ہے تا کہ اس کی نماز کی قبولیت کا زمینہ بھی فراہم ہو

https://downloadshiabooks.com/

جائے اور امام علیہ السلام کی معرفت و ولایت کا اظہار بھی ہو جائے۔

سوال: اہم اور خاص حاجت کے لیے حضرت زہراءؑ سے کس طرح توسل کریں؟

جواب: حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام سے کسی بھی وقت، کسی بھی حاجت کے لیے، کسی بھی پیرائے میں حاجت روائی کے لیے توسل و استغاثہ کیا جا سکتا ہے لیکن کچھ طریقے اور زمان و مکان کا بیان، معصوم اماموںؑ کی طرف سے شیعوں کو تعلیم دیا گیا ہے لہذا ان کا خیال رکھنا ہمارے اوپر لازم ہو جاتا ہے اور اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے کہ حکم معصوم علیہ السلام پر عمل بھی ہو جائے گا اور ہماری جلد از جلد حاجت روائی بھی ہو جائے گی۔

علامہ مجلسیؒ کتاب بحار، ج 94، ص30 پر قبس المصباح نامی کتاب سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے معتبر صحابی جناب مفضل بن عمر جعفی سے نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ "" اذا كانت لك حاجة الى الله، وضقت بها ذرعاً ،فصلّ ركعتين فاذا سلّمت كبّر الله ثلاثا ، و سبّح تسبيح فاطمة عليها السلام ،ثم اسجد و قل ماة مرةً " يا مولاتى فاطمة اغيثينى " ثم ضع خدك الايمن على الارض ،و قل مثلك ذالك ، ثم عد الى السجود ،و قل ذالك ماة مرة و عشر مرات ، و اذكر حاجتك فان الله يقضيها " "جب کسی کو خدا سے کوئی ایسی حاجت ہو جس کی خاطر وہ بڑا

https://downloadshiabooks.com/

دل تنگ ہو رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے، نماز کے بعد تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہے اور پھر تسبیح حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پڑھ لے اس کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور 100 مرتبہ کہے "**یا مولاتی فاطمة اغیثینی**" پھر داہنے رخسار کو زمین پر رکھ کر 100 مرتبہ یہی کہے اور پھر سیدھا ہو جائے اور حالتِ سجدہ میں وہ اپنی اس خاص حاجت کو ذکر کرے جس سے وہ بڑا مضطرب اور پریشان ہے تو خداوند متعال اس کی حاجت کو بر لائے گا"۔

یاد رہے کہ اس عمل میں جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ ہر حاجت کے لیے یہ کام نہیں کرنا ہے بلکہ کوئی ایسی مصیبت اور حاجت کا مسئلہ ہو کہ جس سے انسان بہت پریشان ہو چکا ہو مثلاً کئی سال ہو گئے ہوں اولاد نہیں ہو رہی ہے یا کوئی ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہو کہ جس سے شفا پانا آسان نہ ہو تو اس طرح کی عظیم حاجات کے لئے پورے خلوص و ایمان کے ساتھ یہ عمل انجام دے تو انشاء اللہ جلد نتیجہ ملاحظہ کرے گا کیونکہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے خداوند متعال، رسول خداؐ اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام بڑی محبت کرتے ہیں اور ان کے وسیلے سے مومن بہت جلد اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔

قبس المصباح میں علامہ صہر شتی نے لکھا ہے کہ ابو الوفاء الشیرازی کو ابو علی الیاس صاحب کرمان یعنی کرمان کے گورنر نے گرفتار کر لیا اور گرفتار کرنے والوں

https://downloadshiabooks.com/

نے بتلایا کہ ابو علی الیاس نے تمہیں قتل کرنے کی ٹھان لی ہے ابو الوفاء شیر ازی کہتے ہیں کہ میں نے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام سے توسل کرنا شروع کر دیا کہ ایک شب جمعہ میں نے جنابِ رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے ہیں " لا تتوسل بی و لا بابنتی ولا ابنی لشیء من اغراض الدنیاء الا لما تبتغیه من طاعة الله تعالیٰ و رضوانه " "کسی دنیاوی چیز کے لئے تم نہ تو مجھ سے توسل کرو اور نہ ہی میری بیٹی فاطمہؑ سے توسل کرو اور نہ ہی میری اولاد سے توسل کرو مگر یہ کہ تم اس توسل کے ذریعہ خدا کی اطاعت اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہو" بہر حال ابو الوفاء شیر ازی حضرات محمد و آل محمدؐ سے توسل کے ذریعہ موت سے نجات پاگئے اور حتمی موت سے وہ بچ گئے اس دعا کو صاحب مفاتیح نے الکلم الطیب سے جو سید علی خان مدنی کی کتاب ہے اس سے نقل کیا ہے اور اس میں مکمل دعا ذکر ہوئی ہے خواہشمند قارئین مفاتیح یا کلم الطیب کی طرف رجوع فرمائیں۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۷

بتاریخ: ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

"مرج البحرین یلتقیان"

سورۂ رحمان کی معروف آیت کریمہ ہے جس میں دو سمندروں کی ملاقات کا تذکرہ ہے اور یہ سنگم دو سمندروں کا سنگم ہے کہ جسے اللہ نے قرار دیا ہے ہمارے محدثین کی بات نہیں ہے بلکہ سنی مخالفین کی تفسیر و حدیث کی کتابوں میں وراد ہوا ہے کہ اس آیت کریمہ کی تاویل کا تعلق جناب علی مرتضیٰؑ جناب زہراء سلام اللہ علیہا، جناب حسن مجتبیٰؑ اور جناب امام حسینؑ سے ہے اور اس آیت کریمہ میں ان کے بہترین حال اور حسن مآل کا تذکرہ ہے۔

لغوی بحث کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مرج بمعنی ارسل ہے یعنی جاری ہے خدا نے ان دونوں سمندروں کو اپنی قدرت سے جاری کیا ہے اور ان دونوں سمندروں کے درمیان واسطہ قرار دیا ہے جناب رسول خداؐ کو اور ان دونوں سمندروں سے لولؤ و مرجان نکلتے ہیں تو تم لوگ اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

لفظ "مَرَجَ" کا مطلب ہے گھاس پوس سے بھرا صحراء، ابوالحسن مسعودی کی تاریخ کی معروف کتاب ہے جسکا نام، مروج الذہب "یعنی سونے کے صحراء" کا

https://downloadshiabooks.com/

مرج کی جمع مُروج ہے نہ کہ مَروج یا مروّج وغیرہ اس لحاظ سے معنی یہ ہو گا کہ اللہ نے دونوں سمندروں کو جاری فرمایا ہے کہ جن کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ "یلتقیان" دونوں ہم مرتبہ و ہم رتبہ ہیں دونوں کی ملاقات برابری کے درجات و مناقب کے ساتھ ہے کوئی ان دونوں میں سے کسی سے کم نہیں ہے دو خصوصیت اور بھی ہے ایک "یلتقیان" دوسری "لایبغیان"۔

بعض مفسرین نے اپنی جیب سے اس آیت کے ذیل میں کچھ مطالب ذکر کئے ہیں جیسے یہ کہ ایک سمندر تلخ ہے دوسرا شیرین، ایک نمکین ہے تو دوسرا گوارا وغیرہ، کسی نے کہا اس دو سمندر سے مراد بحر روم و بحر فارس ہے جن کا اتصال بحر محیط میں ہوتا ہے، کسی نے کہا: نہیں جناب اس سے مراد دو سمندر نہیں دو نہریں ہیں جو ایک جگہ سمندر میں گرتی ہیں اور فرسخوں ایک ساتھ بہنے کے باوجود آپس میں مخلوط نہیں ہوتیں۔

سمندر کی تاویل میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد آسمان کا سمندر اور زمین کا سمندر ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک مانع ہے کہ جس سے آسمانی سمندر کا پانی زمین پر نہیں گرتا اور زمین کا پانی آسمان پر اٹھ کے نہیں چلا جاتا۔

ایک قول یہ ہے کہ سمندروں سے مراد دنیا و آخرت ہیں اور برزخ سے مراد قبر ہے قشیری کا کہنا ہے کہ بحر سے خوف و رجاء مراد ہے یا قبض و بسط مراد ہے

https://downloadshiabooks.com/

جس کے درمیان قدرت الہیٰ حائل ہے واصل بن عطا کا کہنا ہے کہ عبد و معبود کے درمیان دو بحر بے کراں ہیں ایک بحر نجات ہے جسے قرآن مجید کہتے ہیں اور دوسرا بحر ہلاکت ہے جسے دنیا کہتے ہیں عرفاء نے اس کے علاوہ بھی تاویلیں پیش کی ہیں لیکن یہ سارے اقوال عصمت مآب نہیں ہیں لہذا قابل اعتبار نہیں ہیں۔

پیغمبر خداؐ نے شب ازدواج علی و بتول علیہا السلام دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر فرمایا "مرحبًا ببحرين يلتقيان و نجمين يقترنان" ان دونوں سمندروں کا ملن اور ان دونوں ستاروں کا اتصال و اقتران مبارک و مرحبا ہو پیغمبر خداؐ نے واضح کر دیا کہ بحرین کیا ہے اور نجمین کیا ہے علامہ کراجکی نے کنز الفوائد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ "البحران علی و فاطمة" خدا کے سمندروں سے مراد حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں "لا یبغی علیؑ علی فاطمة و لا تبغی فاطمة علی علیؑ" یہ دونوں سمندر ایک دوسرے کے حدود پر تجاوز و تعدّی نہیں کرتے اور ان دونوں سمندروں سے نکلنے والے "لولؤ و مرجان" موتی و مونگے سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔

ابن عباسؓ نے اس آیت کے سلسلہ میں کہا برزخ سے مراد جناب رسول خداؐ ہیں اور جناب ابوذر غفاریؓ نے اپنے الفاظ میں فرمایا " البحران و اللولؤ و المرجان هم الاربعة المقدسون فمن رأى مثل هؤلاء الاربعة " دو

https://downloadshiabooks.com/

سمندر اور موتی و مونگے یہ چار مقدس و معظم ہستیاں ہیں اور کب کسی نے ان چار بزرگواروں کے مانند کسی کو دیکھا ہے پھر ان چاروں بزرگواروں کا نام لیکر درود بھیجتے ہیں اور آخر میں فرماتے ہیں " لا یحبھم الا مومن و لا یبغضھم الا کافر " ان چار مقدس ہستیوں سے بس مومن محبت کرے گا اور ان سے بس کافر دشمنی کرے گا۔

جناب ابوذر غفاریؓ نے صرف ایک اعلان نہیں کیا ہے بلکہ حکم بھی دیا ہے اقوال صحابہ کو معتبر جاننے والے تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ قول جناب ابوذرؓ کی پیروی کریں وہ فرماتے ہیں کہ " فکونوا مومنین بحبّ اھل البیت و لا تکونوا کفاراً ببغض اھل البیت فتلقوا فی النار "۔[24] "لہذا محبت اہلبیتؑ پر ایمان رکھنے والے بنو اور بغض اہلبیتؑ کی وجہ سے کافر نہ بن جانا کہ جہنم میں پھینک دیے جاؤ گے "۔

قبر کو برزخ کہا جاتا ہے کیونکہ قبر عالم دنیا و عالم آخرت کے درمیان حائل ہے، نفس کے وسوسہ کو بھی برزخ کہا جاتا ہے کیونکہ وسوسۂ نفسانی، شک اور یقین کے درمیان واسطہ اور حائل ہو جاتا ہے۔

لایبغیان کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے

24۔ بحار: ج۷۳، ص ۶۴۔

https://downloadshiabooks.com/

مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی دوسرے پر بالادستی نہیں چاہتا اور ایک دوسرے کے خواص و نتائج کو برباد نہیں کرتا "بغی" کے دو معنی ہیں ایک چاہت اور طلب کے معنی میں ہے جیسے "ان اللہ یحب بغاۃ العلم" "اللہ طالبان علم و دانش کو چاہتا ہے" دوسرا معنی بغاوت و سرکشی کے ہے یعنی حد سے تجاوز کرنا، معنی یہ ہوگا کہ دونوں اپنی اپنی حدوں سے آگے نہیں بڑھتے اور آیت کریمہ میں دونوں معنی درست ہیں۔

لؤلؤ و مرجان مشہور مونگے اور موتیوں کو کہا جاتا ہے لیکن فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بڑے موتی کو "لؤلؤ" اور چھوٹے اور اس سے زیادہ پیارے موتی کو "مرجان" کہا جاتا ہے اور یہ دونوں قسم کے موتی صدف کے منہ میں بارش کے قطروں سے وجود میں آتے ہیں اور اس طرح یہ پانی میں پروان چڑھ کر موتی بنتا ہے جس طرح انسانی نطفہ پروان چڑھ کر اور مختلف مراحل طے کر کے انسان بنتا ہے مگر یہ بات مد نظر رہے کہ بارش کے پانی سے موتی بننے میں صدف کی قابلیت بڑی دخیل ہے ورنہ پانی سانپ کے منہ میں زہر بن جاتا ہے۔

جناب سلمان فارسیؓ، سعید بن جبیرؓ اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ "ان البحرین علیؑ و فاطمۃؑ بینھما برزخ محمدﷺ یخرج منھما اللولؤ و المرجان الحسنؑ و الحسینؑ" "دونوں سمندروں سے مراد

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امیر المومنینؑ و حضرت فاطمہ زہراءؑ ہیں ان دونوں کے درمیان برزخ و حائل جناب رسول خداؐ ہیں اور دونوں سمندر سے موتی و مونگے نکلتے ہیں اس سے مراد حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ہیں " آگے اپنے اس قول کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "فان البحر یسمّیٰ بحراً لسعته" "اس لئے کہ سمندر کو اس کی وسعتوں کے باعث سمندر کہا جاتا ہے"۔

کتاب مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ ابن عباسؓ اس آیت کے شان نزول میں فرماتے ہیں کہ جناب سیدہؑ نے ایک روز شدت بھوک اور عدم لباس کا شکوہ کیا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا: اے بیٹی اپنے شوہر سے راضی وخوشنود رہو کہ وہ دنیا میں سید و سردار ہیں اور آخرت میں بھی سید و سردار ہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ نے کہا " انا الله ارسلت البحرین " مجھ خدا نے یہ دونوں سمندر جاری فرمائے ہیں " علیؑ بحر العلم ، و فاطمةؑ بحر النبوة " مولا کائناتؑ علم و دانش کا سمندر ہیں اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نبوت و رسالت کا سمندر ہیں ان دونوں سمندروں کو ایک جگہ مجھ خدا نے جمع کیا ہے برزخ ومانع کی ضرورت یوں پڑی کہ رسول خداؐ مانع ہوں کہ علی ابن ابی طالبؑ کبھی دنیا کی خاطر محزون نہ ہونے پائیں اور جناب سیدہؑ بھی کبھی دنیا کی خاطر اپنے شوہر سے گلہ نہ کریں۔

"فبأیّ آلاءِ ربکما تکذّبان" کا فقرہ اس مقام پر خدا نے تمام جن و

https://downloadshiabooks.com/

انس سے خطاب کیا ہے "تکذّبان" سے جن و انس کو خطاب کیا جارہا ہے کہ ہر گز ولایت امیر المومنینؑ اور محبت جناب سیدۃ نساء العالمینؑ کی تکذیب نہ کرنا لولوٗ و مرجان سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

جناب سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ ایک روز نماز صبح اور اس کی تعقیبات کے بعد جناب رسول خداؐ نے سوال کیا کہ میرے چچا زاد بھائی علی ابن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ مولا حاضر ہوئے تو فرمایا اے علیؑ کیا آپ اپنی عظمت و منزلت دیکھنا چاہیں گے؟ مولا نے ہاں میں جواب دیا تو انحضرتؐ نے فرمایا: مسجد کے سایہ میں جاؤ وہاں سے سورج سے بات کرو اور کہو" السلام علیك ایتها الشمس " "اے سورج تجھ پر میرا سلام ہو "امامؑ نے حکم کی تعمیل کی ،مسجد کے باہری حصہ میں تشریف لائے اور سورج کو انھیں الفاظ میں سلام کیا اور سورج نے جواب میں تفصیل دی اور اس طرح جواب دیا" و السلام علیك یا اوّل ،یا آخر ،یا ظاهر ،یا باطن، یا من هو بكل شئ علیم " "اور آپ پر بھی سلام ہو اے اول،اے آخر،اے ظاہر،اے باطن،اے ہر شئ کی حقیقت سے بخوبی واقف ذات۔

جناب سلمان فارسیؓ کی گذارش سنئے وہ کہتے ہیں کہ ایسا سنتے ہی اصحابِ رسول خداؐ گھبرا کے جناب رسول خداؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ! کل تک آپ تو یہی فرماتے رہے ہیں کہ خدا اول و آخر، باطن ظاہر اور وہی ہر

https://downloadshiabooks.com/

شئ کا عالم ہے اور یہ سب صفات خدا کے ہیں یہ آج کیا ہو گیا ہے ؟ سورج بھی غالی ہو گیا ہے ! خدا کے صفات کو مخلوق خدا کے لئے استعمال کر کے سورج مشرک ہو گیا ہے ؟ پیغمبر خداؐ نے فرمایا " استغفروا الله ثم توبوا اليه " اس سے پہلے کہ مشرک و ملحد ہو جاؤ، کافر بن جاؤ توبہ و استغفار کرو خدا سے مغفرت طلبی کرو یہ صفات ، خدا کے صفات و اسماء ہیں بالکل صحیح ہے مگر یہ ایسے اسماء و صفات ہیں جن کو بندوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے مگر ان معنوں میں نہیں جن معنوں میں خدا اول و آخر، ظاہر و باطن اور بکل شئ علیم ہے۔

سورج نے "اول" کہا تو سچ کہا ہے کہ علیؑ "اول المومنین" ہیں۔

سورج نے "آخر" کہا ہے تو سچ کہا ہے کہ علیؑ میرا آخری دیدار کریں گے۔

سورج نے "ظاہر" کہا ہے تو سچ کہا ہے ظہور و غلبۂ اسلام انھیں کی تلوار اور ان کی قوتِ بازو سے ہے۔

سورج نے "باطن" کہا ہے تو سچ کہا ہے کہ علیؑ "بطینِ علم و معرفت" ہیں میرا سارا علم اس کے شکم میں ہے۔

سورج نے "بکل شئ علیم" کہا ہے تو سچ کہا ہے "اقسم بالله ان ربی ما علّمنی علماً الا علّمته اياه" "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ نے مجھے کسی

https://downloadshiabooks.com/

چیز کی تعلیم نہیں دی ہے مگر یہ کہ میں نے اسے علی ابن ابی طالبؑ کو سکھا دیا ہے ہے "ارے علی ابن ابی طالبؑ زمین کے راستوں سے زیادہ آسمانوں کے راستوں سے واقف ہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ اوپر والی خلائق میں سورج کو تم سے زیادہ علیؑ کی معرفت حاصل ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۸

تفسیر فرات کوفی ص۲۱۸ پر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کا ارشاد (انا انزلناہ فی لیلۃ القدر) میں " اللیلۃ فاطمۃ و القدر، اللہ "،شب سے مراد حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں اور قدر سے مراد خداوند متعال ہے اللہ کی پاک و پاکیزہ مستور کنیز حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں شب سے تشبیہ نہایت عفت و حجاب کے لحاظ سے ہو سکتی ہے جبکہ ایام اور دنوں سے مراد ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں ان کی امامت و اعلمیت اور ان بزرگواروں کے وجود سے بے شمار فوائد روز روشن کی طرح آشکار ہیں "لا تعادوا الایام فتعادیکم" سے دونوں کی تشبیہ آشکار ہے اور "امرنا ابین من ھذہ الشمس" سے امر ولایت و امامت و اعلمیت روشن و آشکار ہے۔

دوسری اہم بات جو ان دو تشبیہوں سے نمایاں ہوتی ہے وہ یہ کہ سارے ایام (ائمہؑ) ایک طرف اور ایک شب (فاطمہؑ) ایک طرف ،یعنی ایام (ائمہؑ) ایک شب (فاطمہؑ) علم و فضل میں برابر ہیں دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ سارے ایام ایک طرف اور ایک شب دوسری طرف اور وہ بھی ہر کوئی شب نہیں شب قدر سے تشبیہ ہے اس کی ساری عظمتوں کے ساتھ مراد ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

جو شخص چاہتا ہے کہ فضیلت و اجر و ثوابِ شب قدر کو حاصل کرے اسے چاہیئے کہ شب قدر ہو یا کوئی اور دن و رات ہوں، حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی معرفت حاصل کرے اگرچہ روایت میں "حق معرفت" کی بات کہی گئی ہے جو ہم غیر معصوموں کے لئے نا ممکن بلکہ محال ہے لیکن بقدر وسعت، معرفتِ حضرت خاتون جنتؑ ہمارے اوپر لازم ہے ورنہ حضرت سیدہؑ کو معصوموں نے بھی کما حقہ درک نہیں کیا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "**فمن عرف فاطمة حق معرفتها فقد ادرك ليلة القدر**" "جس نے حضرت فاطمہ زہراءؑ کی معرفت حاصل کرلی وہ بھی جو ان کا حق معرفت ہے اس کے مطابق تو اس نے شب قدر کو درک کر لیا ہے" بظاہر امامؑ اس حدیث میں تشبیہ کے ذریعہ غیروں کو محروم اور اپنوں کو حد اکثر کوشش کرنے کی دعوت دے رہے ہیں پھر جناب سیدہؑ کے نام فاطمہؑ کی وضاحت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ خدا کا یہ کلام "**ليلة القدر خير من الف شهر**" یعنی "**خير من الف مومن و هى ام المومنين**ؑ" "مہینہ سے مراد، مرد مومن ہے اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہزار مومن سے بہتر ہیں گویا امام صادق علیہ السلام فرمانا چاہتے ہیں کیونکہ جناب سیدہؑ تمام مومنوں سے بہتر ہیں الف (ہزار) بظاہر کثرت کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ عربی ادب میں سب سے بڑی عدد الف (ہزار) ہے اور خیر افضل التفضیل کا صیغہ ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

سوال: کیا دلیل ہے کہ جناب سیدہؑ ہزار مومنین سے افضل ہیں؟

جواب یہ ہے کہ خود حضرت امام صادق علیہ السلام نے بعد کے کلام کے ذریعہ آشکار کر دیا ہے اور وہ یہ کہ بیٹے چاہے جتنے بزرگوار ہو جائیں ماں سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے امام صادق علیہ السلام نے قرآن مجید کی اعزازی ماؤں کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اس ماں کی بات کر رہے ہیں کہ جس کی بدولت ساری دنیا خلق ہوئی ہے آپؑ نے خود فرمایا ہے "**وھی ام المومنین**" جناب سیدہؑ صرف سادات کی مادر گرامی نہیں ہیں ان کی تو نسبی و سگی ماں ہیں ہی بلکہ ہم تمام اہل ایمان کی ماں ہیں مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم چاہنے والوں کو بھی اپنی جدۂ ماجدہ حضرت سیدۃ نساء العالمینؑ سے مربوط کر دیا ہے ہم سب کے سب فاطمیؑ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام بظاہر اس سورہ کی تاویل اور باطنی معنی کو بیان کر رہے ہیں ورنہ شان نزول و سبب نزول ہم سب بارہا سن چکے ہیں کہ سورۂ قدر کیوں نازل ہوا؟ اور ہزار مہینوں سے یہ رات کیوں بہتر ہے؟ آپ جانتے ہیں حضرت امام صادق علیہ السلام نے ہمارے لئے اللہ کا ارشاد "**تنزل الملائکۃ**" میں فرمایا ہے کہ سارے فرشتے مراد نہیں ہیں بلکہ بس وہی فرشتے مراد ہیں "**الملائکۃ الذین یملکون علم آل محمد**ﷺ" بس وہ بھرپور مومن فرشتے مراد ہیں جو آل محمدؑ کے علم و دانش سے سرفراز ہیں یعنی جو فرشتے معرفت آل محمدؑ بظاہر دوسرے

https://downloadshiabooks.com/

فرشتے سے زیادہ رکھتے ہیں بس انھیں کو شب ھائی قدر میں امام زمان علیہ السلام کے پاس حضور کا شرف ملتا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "**و الروح القدس، ھی فاطمۃ**"، وہ روح جو ہر امام کے پاس ہوتی ہے وہ روح القدس جو حضرت رسول خداؐ کے ہمراہ ہوا کرتی تھی وہ روح القدس جو حضرت امیر المومنینؑ کے ہمراہ تھی وہ کوئی فرشتہ یا جبرئیلؑ نہیں تھے بلکہ وہ جبرئیل سے بھی اعظم، اکبر ذات کوئی اور نہیں، حضرت خاتون جنت جناب سیدہؑ کی روح پاک ہے مطلب یہ کہ مولا علیؑ نے ہی صرف نبیوں کی مدد نہیں کی ہے "**و ایدناہ بروح القدس**"، حضرت عیسیٰؑ کی مدد و تائید اسی روایت کی روشنی میں حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہانے بھی فرمائی ہے ۔ والعلم عند اللہ

"**سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر**" اس شب قدر کی صبح مکمل طور پر نمودار نہیں ہو گی ہر شب کی صبح ہوتی ہے لیکن شب تاریک، شب حجاب، شب ظلم و ستم کی صبح، عدل و انصاف کے ساتھ نمودار ہو گی ہی نہیں، مگر کب ؟ بقول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آپ فرماتے ہیں کہ "**(سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر) یعنی حتیٰ یخرج القائم**ؑ" شب قدر فاطمیؑ کی صبح، عدالت و انصاف کے پرورد گار حضرت امام مہدی قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور سے نمودار ہو گی،

https://downloadshiabooks.com/

خدایا جناب سیدہؑ کا تجھے واسطہ ہے ہمیں بھی صبح ظہور، صبح شب قدر نمودار ہو تو وہ صبح دیکھنا نصیب ہو۔ آمین

کتاب دعائم الاسلام میں حضرت امام علیؑ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ اپنا بستر شب قدر میں سمیٹ دیتے تھے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور اس رات سونے والوں کے چہروں پر پانی چھڑک کر جگاتے تھے یہی صورت حال بضعۃ الرسولؐ حضرت بتولؑ کی بھی تھی آپ اپنے گھر والوں کو سونے نہیں دیتی تھیں شب قدر میں شام کا کھانا مختصر دیتی تھیں کیونکہ زیادہ کھانے سے نیند آتی ہے اور موسم میں سردی ہوتی تو آپ آگ روشن رکھتی تھیں تاکہ نیم گرم ہونے کی وجہ سے بچے سو نہ جائیں بلکہ گرم رہنے کی وجہ سے بیدار رہیں۔

کتاب دعائم الاسلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں "**کانت فاطمة لا تدع احداً من اهلها نیام تلك اللیلة و تداویهم بقلة الطعام و تتأهّب لها من النار و تقول یحرم من حرم خیرها**" وہ شخص محروم ہے جو اس شب میں عبادتوں، زیارتوں، نمازوں اور دعاؤں سے کوتاہی کی بنیاد پر ثواب و اجر سے محروم رہ جائے۔

دوسری روایت میں آخری فقرہ یوں وارد ہوا ہے " **تتأهّب لها من النهار**"، یعنی جناب سیدہؑ شب قدر کی عبادتوں، نمازوں اور دعاؤں کو انجام دینے کے

https://downloadshiabooks.com/

لئے دن سے ہی تیاری کرتی تھیں یعنی شب میں بچے بیدار رہیں خود بھی بیدار رہ کر عبادتیں کریں اور گھر کے دیگر لوگ رات میں جاگ سکیں اس کے لئے آپ دن سے ہی آمادہ ہوتی تھیں۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۹

بتاریخ: ماہ مبارک رمضان

خواب کے حکم پر عمل لازم ہے

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات محمد و آل محمدؑ کی شکل و صورت میں شیطان متمثل نہیں ہو سکتا اسی طرح جناب سیدہؑ کی شکل و صورت میں کوئی شیطان یا شیطانہ متمثل نہیں ہو سکتی اب اگر خواب میں آکر جناب سیدہؑ کوئی حکم دیں تو اس پر عمل کرنا لازم ہے جیسا کہ جناب شیخ مفیدؒ نے کیا ہے آپ نے خواب میں دیکھا کہ بغداد کی مسجد کرخ میں بیٹھے ہیں کہ اتنے میں جناب سیدہؑ امام حسنؑ و امام حسینؑ کو لے کر تشریف لائیں اور فرما رہی ہیں: "یا شیخ علِّمهما الفقة" "اے شیخ! میرے دونوں لال حسن و حسین کو فقہ کی تعلیم دو"۔

جناب شیخ مفیدؒ حیران تھے لیکن جب جناب فاطمہ بنت الناصر الموسوی اپنی کنیزوں کے جھرمٹ میں اور آگے آگے شریف مرتضیٰ اور سید رضی کو لے کر حاضر ہوئیں اور جناب شیخ مفیدؒ سے فرمایا "یا شیخ علِّمهما الفقة"، تو جناب شیخ مفیدؒ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے خواب کا تذکرہ کیا اور بڑے اچھے انداز سے ان دونوں بھائیوں کی تعلیم و تربیت کر کے فقیہ بنا کے چھوڑا۔

https://downloadshiabooks.com/

اس خواب سے نہ صرف امام حسنؑ وامام حسینؑ کی شکل میں سید مرتضیٰ اور سید رضی کی تعبیر بے حد، ان دونوں کی عظمتوں کا پتہ دیتی ہے بلکہ ان کی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت ناصر الموسویؒ کی بے پناہ عظمتوں کا پتہ چلتا ہے کہ کوئی خاتون اس قدر پاک دامن اور عفیف ہو کہ جناب سیدہؑ اس کی جگہ خواب میں آکر کوئی حکم صادر فرمائیں اور فقیہِ دوراں شیخ مفیدؒ کو اس پر زندگی بھر عمل کرنا ہو جناب شیخ مفیدؒ نے اس عظیم خاتون کی خاطر پورا ایک کتابچہ لکھ ڈالا اور اس خاتون کی طرف انتساب کیا ہے اس زمانے کے مرجع وقت کا یہ عمل ہمارے لئے اس عظیم الشان خاتون کی عظمت ومنزلت کو مزید نشان دہی کرتا ہے۔

قسم، حکم سیدہؑ سے توڑی جاسکتی ہے

عہد وپیمان کی بڑی عظمت ہے قسم وحلف کی مخالفت سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے مومن کی علامتوں میں سے ایک اپنے عہد وپیمان پر قیام کرنا ہے لیکن ان تمام عہد وپیمان وغیرہ کی حقیقت وعظمت کے باوجود اولیاء الہیٰ کے دساتیر، حکم خدا کے مانند ہیں بلکہ عینِ حکم خدا ہیں لہذا ان پر عمل پیرا ہونا واجب ہے جناب بلال بن ریاح جن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی آپ کا بڑا مرتبہ ہے اور آپ کا ہی انوکھا اور لاثانی خطاب ہے "اوّل مؤذن للنبیﷺ" کہ جناب رسول خداؐ کے پہلے مؤذن جناب بلالؓ ہیں جو حضرت رسول خداؐ کی ساری جنگوں میں آپ کے ہمراہ رہے پیاری

https://downloadshiabooks.com/

پیاری آوازوں کے مالک لوگ حیات رسول خداؐمیں آپ کے مؤذن نہ بن سکے اور نہ ہی حیات نبیؐ کے بعد کوئی ڈکٹیٹر ان سے اذان دلوا سکا۔

تاریخی فقرہ ہے "لم یوذن لاحد بعدہ" بعد نبیؐ جناب بلالؓ نے کسی کے لئے اذان نہیں کہی " الا مرة واحدة و بطلب من الصديقة الكبرىٰ فاطمة الزهراء" ہاں جناب بلالؓ نے اپنے عہد وپیمان کو بالائے طاق رکھ کر دستور جناب سیدہؑ کو عملی جامہ پہنایا ہے وہ بھی اس لئے نہیں کہ بضعۃ الرسولؐ نے حکم دیا تھا بلکہ یہ جناب بلالؓ پر فرض تھا کہ حکم جناب سیدہؑ کو تسلیم کریں۔

آداب دخول مسجد

سنی محدث حکیم ترمذی نے اپنی صحیح میں سلسلہ سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جناب رسول خداؐ مسجد میں داخلہ پر اور مسجد سے نکلتے وقت محمد وآل محمدؐ پر درود بھیجتے تھے یعنی جناب رسول خداؐ صرف اپنے ہی اوپر نہیں بلکہ خدا کے گھر میں اہل بیت علیہم السلام کا نام لیکر داخل ہوتے تھے اور خدا کے بیت سے باہر نکلتے وقت بھی اہل بیت علیہم السلام کو یاد کرتے ہوئے اور ان پر درود و سلام بھیجتے ہوئے نکلتے تھے۔

جناب فاطمہ بنت الحسینؑ جناب حسن مثنیٰؑ کی زوجہ کا بیان ہے کہ میں نے جناب سید فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے سنا ہے کہ " كان رسول الله اذا دخل

https://downloadshiabooks.com/

المسجد صلی علی محمد و آلہ و سلم "جناب رسول خداؐ کی پے در پے سیرت یہ تھی کہ آپ جب بھی مسجد میں داخل ہوتے تھے تو درِ مسجد پر محمد و آل محمدؐ پر درود وسلام بھیجتے تھے پھر دعا کر کے داخل مسجد ہوتے تھے وہ دعا سنی مسجدوں پر لکھی ہوئی دکھتی ہے جبکہ شیعہ مسجدوں پر بھی لکھی ہونی چاہیئے اور پیغمبر خداؐ کے درود و سلام کے ساتھ لکھی جانی چاہیئے دعا یہ ہے "**رب اغفر لی ذنوبی و افتح لی ابواب رحمتك**"، اس دعا کو اس لئے نہیں ٹھکرا سکتے کہ ترمذی سنی نے نقل کیا ہے بلکہ یہ دعا ہماری فقہی و حدیثی کتب میں بھی وارد ہوئی ہے۔

نیز حکیم ترمذی سنی نے نقل کی ہے تو ہمیں اور زیادہ ہاتھوں ہاتھ لینا چاہیئے کہ جناب سیدہؑ سے نقل کیا ہے اور وہ بھی مسجد جو کہ خدا کا گھر اور عبادت خانہ ہے وہاں آتے جاتے دونوں حالتوں میں حضرات محمد وآل محمدؐ کا ذکر ہے یعنی خدا کی عبادت سے پہلے بھی محمد و آل محمدؐ کا ذکر اور ان پر درود و سلام اور مسجد میں ذکر خدا کے بعد بھی محمد و آل محمدؐ کی یاد اور ان پر درود و سلام کرنا لازم ہے۔

جناب فاطمہ بنت الحسینؑ بیان کرتی ہیں کہ جناب سیدہؑ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ عمل و سیرت رسول خداؐ صرف مسجد کے اندر داخل ہوتے وقت نہیں تھی بلکہ مسجد سے نکلتے وقت بھی جناب رسول خداؐ محمد وآل محمدؐ پر درود و سلام بھیجتے تھے اور صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ وہی تھوڑے سے فرق کے ساتھ دعا پڑھتے تھے کلام

https://downloadshiabooks.com/

جناب سیدہؑ بحوالہ ترمذی ملاحظہ ہو فرماتی ہیں" **و اذا خرج صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و قال (رب اغفر لی ذنوبی و افتح لی ابواب فضلك)**" یعنی ذکر خدا اور نماز کے بعد بھی ذکر محمد و آل محمدؐ ضروری ہے۔

بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ جناب رسول خداؐ کسی بھی سفر سے واپسی پر صرف مسجد میں داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے بعید نہیں ہے کہ بخاری نے یہ روایت حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی فضیلت کو تحت الشعاع قرار دینے کے لئے نقل کی ہو کیونکہ جناب رسول خداؐ سفر سے واپسی پر مسجد پر حاضری نہیں بلکہ در سیدہؑ پر حاضری دیتے تھے اور سفر سے آکر سب سے پہلے ان سے ملاقات کرتے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۰

حضرت فاطمہؑ نے بھی ائمہؑ کی طرح اصولِ احکام بیان فرمائے ہیں

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا دیگر تمام معصومین علیہم السلام کے مانند شارع مقدس ہیں یعنی ان کے کلمات، خطبات سے استنباط احکام ہوتا ہے اور جس طرح حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے مخاطبین کے عقل و شعور کی بنیاد پر کلام کیا ہے اسی طرح جناب سیدہؑ کے بھی کلمات ان کے زمانے کے لوگوں کی فہم و شعور کے مطابق تھے اور جس طرح حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے کبھی کبھی بعض احکام کی تفصیل بیان کی ہے ورنہ غالباً اصولِ احکام اور موٹی موٹی باتیں اور قواعد کلی پیش فرمائے ہیں اور اپنے شیعوں اور چاہنے والوں کو خاص طور سے صاحبان علم و دانش کو فروعات نکالنے اور تفصیل احکام کے لئے کام کرنے کی ذمہ داری دی ہے اسی طرح جناب سیدہؑ کے کلمات و خطبات میں بھی اصول و ضوابط شریعت اور اجمالی طور پر کلی احکام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اور جو حکم کلام ائمہ طاہرین علیہم السلام کا ہے وہی حکم کلام جناب سیدہؑ کا بھی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " انما علینا ان نلقی علیکم الاصول"، ہم اہل بیت علیہم السلام کی ذمہ داری تمہارے سلسلہ میں یہ ہے کہ ہم تمہارے سامنے کلیات، ضوابط اور اصول بیان کر دیں اور ہمارے بتائے

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے ضوابط و قواعد کی روشنی میں پھر تمہاری ذمہ داری ہے کہ فروعی احکام و دستور تم خود استنباط کرو"و علیکم ان تفرعوا "[25] ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ذریعہ بیان شدہ قوانین اور ضوابط کی ہی روشنی میں فروعات کو اخذ کرنا ہے اپنی عقل و فکر کے گھوڑے دوڑا کر حدود قرآن و عترتؑ سے خارج ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

یاد رہے کہ حکم امام ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام کی ذمہ داری اصول و قواعد دینا ہے اس کلمہ "علینا" میں جس طرح ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام شامل ہیں اسی طرح جناب سیدہؑ بھی شامل ہیں لہذا ان کے بھی کلمات، خطبات میں ہمیں فروعات شرعیہ تلاش نہیں کرنا ہے بلکہ کلیات اور ضوابط دیکھنا ہے اور انھیں اصول وضوابط کی روشنی میں فروعی احکام استنباط کرنے ہیں اور اب تک ہم نے بس بعض احکام، ان کی حیات طیبہ و سیرت عطرہ سے اخذ کئے ہیں خداوند متعال ہمیں جناب سیدہؑ کے بیانات، خطبات اور سیرت حیات سے مزید احکام استنباط کرنے کی توفیقات سے نوازے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

کلام فاطمیؑ سے استنباط احکام کی نوعیت کیا ہو گی؟

جس طرح ہم حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے کلام، ان کی تقریر و

25۔ وسائل الشیعۃ: ج۲۷، ص۶۱، ح۳۳۲۰۱۔

https://downloadshiabooks.com/

تائید اور ان کی سیرت و کردار سے احکام اخذ کرتے ہیں اسی طرح ہمارے اوپر حضرت سیدہؑ کے کردار و سیرت، اقوال و تقریر سے احکام استنباط کرنے ہیں اس لئے کہ حدیث کی تعریف میں کہا جا چکا ہے کہ قول و فعل اور تقریر معصوم، حدیث و سنت کہلاتی ہے اور ہمارے لئے احکام کا دوسرا بڑا منبع و مصدر کلام معصومین علیہم السلام ہے۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ کلام معصومین علیہم السلام سے کبھی احکام بالمطابقہ حاصل ہوتے ہیں یعنی متن پورے مطلب کو پہنچاتا ہے دوسرے لفظوں میں احکام ،دلالت مطابقیہ رکھتے ہیں لیکن کبھی کبھی دلالت تضمنیہ و دلالت التزامیہ سے بھی احکام اخذ ہوتے ہیں یہی صورت حال کلام حضرت زہراء سلام اللہ علیہا میں بھی ہے یعنی یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ احکام شرعیہ پر دلالت کے لئے کلام سیدہؑ پورا پورا دلالت کرے، نہیں بلکہ ان کے کلمات و خطبات سے دلالت تضمنیہ و التزامیہ کے سہارے بھی احکام استنباط کئے جائیں گے اور ان کی سیرت طیبہ سے فروعات کا استنباط کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ کلام معصومین علیہم السلام سے اخذ شدہ احکام میں ہم صرف انھیں تین دلالتوں میں محدود و منحصر نہیں ہیں بلکہ دلالت اقتضاء و دلالت ایماء و اشارہ بلکہ بعض اوقات، دلالت عرفی بھی کارگر ہے لہذا کلام فاطمیؑ سے بھی ان تمام

https://downloadshiabooks.com/

پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر استنباط احکام کئے جائیں گے بلکہ کلام فاطمیؑ میں ہمیں احکام کے فلسفے، دساتیر کی علت و اسباب بھی نظر آتے ہیں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا خطبۂ فدکیہ بہت سے اصول دین اور فروع شریعت کے اسباب و علل کے بیان پر مشتمل ہے جس پر تفصیل سے گفتگو کی ضرورت ہے۔

کلی طور پر ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ حیات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا میں تعلیم و تعلم اور تربیت کے بے پناہ گوشے پائے جاتے ہیں کہ اگر مسلمان بلکہ انسان ان گوشوں کو بروئے کارلائے اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو بشریت، دنیا میں سرخرو اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے مثال کے طور پر اگر ہم صرف ایک پہلوئے حیات کو مد نظر رکھ کر اس پر شدت و سختی کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں تو انسانیت کا دامن کافی حد تک پاک و صاف ہو جائے گا اور وہ سیرت ہے اول بلوغ میں ازدواج، لڑکی اگر سن بلوغ تک پہنچ کر بیاہ دی جائے تو طبیعی بات ہے کہ لڑکے بھی بلوغ کے آس پاس سن میں شادی کریں گے ایسی صورت میں نفس امارہ بہت سے انحراف سے محفوظ ہو جائے گا اور نوجوان حرام کے مرتکب نہیں ہوں گے اور معاشرہ کافی حد تک سدھر جائے گا۔

یاد رہے کہ بہت سے عرب قبائل اس امر کے پابند ہیں جس کے نتیجہ میں ان کے یہاں جنسی انحراف ناپید ہو گیا ہے اور ان میں نہ کے برابر جنسی گناہ دیکھنے

https://downloadshiabooks.com/

سننے کو ملتا ہے اور آج بھی جن جن معاشروں میں اول بلوغ کے آس پاس شادی کر دی جاتی ہے ان معاشروں میں جرائم کے اعداد و شمار نہایت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں اس کے برعکس جن معاشروں میں دیر سے شادیاں ہوتی ہیں ان کے یہاں نہ جانے کتنے اور کیسے کیسے گناہ سننے کو ملتے ہیں۔

خدا لعنت کرے اس ملعون پر جس نے شادی نہ کر سکنے والے نوجوانوں کے لئے وقتی شادی اور شرعی عقد کو حرام قرار دے کر نہ جانے کتنے جوانوں کی زندگیاں تباہ کی ہیں اور اپنے جیسا حرام زادہ پیدا کرنے کے مشن میں کافی حد تک کامیاب رہا ہے اور دنیا کو حرام زادوں سے بھرنے کی آرزو میں دشمنان علی ابن ابی طالبؑ بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے اگر متعہ کما حقہ آزاد ہوتا تو شقی و بدبخت کے علاوہ کوئی بدکاری میں مبتلا نہ ہوتا۔

علامہ اقبال اور حضرت بتولؑ

علامہ اقبال نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا اور اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی اسی طرح مدح و ثناء کی ہے جس طرح انہوں نے خبثاء ثلاثہ اور بعض منحرف صحابہ کی تمجید کی ہے اس اشتراک کے باوجود حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے سلسلہ میں جو خصوصیتیں علامہ اقبال نے ذکر فرمائی ہیں وہ دوسرے اصحاب یا ازواج کے مدحیہ اشعار میں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب اقبال نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی مدح و ثناء میں احادیث جناب رسول خداؐ کے مفاہیم و مطالب کو قلم بند کیا ہے اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو دوسری ازواج رسولؐ اور عظیم صالحات کے مقابلہ میں منفرد و مخصوص ذاتِ والا صفات بیان کیا ہے دو مصرعہ میں علامہ اقبال نے بہت بڑی مدح کی ہے فرماتے ہیں:

مادران را اسوۂ کامل بتولؑ مزرع تسلیم را حاصل بتولؑ

"کائنات کی ساری ماؤں کو چاہیئے کہ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو اپنی حیات کا مکمل نمونہ قرار دیں اور ان کے اعمال و کردار کو مد نظر رکھ کر ماں کے فرائض انجام دیں، مکمل نمونۂ عمل وہ بھی ساری خواتین عالم کے لئے وہی خاتوں بن سکتی ہے کہ جس کے اولاد ہو اور اس نے شاہکار تربیت کی ہو لیکن جس بے چاری کو ایک چوہیا بھی آغوش سجانے کے لئے نہ ملی ہو وہ کیا خاک مادری کرے گی اور مادران عالم کے لئے اسوہ قرار پائے گی" سالبہ بانتفاع الموضوع کی بہترین مثال علامہ اقبال کے پہلے مصرعہ کو نامور منحوس زوجۂ رسولؐ پر تطبیق کرکے دیکھ لیجئے۔

دوسرا مصرعہ اس سے بھی زیادہ پر معنی اور کمال کے مطلب کو بیان کر رہا ہے اور کوئی بعید نہیں ہے کہ علامہ اقبال کی نظر میں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے مقابل ان کی امی جان کا منحوس کردار رہا ہو کہ جس ملعونہ نے نہ صرف حکم خدا کے

https://downloadshiabooks.com/

سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا اور "**و قرن فی بیوتکنّ**" کی صریحی مخالفت کر بیٹھی، اپنے شوہر نامدار نبی کریمؐ کے صریحی منع خروج اور وصی برحق کے خلاف قدم بڑھانے سے منع کے باوجود، سپہ سالاری کر بیٹھی، حکم خدا اور رسولؐ کے مقابل تسلیم و رضا کیسی؟ انھیں تو کمانڈری کرنی تھی حکم خدا اور سول جائے بھاڑ میں۔

تسلیم و رضا اور حکم خدا اور رسولؐ کا یک نمونہ جناب سلمان فارسیؓ کی زبانی سنیئے کہ میں نے جناب سیدہؑ کو اپنے ہاتھوں سے آٹا پیستے ہوئے دیکھ کر عرض کیا اے دختر رسول خداؐ آپ کی کنیز فضہ کھڑی ہے آپ اس سے گھر کے کام نہیں لے رہی ہیں؟! تو جناب سیدہؑ نے فرمایا: میرے بابا نے سفارش فرمائی ہے اور ہمارے اور فضہؓ و علیؑ کے درمیان گھر کے کام کی تقسیم کی ہے میں اس کی تابع ہوں بابا نے فیصلہ کیا ہے کہ گھر کے باہر کے کام علیؑ کریں اور گھر کے اندر کا کام میں کروں اور اب جبکہ کنیز آ گئی ہے تو" اوصانی رسول الله ان تکون الخدمة لها یوماً و لی یوماً"، میرے بابا نے حکم دیا ہے اور سفارش کی ہے ایک روز فضہؓ خدمت کریں اور دوسرے روز میں خدمت کروں کل ان کے کام کا دن تھا اور آج میرے کام کا دن ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ نے آمد فضہؓ سے پہلے کے حالات میں ذکر فرمایا ہے "**ما لی خادم غیرها**"، حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے علاوہ میرے گھر میں

https://downloadshiabooks.com/

کوئی غلام یا کنیز نہیں تھے اور جب جناب رسول خداؐ نے شادی کے بعد ہمارے کام بانٹ دئے تو بقول امام صادق علیہ السلام جناب سیدہؑ نے فرمایا تھا "**فلا یعلم ما داخلنی من السرور الا اللہ**" جتنی خوشی مجھے اس تقسیم سے ہوئی کہ مجھے مردوں کا کام نہیں کرنا پڑے گا اور گھر سے باہر نکل کر گھر کی ذمہ داریوں کو انجام نہیں دینا ہو گا اتنی خوشی مجھے کبھی نہیں ہوئی یہ مثالی عفت و پاکدامنی ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلنے پر بے حد خوشی منائی جارہی ہے اور ایک وہ اماں ہے جسے سپہ سالاری کھائے جا رہی ہے اور اونٹ کی معراج نے جمل کی اونٹنی کو حوأب کے کتوں کے استقبالیہ پر اپنے باپ کی طرح فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا مگر ہائے رے حبّ دنیا و ریاست طلبی...۔

دلائل حجیت فاطمیؑ

جناب سیدہؑ کی حجیت پر علماء اعلام نے جہاں بہت سے دلائل ذکر کئے ہیں وہیں ایک دلیل یہ بھی ذکر کی ہے کہ نہ صرف حضرت زہراء سلام اللہ علیہا تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام پر حجت ہیں بلکہ حجۃ الحجج ہیں اسی طرح حضرت امیر المومنین علیؑ بھی تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام پر حجت نہیں بلکہ حجۃ الحجج ہیں اور وہ دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کو حضرت امیر المومنین علیؑ کے نور اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے نور سے خلق فرمایا ہے اور چونکہ انوار ائمہ

طاہرین علیہم السلام کو انوار علیؑ و بتولؑ سے مشتق و ماخوذ فرمایا ہے اس لئے ان دونوں بزرگواروں کو دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام پر برتری و حجیت حاصل ہے۔

ایک اور دلیل حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی حجیت اور تمام معصومین علیہم السلام پر ان کی عظمت و اہمیت کی یہ ہے کہ خداوند متعال نے جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو ایسے علوم و معارف عطا فرمائے کہ جس کو حضرت امیر المومنین علیؑ نے تحریر فرمایا ہے اور وہ صحیفہ و مکتوب جناب سیدہؑ کے ذریعہ ائمہ طاہرین علیہم السلام تک پہنچا ہے یہ صحیفہ ، قرآن مجید کی طرح ان بزرگواروں کے لئے حجت ہے اور اس کے مندرجات تک رسائی چونکہ صاحب مصحف یعنی جناب سیدہؑ کے ذریعہ ہوئی ہے لہذا آپ بقیہ تمام ائمہ طاہرینؑ پر اس علمی جہت سے حجیت رکھتی ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ تحریر اور حروف در حقیقت تنزیلی وجود ہوتے ہیں حقیقی وجود وہی علم و دانش ہے کہ جس کا واسطہ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا تھیں لہذا ان انوار علم و دانش کا واسطہ ہونے کے ناطے بھی حضرت زہراء سلام اللہ علیہا ائمہؑ پر حجیت رکھتی ہیں اس لئے کہ حجیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ خداوند متعال اپنے بندوں پر جن کے ذریعہ احتجاج کر سکتا ہے اور مصحف زہراء سلام اللہ علیہا نہ صرف عام بندوں کے لئے بلکہ ائمہ ہدیؑ کے لئے بھی حجیت رکھتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۱

ادلّہ حجیتِ اقوال واعمال فاطمیؑ:

۱: اللہ عزو جل نے حضرات آل محمد علیہم السلام کو حضرت رسول خداؐ کی طرح صادق امین اور مستجاب الدعاء قرار دیا ہے، اگر حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام خدا کے نزدیک حجیت نہ رکھتے ہوتے اور ان کے قول و فعل پر مہر الٰہی ثبت نہ ہوتی تو خداوند متعال نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کے لیے انھیں مقابلہ کی دعوت نہ دیتا اور جناب رسول خداؐ کے ساتھ ان کے درجۂ حجیت میں غیر اہلبیتؑ جو لوگ بھی ہوتے خدا انھیں ساتھ لے جانے کا حکم دیتا۔

جناب سیدہؑ کے اعمال و اقوال، بلاشبہ جناب ختمی مرتبت محمد مصطفیؐ کے اقوال و اعمال کی طرح حجت ہیں اور ان کی صداقت و امانت حضرت رسول خداؐ کی صداقت و امانت کے مانند ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو کبھی خدا اپنے رسولؐ کے ہمراہ انھیں میدانِ صداقت ،میدانِ امانت ،میدانِ حقیقت یعنی میدان مباہلہ میں دنیائے عیسائیت کے مقابلے میں دعوتِ دعاء وبد دعاء نہ دیتا۔

اللہ کے رسولؐ نے "بڑی بڑی صدیقاؤں" کے ہوتے ہوئے بھی اور "نسائنا" کے اندر بے پناہ گنجائش کے باوجود صرف خاتونِ جنت حضرت زہراؑ کو لیکر

https://downloadshiabooks.com/

آشکار کر دیا کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حجۃ اللہ ہیں صادقہ اور صدیقہ ہیں ان کی آمین اور ان کی دعاء و بد دعاء میں وہی تاثیر ہے جو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیؐ کی دعاء اور بد دعاء میں پائی جاتی ہے۔

ایک پیاری بات جسے بعض مفسرینِ قرآن نے ''**فنجعل**'' سے استفادہ کرتے ہوئے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ میدان مباہلہ میں اہل بیتؑ کو دعاء یا بد دعاء کے لیے طلب نہیں کیا گیا تھا بلکہ بد دعاء کی تاثیر کے مطالبہ کے لیے طلب کیا گیا ہے اسی لیے ''فندعو'' کا کلمہ استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ لعنت کو کاذبین پر جعل و قرار دینے کے لیے طلب کیا گیا ہے۔

اور نصارائے نجران کو یقین ہو چکا تھا کہ ان بزرگواروں کی بد دعاء اور جعل لعنت بر کاذبین رد نہیں کی جائے گی اسی لیے ان لوگوں نے اہل بیت نبیؐ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور حجیت اہل بیتؑ اور حجیت حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو مان کر جذیہ دینے پر راضی ہو گئے۔

۲ : حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی حجیتِ اقوال و افعال پر بہت سی روایات دلیل بن سکتی ہیں لیکن ہماری غرض بس ان روایات سے استفادہ کرنے میں ہے کہ جسے ہمارے مخالفین نے بھی نقل کیا ہے اور انھیں صحیح جانا ہے، ان میں سے ایک روایت معروف حدیث ''**فاطمۃ بضعۃ منی**'' ہے، اس روایت کے ذریعے حضرت

https://downloadshiabooks.com/

زہراء سلام اللہ علیہا کی حجیتِ اقوال و افعال پر استدلال یوں کیا جائے گا کہ تمام مسلمین کے نزدیک حضرت رسول خدا ﷺ کے اقوال و افعال بلا منازعہ حجت ہیں اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا اس کل کا جزء ہیں۔

یعنی رسالت، عصمت، اختیارات وغیرہ کے ساتھ ساتھ جس طرح کل (رسول خداؐ) کے تمام اقوال و افعال حجت ہیں اس کے جزء کے یعنی حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے اقوال و اعمال بھی حجت ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول خداؐ محبت کے اظہار میں اپنی "بضعیت" کا تذکرہ نہ کرتے بلکہ محبت کے اظہار کے لیے دوسرے کلمات استعمال کرتے۔

۳: حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی حجیتِ اقوال و افعال کو حدیث "بضعیت" کی مدد سے سورہ احزاب کی آیت ۳۶ سے بھی سمجھا جا سکتا ہے اور وہ اس طرح سے کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو مرد و زن صغیر و کبیر سب کے لیے اسوہ و حجت قرار دیتے ہوئے نبی کے فیصلہ اور ان کے حکم کے بعد کسی بھی چہ می گوئیوں کا سدّ باب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے "**وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم** "کسی بھی مومن مرد یا مومنہ عورت کو ان کے کسی مسئلہ میں اللہ یا اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کوئی اختیار و انتخاب کا مرحلہ باقی نہیں رہ جاتا۔

https://downloadshiabooks.com/

حدیث بضعیت کے ضمیمہ سے نتیجہ یہ ہو گا کہ جس طرح رسول خدا ﷺ کے کسی دستور و فرمان کے بعد کوئی تبدیلی کا اختیار نہیں ہے اسی طرح کل کے جزء کا یعنی حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے فیصلہ کے بعد انتخاب کی منزل ختم ہے۔ خدا لعنت کرے مسئلہ فدک میں حکم و دعوائے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہاؑ کو ٹھکرانے والوں پر۔

۴ : حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی ازواج بڑی گھنونی عورتیں تھیں اور اپنی گھنونی حرکت میں کفار و مشرکین کے لیے اسوہ و نمونہ قرار پائیں، خداوند متعال نے کافروں کے لیے ان دونوں عورتوں کو ضرب المثل (آئیڈیل) قرار دیا ہے یعنی مرد ہو یا عورت جو بھی کافر یا کافرہ ہے اس کے لیے سر مشق ہلاکت، زنِ نوحؑ و زنِ لوطؑ ہیں یہ تھا منفی آئیڈیل اب مثبت آئیڈیل وہ بھی ایک خاتون کا مرد و زن دونوں کے لیے نمونہ اور سر مشق قرار پانا بھی ملاحظہ فرمائیں، خداوند متعال نے صاف لفظوں میں جناب آسیہ بنت مزاحم زنِ فرعون کو مؤمنین کے لیے نمونۂ عمل قرار دیا ہے اب صاحب ایمان مرد ہو یا عورت ہو ارشاد قدرت ہو رہا ہے "و ضرب اللہ مثلا للذین أمنوا امرۃ فرعون" یہ پاک و پاکیزہ خاتون اور صبر و شکیبائی میں ضرب المثال مؤمنہ نہ صرف یہ کہ عورتوں کے لیے آئیڈیل اور بہترین اسوہ و قدوہ ہیں بلکہ مردوں کے لیے بھی اسوہ و قدوہ ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت آسیہ بنت مزاحم نے کس طرح فرعون کے محل میں رہ کر انھوں نے جاہ ومال، غرور وسلطنت اور ثروت کو ٹھوکر مار دی اور اپنے فولادی عقیدہ وایمان کے ساتھ ثابت قدم رہیں مرتے مرتے مر گئیں شہید ہو گئیں مگر ربوبیت اعلائی کے دعویدار فرعون کی ایک نہ سنی اور مردوزن سب کے لیے ثابت کر دیا کہ عقل و شعور اور قوت ارادی کی مضبوطی کے ساتھ انسان نہ صرف دنیا میں مردوزن بلکہ تمام مؤمنوں کے لیے اسوہ وقدوہ اور حجیت کا مالک بن سکتا ہے بلکہ آخرت میں بھی تمام خواتین کی سید وسردار بنا جا سکتا ہے ۔

ذخائر العقبیٰ میں احمد بن عبد اللہ سنی طبری رسول خداؐ سے روایت نقل کرتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا" اربع نسوۃ سیدات"، چار خواتین تمام عالم کی سید وسردار ہیں یہ بھی سیادت عالمی ،یعنی افضلیت وبرتری کے لحاظ سے اور فضائل و مناقب اور خلوص نیت وثبات قدم کے لحاظ سے ہے اس مسئلہ میں تمام زنان اولین وآخرین پر چار عورتیں سید وسردار ہیں۔

لیکن ان کے سارے اعمال واقوال سارے ادوار وازمان میں حجت نہیں ہیں بلکہ صرف انھیں کے زمانے کی تمام عورتوں بلکہ مردوں کے لیے بھی حجیت رکھتی ہیں اسی لیے جناب رسول خداؐ نے آگے ارشاد فرمایا" سادات عالمهنّ "، یہ خواتین حجیت عمل وکردار میں صرف اپنے زمانے کے مردوزن کے لیے نمونہ ہیں

https://downloadshiabooks.com/

"و افضلھنّ عالماً فاطمة "اور ان سیدات و سادات میں سب سے برتر حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں حدیث پیغمبر خداؐ میں آیا ہے:"و افضلھنّ عالماً " سے مراد یہ ہے کہ اولین و آخرین کی تمام ذوات کے چاہے وہ مرد ہو یا عورت سب کے لیے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا حجیت رکھتی ہیں۔

جناب سیدہؑ کی سیادتِ عالمی اور جہانگیر سرہراہی ، جناب رسول خداؐ کے اس کلام سے بھی آشکار ہے"۔۔۔ و آسیة سیدة نساء عالمها "حضرت مریمؑ کی طرح اور حضرت خدیجہؑ کی طرح، حضرت آسیہ بنت مزاحم بھی حجیت و سرداریٔ الہی سے سرفراز ہیں اور چونکہ جناب رسول خداؐ اس کلام میں ان خواتین کی اپنے اپنے زمانے کی خواتین پر برتری و سرداری کی گفتگو کر رہے ہیں لہذا محل شاہد صرف خواتین ہیں لیکن یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرت آسیہ بھی حضرت مریمؑ و حضرت خدیجہؑ کی طرح اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی طرح تمام مومنین مرد و زن کے لیے ضرب المثل ہیں یعنی صبر و شکیبائی میں اور سارے انحراف کے اسباب فراہم ہوتے ہوئے بھی منحرف نہ ہونے میں جناب آسیہ تمام مؤمنین کے لیے اسوہ و قدوہ ہیں۔

یہیں سے حجج اللہ اور سادات زمن حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اوپر بھی حجیت رکھنے والی عظیم الشان خاتون جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا

https://downloadshiabooks.com/

تمام اقوام و ملل کے مرد و زن پر حجیت رکھنے کا مسئلہ آشکار ہو جاتا ہے اور جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو اپنی ماں حضرت خدیجہؑ پر اور مریمؑ و آسیہؑ پر برتری رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام مومنین کے لیے ضرب المثل قرار پانے والی خاتون اور خدا کی چنندہ ذات حضرت مریمؑ بھی حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے سامنے محکومہ ہیں حاکمہ نہیں مامورہ ہیں آمرہ نہیں۔

یعنی جس طرح رسول خداؐ کے ہوتے ہوئے اگر حضرت موسیٰؑ آ جائیں تو انھیں جناب رسول خداؐ کی پیروی کرنی پڑے گی رسول خداؐ کی شریعت کے مطابق عمل کرنا ہو گا ٹھیک اسی طرح جناب سیدہؑ کی موجودگی میں اگر یہ باشرف و باعظمت خواتین بھی آ جائیں تو انھیں جناب سیدہؑ کی خدمت انجام دینی ہو گی اور حاکم و مدبر و حجیت کی مالکہ، عظیم الشان خاتون جناب سیدہؑ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہوں گی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۲

بتاریخ: ۷ ماہ رمضان ۱۴۴۲ھ

کتاب تظلم الزہراءؑ من اہراق دماء آل العباءؑ للمولی رضی القزوینی الشہید ق ۱۲، یہ کتاب در حقیقت جناب سید ابن طاؤوس کی کتاب اللہوف کی شرح کے عنوان سے لکھی گئی ہے جسے فاضل شہید علامہ قزوینی نے بحار الانوار کی ایک بحیرہ یعنی جھیل کا نام دیا ہے علامہ شہید قزوینی لکھتے ہیں کہ جب جناب سیدہؑ کو ملعونِ ثانی نے طمانچہ مارا اور در و دیوار کے درمیان فشار دیکر حضرت محسنؑ کو شہید کر ڈالا تو حضرت امیر المومنین علیؑ گھر سے اس حال میں باہر نکلے کہ آنکھیں سرخ تھیں آستینیں الٹی ہوئی تھیں باہر نکلنے سے پہلے مولا نے دروازے کے پاس درد سے فریاد کر رہی حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے لئے دو کام کئے:

پہلا کام یہ کہ "القی ملائته علیها" حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے جسم اقدس پر اپنی چادر ڈال دی انھیں پھر اچھی طرح سے ڈھنک دیا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت زہراؑ اچھی طرح سے ملبوس و محجوب نہیں تھیں؟ یقیناً تھیں لیکن جو حالت، مولا نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی دیکھی ہے خدا ایسی حالت کسی مومن کو اس کی زوجہ کی نہ دکھلائے بس اتنا سن لیں کہ حضرت محسنؑ شہید ہو چکے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

دوسرا کام جو امیر المومنینؑ نے اس ہنگامی حالت میں دروازے کے پاس جسے ظالمین بھی دیکھ رہے تھے انجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ "ضمّها الى صدره" حضرت امیر المومنینؑ نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور چند جملے ارشاد فرمائے پہلا فقرہ یہ تھا کہ اے دختر رسول خداؐ آپ تو اچھی طرح جانتی ہیں کہ آپ کے بابا عالمین کے لئے خدا کی طرف سے رحمت بنا کے بھیجے گئے تھے تو اے دختر رسولخداؐ دو کام آپ نہ کیجئے گا " الله الله ان تكشفي خمارك" خدارا خدارا اپنے مقنعہ کو نہ ہٹایئے گا یعنی چہرہ برہنہ نہ کیجئے گا "و ترفعي ناصيتك" او اپنے سر کے بال بھی نہ کھولیئے گا۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ "فوالله يا فاطمة لئن فعلت ذلك" اے بی بی بخدا قسم اگر آپ نے ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی کام کر ڈالا "لا ابقى الله على الارض من يشهد ان محمداً رسول الله" خدا کی قسم! خداوند متعال روئے زمین پر کسی بھی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑے گا اور صرف مسلمان ہی نہیں اے بی بی آپ کی بد دعا کا اثر یہ ہو گا کہ کوئی حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ کا نام لیوا بھی اس دھرتی پر زندہ نہیں بچے گا یعنی آپ کے سر سے بد دعا کے لئے بال نمودار ہوئے تو خداوند متعال زمین کو تہس نہس کر ڈالے گا۔

https://downloadshiabooks.com/

امام امیر المومنینؑ جناب سیدہؑ کو خدا کا واسطہ دے کر رسول خداؐ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا واسطہ دے کر ننگے سر ہونے سے منع کر رہے ہیں کہ اگر خدانخواستہ جناب سیدہؑ ایسا کر ڈالیں گی تو بشریت صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی اور صرف مسلمان یا انسان ہی نہیں حضرت امیر المومنینؑ کا آگے کا کلام سنیئے فرماتے ہیں "ولا دابة تمشي على الارض ولا طائر في السماء الا اهلكه الله" روے زمین پر کوئی رینگتا ہوا جانور بھی نہیں ملے گا اور آسمان میں کوئی پرندہ پر بھی نہیں مارے گا مطلب یہ ہے کہ دنیا فناء کے گھاٹ اتر جائے گی۔

آج جو جناب آدمؑ کا نام لیا جا رہا ہے حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے نام لیوا باقی ہیں حضرت رسول خداؐ کے ماننے والے زندہ ہیں تو یہ سب کے سب حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا دیا ہوا صدقہ ہیں پہلا صدقہ اس عظیم الشان خاتون کا یہ ہے کہ یہ کائنات ان ذات مقدسہ کے صدقہ میں خلق ہوئی ہے دوسرا صدقہ یہ ہے کہ جناب سیدہؑ نے بددعا نہ کر کے اور اپنی پیشانی سے اوپر کے بالوں کو ظاہر نہ کر کے زمین کو تباہی سے بچا لیا ہے ورنہ نہ مسلمان نہ انسان نہ جانور نہ پرندے کچھ بھی محفوظ نہ رہ جاتے ساری کائنات صدقۂ جناب سیدہؑ پر جی رہی ہے اور ان کی خیرات کھا رہی ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ جناب سیدہؑ سے سفارشات کرنے کے بعد دروازے

https://downloadshiabooks.com/

پر کھڑے ظالموں اوران کے سر غنہ ملعون ثانی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "یا بن الخطاب لك الويل من يومك هذا و ما بعده و ما يليه" اے خطاب کے بلے! تیرے اوپر ویل و لعنت ہو صرف آج نہیں آج سے کل اور کل سے ہر آنے والے دنوں تک یعنی قیامت تک، کل خدا نے شیطان سے کہا تھا " و ان عليك لعنتي الى يوم الدين" اے ابلیس تیرے اوپر میری لعنت و پھٹکار ہے قیامت تک اور آج ولی خدا شیر خدا حضرت امیر المومنینؑ نے ابلیس کے استاد، ملعون ثانی پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تیرے اوپر لعنت کا سلسلہ آج سے لے کر قیامت تک آنے والے ہر دن ویل ہو لعنت ہو پھٹکار ہو گویا ہم محبان اہل بیتؑ اس ملعون پر تبراء کر کے خدائی اور مولائی کام کر رہے ہیں۔

سیرت زہراء سلام اللہ علیہا اور دعا:

جناب شیخ صدوق محمد بن علی بابویہ نے علل الشرائع میں نقل کیا ہے " كانت فاطمة اذا دعت تدعو للمومنين و المومنات ،و لا تدعو لنفسها" حضرت فاطمہ زہراؑ جب بھی دعا کرتی تھیں تو مومنین و مومنات کے لئے دعا کرتی تھیں اپنے لئے کچھ نہیں مانگتی تھیں۔

علامہ نمازی شاہرودی نے مستدرک سفینۃ البحار ج۳، ص۱۷۹ پر لکھا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ایک روز اصحاب کے مجمع میں سوال کیا کہ " متى تكون

https://downloadshiabooks.com/

ادنیٰ من ربھا؟ " عورت ، خدا سے کس حال میں سب سے زیادہ قریب ہوا کرتی ہے؟ مگر کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا جناب سیدہؑ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا " ادنیٰ ما تکون من ربھا ان تلزم قعر بیتھا " عورت اپنے پروردگار سے اس وقت سب سے زیادہ قرب حاصل کر لیتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے کسی اندرونی گوشہ میں محجوب و مستور رہتی ہے۔

آج ہماری عورتوں کو مادی چیزوں کی جگہ پر معنوی چیزوں کی پیش کش کی جائے اور مادی سے محروم رکھا جائے تو نہ جانے کیا کیا مشکلات پیش آ جائیں علامہ جعفر مرتضی العاملی کے بقول جناب سیدہؑ کو جس وقت خادمہ کی ضرورت تھی "کانت بامس الحاجۃ الیہ" جناب سیدہؑ کو ایک وقت (ظاہراً بچوں کی خاطر) خادم کی شدید ضرورت تھی تاکہ بعض امور منزل کو انجام دے مگر رسول خداؐ نے تسبیح کی تعلیم دی اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے اسے دل و جان سے قبول فرمایا۔

وہابی ملا سلمان العودۃ نے لکھا ہے " تزیل ما اصابہ و تغسیل رأسہ و تحاول ان تعالج الدم منہ ثم تقبل علی المشرکین فتسبّھم و تدعو علیھم " "جناب فاطمہ زہراؑ، حضرت رسول خداؐ کے جسم اطہر پر پڑی اوجھڑی یا دیگر کثافتوں کو صاف کیا کرتی تھیں اور آپ کا سر دھلاتی تھیں اور جسم مبارک پر آئے زخم سے رسنے والے خون کو صاف کیا کرتی تھیں ساتھ ہی مشرکین

https://downloadshiabooks.com/

ملکہ کو کوستی بھی تھیں اور ان کے حق میں بد دعا کرتی تھیں"۔

کافی ج ۲ ص ۴۶۲ باب مارفع عن الامۃ اس باب میں معصومینؑ سے کچھ ایسی روایات وارد ہوئی ہیں کہ جن کے اوپر نہ جناب سیدہؑ نے عمل کیا ہے اور نہ دیگر معصومین علیہم السلام نے اشارۃً ان فقروں کو ملاحظہ فرمائیں اور وجہ بھی جاننے کی کوشش کریں:

۱۔ ما لا یعلمون جو نہیں جانتے ہیں اور حضرت زہراءؑ اور اہل بیتؑ سب کچھ جانتے ہیں۔

۲۔ ما اخطأوا جو بھول چوک سے چھوٹ گیا ہے اور حضرت زہراءؑ اور آل محمدؑ سے کوئی بھول چوک ہوتی ہی نہیں!

۳۔ ما سھوا جو سہو و نسیان کی وجہ سے ترک ہو گیا ہے اور حضرت زہراءؑ اور اہل بیت نبیؐ کے یہاں سہو کا گذر ہی نہیں ہے۔

۴۔ ما نسوا جو فراموشی میں چھوٹ گیا ہے اور حضرت زہراءؑ اور محمد و آل محمدؐ کے یہاں نہ نسیان کا تصور ہے نہ ہذیان کا، خدا اور تمام خلق خدا کی لعنت ہو اس بد تمیز پر جس نے رسول خداؐ کو ہذیان سے متہم کیا تھا۔

ہاں ما اکرھوا پر عمل کیا ہے لیکن آیت اللہ سید محمد شیرازی کا کہنا ہے

https://downloadshiabooks.com/

کہ میں تلاش کے باوجود حدیث کی کتابوں میں کوئی ایسا عمل نہیں پاسکا کہ جس کے اوپر جناب رسول خداؐ نے جبراً و کرھاً عمل کیا ہو۔

یاد رہے کہ یہ احکام، احکام ثانویہ طولیہ ہیں کہ جن میں سے بعض پر جناب رسول خداؐ نے عمل کیا ہے مثلاً مرض الموت میں جناب رسول خداؐ نے بیٹھ کر نماز ادا کی ہے مگر اس عمل کو اکراہ و اجبار کے زمرہ میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔

خدا نے اپنے رسولؐ کو اور آل رسولؐ کو محتاج و تنگ دست بنا کر انھیں مکرم و معظم قرار دیا ہے تو یقیناً جنہیں بھر بھر کے دیا ہے انھیں پست قرار دیا ہے اس موقع پر امام علیؑ فرماتے ہیں "فتأسی متاس بنبیه و اقتص اثره و ولج مولجه و الا فلا یأمن الهلكة "امور عامہ میں نبیؐ کی اقتداء نہ کرنے کی صورت میں ہلاکت نہیں ہے مگر بعض اہلسنت کا کہنا ہے کہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ جا کر گھور پر پیشاب کرنا واجب ہے تا کہ رسول خداؐ کی اس سنت پر بھی عمل ہو جائے کیونکہ آپ نے گھور پر پیشاب کیا تھا!

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۳

بتاریخ: ۵شوال ۱۴۴۲ھ

روح فاطمیؑ بھی ارواح معصومین علیہم السلام کی طرح تمام ارواح سے اشرف و اعلیٰ روح ہے جسے خداوند متعال نے تمام انسانوں کے ابدان کی خلقت سے قبل خلق کیا ہے اور تمام انسانوں کی ارواح میں ارواح معصومین علیہم السلام کو سب سے اعلیٰ و اشرف قرار دیا ہے اور روح جناب سیدہؑ کو اپنی طرف ویسے ہی منسوب کیا ہے جیسے بیت اللہ، رسول اللہ، خلیل اللہ وغیرہ کو اس فرق کے ساتھ کہ جناب آدمؑ میں جو روح پھونکی گئی وہ بھی "من روحی" تھی انبیاء و مرسلینؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام بلکہ مومنین کے اجسام میں جو روح ہے وہ سب بھی خدا کی طرف سے ہے۔

مگر ان سب کے باوجود خاص فرق جسے نور و روح فاطمیؑ کے لئے خدا نے بیان فرمایا ہے اسکے تئیں علامہ سید عبد الرسول جہرمی کہتے ہیں "اضافة النور اليه سبحانه فی هذا الخبر لاجل ان الله تعالیٰ اصطفاه علی سائر الانوار" "اللہ عزوجل نے نور فاطمیؑ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ اس روایت میں وارد ہوا ہے یہ صرف اس لئے کہ جناب سیدہ کا نور تمام انوار انبیاءؑ و ائمہؑ پر ممتاز و منتخب نور ہے "یہی نہیں علامہ جہرمی آگے فرماتے ہیں کہ جناب سیدہؑ کے اور تمام معصومینؑ کے اجسام مطہرہ کو بھی خدا نے نور سے ہی خلق فرمایا ہے مگر اجسام کے انوار اور

https://downloadshiabooks.com/

ارواح کے انوار میں فرق ہوتا ہے۔

پھر آگے فرماتے ہیں کہ اللہ نے جناب سیدہؑ کے نوری جسم کو خلق کرنے کے لئے بھی بڑا اہتمام برتا ہے کہ نوری جسم کا آغاز، حضرت آدمؑ یا دیگر انبیاءؑ سے نہیں کیا ہے بلکہ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت رسول خداؐ کی ذات سے نور فاطمہؑ کی تابانیوں کا آغاز فرمایا ہے اسی لئے علامہ جہرمی فرماتے ہیں "النور الذی خلق منه روح الزهراء سلام الله علیها اعلیٰ من النور الذی خلق منه جسمها" وہ اولین نور عظمت الہیٰ جس سے حضرت سیدہؑ کی روح کو اللہ نے خلق فرمایا ہے بہرحال وہ اس نور سے افضل و برتر ہے کہ جس نور سے خدا نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے جسم مبارک کو خلق فرمایا ہے یعنی جسم و روح فاطمیؑ دونوں نوری مخلوقِ خدا ہے۔

اور یہ بات ہم شیعوں کے نزدیک احادیث معصومینؑ کی روشنی میں مسلم ہے کہ ارواح ائمہ طاہرین علیہم السلام ان کے اجسام مطہرہ سے اعلیٰ قسم کے انوار سے خلق ہوئے ہیں اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی جس خوشبو کو جناب رسول خداؐ ان کے بدن مطہر سے محسوس کرتے تھے وہ ادنی قسم کے نور کی خوشبو تھی یعنی جس نور سے جسم مبارک حضرت زہراء سلام اللہ علیہا خلق ہوا ہے نہ کہ وہ نورِ عظمتِ الہیٰ جس سے روح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا خلق ہوئی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک بات اور بھی قابل التفات ہے اور وہ یہ کہ روایات میں جنت کے پھلوں کے نام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کبھی سیب جنت تو کبھی بہہ تو کبھی کھجور کا ذکر کیا ہے اور بعض میں "ثمرہ" تو دوسری روایت میں "تمرھا" آیا ہے یعنی یہ کھل کر بتلایا ہی نہیں گیا ہے کہ کون سا پھل تھا اور ایک روایت میں ابن عباسؓ اپنی امی جان سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ کثرت سے جناب سیدہؑ کا بوسہ لیا کرتے تھے ایک روز میں نے اعتراض کر دیا تو جناب رسول خداؐ نے معراج کی داستان کے ذیل میں فرمایا "ان جبرئیل اخی اسریٰ به ادخلنی الجنة "جبرئیل مجھے راتوں رات معراج پر لے کر گئے اور جب مجھے جنت میں داخل کر دیا" **فاطعمنی من جمیع ثمارھا**" جبرئیل نے مجھے صرف سیب یا سفر جل یا کھجور نہیں بلکہ مجھے جنت کے تمام پھلوں کو لا کر کھلایا۔

اے عائشہ جب میں جنت کے پھلوں کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو خوشبوئے فاطمہؑ سے مجھے سارے پھلوں کی خوشبو ملتی ہے "**اصبت من رائحتھا جمیع تلك الثمار التی اکلتھا**" میں خوشبوئے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا میں جنت کے کسی ایک دو پھل کا نہیں! جنت کے تمام پھلوں کی بیک وقت خوشبو پاتا ہوں صرف تصور نہیں صرف احساس نہیں "اصبت" پاتا ہوں دنیا والوں نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو کھو کر در حقیقت جنت کھو دی ہے اے شیعو! حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی محبت و مودت در حقیقت جنت کی چاہت ہے ہم محبت

https://downloadshiabooks.com/

زہراء سلام اللہ علیہا میں ویسے ہی جنت کی خوشبو پانے ہیں جیسے رسول خداؐ ان کے جسد اطہر سے جنت کے تمام پھلوں کی خوشبو کو پاتے تھے بس ہماری جگہ تبدیل ہونی ہے یعنی مر کر دنیا سے آخرت کی طرف سدھارنا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے گروہ صحابہ میں نے کبھی کوئی کام انجام ہی نہیں دیا ہے کہ جس میں حکم خدا یا رسول خداؐ نہ رہا ہو یعنی میرے کام شریعت کے دائرہ میں ہوتے ہیں امام علی علیہ السلام گویا اصحاب رسول خداؐ کو شریعت کی پابندی کی تعلیم دے رہے ہیں اور اپنے اور اصحاب کے درمیان کیا امتیاز ہے اس کو بھی اجاگر کر رہے ہیں اور یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ میں مطیع خدا اور رسولؐ ہوں تم لوگ تو خدا اور رسول خداؐ کے حکم کے باوجود سر تابی بھی کر جاتے ہو۔

اس کے بعد امیر المومنینؑ نے فرمایا " **طوبیٰ لمن رسخ حبنا اهل البیتؑ فی قلبه**"، خوشا بحال اس شخص کا کہ جس کے دل میں ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت و مودت نفوذ و رسوخ کر گئی ہے اور وہ اپنے دل میں ہماری محبت بسا لئے ہے ظاہر ہے کہ محبت اہل بیت علیہم السلام بہت بڑی طاقت ہے محب اہل بیت علیہم السلام جسمانی طور پر کمزور بھلے ہی ہو لیکن دل سے بڑا قوی ہوتا ہے اس لئے حضرت امام علیؑ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ہماری محبت پائیدار

https://downloadshiabooks.com/

ہو جاتی ہے اس کا دل ایمان کی طاقت سے قوی اور اس قدر توانا ہو جاتا ہے کہ کوہ احد بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مگر جس کے دل میں ہماری محبت نہیں ہوتی اس کے وجود میں ایمان اگر آ بھی جائے تو ویسے ہی دھیرے دھیرے پگھل جاتا ہے جیسے نمک پانی کے اندر گھل جاتا ہے اس کے بعد امام علی علیہ السلام اپنے کچھ فضائل بیان کرتے ہیں کہ جس میں سے ایک یہ ہے کہ "اور یہ دیکھو فاطمہؑ جو رسول خداؐ کی پارۂ تن ہیں میری زوجہ ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں حضرت مریمؑ کے مانند ہیں" اس کے بعد مولا علیؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی مدح و ثناء کرتے ہیں پھر اس کے بعد فرماتے ہیں "**و اما فاطمة فكمكان القلب من الجسد**" اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جناب رسول خداؐ کی نسبت ویسے ہی ہیں جیسے جسم کے اندر دل ہوا کرتا ہے۔

کتاب سلیم کی اس روایت نمبر ۴۰ پر گفتگو کرنے سے قبل تمہید میں ایک اور روایت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں امام صادق علیہ السلام کا صحابی نقل کرتا ہے کہ ایک روز امام علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا "**اعلم يا فلان ان منزلة القلب من الجسد بمنزلة الامام من الناس الواجب الطاعة عليهم**" یاد رکھو کہ اے شخص بدن میں دل کی منزلت ویسے ہی ہوتی ہے جیسے کہ امام کی منزلت لوگوں کے درمیان ہوتی ہے وہ امام جس کی ان

https://downloadshiabooks.com/

کے اوپر اطاعت واجب ہے۔

بظاہر آپ لوگوں کو یہ تشبیہ الٹی لگ رہی ہو گی لیکن حقیقت میں تشبیہ درست ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے دل کی تشبیہ، امام واجب الاطاعۃ سے دی ہے امام صادق علیہ السلام اس تشبیہ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ لوگوں کو امام واجب الطاعۃ کے لئے ایسا ہی رویہ اختیار کرنا چاہیے اسی لئے روایت کے آخر میں آیا ہے کہ "و کذلك ینبغی للامام ان یطاع الامر منه" "اور اسی طرح امام معصوم علیہ السلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دستورات کی مکمل طور سے اطاعت کی جائے"۔

قلب کا جسد سے کیا ربط ہے؟ وہ سنیئے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سارے اعضاء بدن، دل کے لئے وسیلہ و اوزار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اعضاء بدن، دل کی طرف سے اور اس کی نیابت میں سارے کام انجام دیتے ہیں پھر امام صادقؑ بعض اعضاء بدن کے تذکرے کے بعد فرماتے ہیں:

(۱) "فان القلب اذا همّ بالنظر فتح الرجل عینیه" جب دل ارادہ کرتا ہے تو آدمی آنکھ کھول دیتا ہے اور پھر دیکھتا ہے۔

(۲) "و اذا همّ بالاستماع حرّك اُذنیه و فتح مسامعه فسمع "اور جب دل سننا چاہتا ہے تو اس کی قوت سماعت کو متحرک کرتا ہے اور کان

https://downloadshiabooks.com/

کے پردے وا ہو جاتے ہیں تو انسان سن لیتا ہے۔

(۳) " و اذا همّ القلب بالشمّ استنشق بانفه فادّى تلك الرائحة الى القلب "اور جب دل کسی چیز کو سونگھنا چاہتا ہے تو انسان ناک کے ذریعہ سونگھتا ہے اور اس طرح خوشبو انسان کے دل تک پہنچتی ہے۔

(۴) " و اذا همّ بالنطق تكلم باللسان "اور جب دل کو بولنے کی چاہت ہوتی ہے تو زبان گویا ہو جاتی ہے۔

(۵)" و اذا همّ بالبطش عملت اليدان "اور جب کوئی کام کرنے کی انسان کے دل کو چاہت ہوتی ہے تو ہاتھ کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

(۶) " و اذا همّ بالحركة سعت الرجلان "اور جب دل چاہتا ہے کہ حرکت کرے تو انسان کے دونوں پیر رواں دواں ہو جاتے ہیں۔

(۷) " و اذا همّ بالشهوة تحرّك الذكر "" اور دل کو شہوت ہوتی ہے تو شہوی عضو حرکت میں آ جاتا ہے "۔ اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے فرمایا" فهذه كلها مؤدية عن القلب بالتحريك" "یہ سارے امور اور اعضاء بدن، دل کی جانب سے مامور اور متحرک ہوتے ہیں " اور اسی طرح امام معصوم کو بھی مطاع الامر ہونا چاہیئے۔[26]

26 ۔ علل الشرائع: ج۱، ص۱۰۹ ۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۴

بتاریخ:۱۲شوال ۱۴۴۲ھ

تحفہ الہیٰ:

قرآن مجید کی سب سے محترم و مکرم اور عظیم الشان آیت، آیت تسمیہ یعنی "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے اس آیت کی خصوصیت اور اس کے امتیازات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ آیت آسمان سے نازل ہونے والے تمام صحیفوں اور تمام کتبِ انبیاء علیہم السلام کی زینت تھی اور ہر کتاب الہیٰ کے آغاز میں اللہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکھا تھا اس بنیاد پر یہ کہنا کہ جناب رسول خداؐ پر قرآن کے نزول سے پہلے ہر شئ کے آغاز میں رسولؐ صرف بسم اللہ، پھر بسم اللہ الرب، پھر بسم اللہ الرحمن اور جب سورہ نازل ہوئی تو پورا بسم اللہ کہنے لگے یہ درست نہیں ہے۔

تسمیہ کو یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر شئ کے آغاز میں کہنا چاہیئے چاہے اس کے بعد صرف ایک شعر پڑھنا ہو یا ایک جملہ ادا کرنا ہو یا ایک سطر لکھنا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بغیر کام ادھورا رہ جاتا ہے اس کے بغیر کام پورا ہو بھی جائے تو برکت نہیں ہوتی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لئے روایت میں کہا گیا ہے کہ جتنا آنکھ کی سیاہی، اس کی سفیدی کے نزدیک نہیں ہے اس سے کہیں زیادہ تسمیہ، اسم اعظم

الہیٰ سے قریب ہے دوسرے لفظوں میں تسمیہ، اسم اعظم ہے اسم اکبرِ الہیٰ ہے بسم اللہ کے ذریعہ حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں آخرت میں درجات کے اندر اضافہ ہوتا ہے جتنی بار انسان بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے اتنے ہی درجات آخرت میں بڑھا دیئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سین کو شوشہ کے ساتھ لکھنا چاہیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پورالکھنا چاہیئے بسم اللہ کو حذف کرنے والے قرآن مجید کی کریم ترین آیت کے چور ہیں حذف بسم اللہ دشمن علیؑ کی سیرت ہے بلند آواز سے بسم اللہ سیرت علیؑ پر عمل ہے شیعہ امامیہ کے علاوہ حنفی لوگ وجوب بسم اللہ کے قائل ہیں اور مالکی لوگ، کراہت سے بچنے کے لئے اور لوگوں کی مخالفت سے کنارہ کشی کرنے کے لئے مکروہ ماننے کے باوجود استحباب کے قائل ہیں۔

کتاب مائۃ منقبۃ لابن شاذان القمی منقبت نمبر ۸ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا اس روز آنحضرتؐ کی خدمت میں علیؑ و بتولؑ اور حسنین کریمینؑ بھی تشریف فرما تھے کہ اتنے میں جبرئیل امین ایک سیب لیکر حاضر خدمت ہوئے اور جناب رسول خداؐ کو ہدیہ کیا رسول خداؐ نے قبول کرنے کے بعد حضرت علیؑ کو ہدیہ کر دیا آپ نے لیا اور قبول کرنے کے بعد بوسہ دیکر رسول خداؐ کے حوالے کر دیا۔

https://downloadshiabooks.com/

آنحضرتؐ نے جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو ہدیہ کیا ان بزرگوار نے قبول کیا اور لیکر بوسہ دیا اور جناب رسول خداؐ کی خدمت میں واپس کر دیا انحضرتؐ نے لینے کے بعد حضرت امام حسنؑ کو ہدیہ کیا مولا امام حسنؑ نے قبول کر لیا پھر بوسہ دیکر رسول خداؐ کو واپس کر دیا آنحضرتؐ نے لینے کے بعد حضرت امام حسینؑ کے حوالے کیا مولا نے رسول خداؐ کا ہدیہ قبول کیا اور پھر آپ نے بھی بوسہ دیکر رسول خداؐ کو واپس کر دیا آنحضرتؐ نے قبول کر لیا۔

اور ایک بار پھر حضرت امام علیؑ کے سپرد کیا مولا نے لیکر بوسہ دیا پھر واپس کرنا چاہ رہے تھے "فلما همّ ان یردّها الی رسول الله سقطت التفاحة من بین انامله" مولا کے دست مبارک سے وہ سیب زمین پر گر گیا جو نہی زمین پر گرا دو حصوں میں برابر سے تقسیم ہو گیا اور وسط سے ایک نور ساطع ہوا جو آسمان تک ستون کی طرح قائم ہوا جس پر دو سطروں میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی "بسم الله الرحمن الرحیم تحیة من الله تعالی الی محمد المصطفیٰ و علیؑ المرتضیٰ و فاطمة الزهراء و الحسنؑ و الحسینؑ سبطی رسول الله و امان لمحبیهما یوم القیامة من النار"۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے لئے، حضرت علی مرتضیٰؑ کے لئے، حضرت فاطمہ زہراءؑ کے لئے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ، رسول خداؐ کے دونوں نواسوں کے لئے تحفہ ہے اور ان سب کے چاہنے والوں کے لئے بروز قیامت آتش جہنم سے امان

https://downloadshiabooks.com/

نامہ ہے" [27] ۔

فوائد و نکات حدیث:

۱ : اس روایت شریفہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خداوند متعال نے کس قدر محمد و آل محمدؐ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور حضرت فاطمہ زہراءؑ بھی اس عطاء الٰہیٰ میں چار معصوم عظیم الشان ہستیوں کے ساتھ برابر سے شریک ہیں اور اس ہدیہ الٰہیٰ کے لائق افراد خاص میں صنف نسواں کی یکہ و تنہا فرد خاص، حضرت زہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔

۲ : اللہ عزوجل نے اپنے ہدیہ کو جنتی سیب سے زیادہ پاکیزہ و مکرم ظرف، مناسب نہیں سمجھا اور اس عظیم الشان تحفۂ نور کو جنتی سیب کے ظرف میں پرو کر ہدیہ اہل بیت علیہم السلام کیا ہے۔

۳ : یہ ہدیہ الٰہیٰ بھی مُھدی یعنی خدا کی طرف سے لائق و مناسب سزاوار ہستیوں کو ملا ہے یعنی مُھدی الیہم بھی مُھدی کے مانند لاثانی و بے نظیر ہستیاں ہیں۔

۴ : خداوند متعال نے اپنے دیگر اسماء کے سانچے میں اپنا سلام ڈھال کر

27۔ امالی شیخ الصدوق، بحار الانوار اور جواہر سنیہ میں بھی لمحبیھم ہے اور اگر صرف ضمیر "ھاء" ہو تو ترجمہ یہ ہو گا کہ: حضرت فاطمہ زہراءؑ کے چاہنے والوں کے لئے امان نامہ ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرات محمد و آل محمدؑ کی خدمت میں ارسال فرمایا ہے اور پھر انھیں اپنی مرضی و رضوان سے مالامال فرمایا ہے۔

۵ : سلام سلامتی کا دوسرا نام ہے اور یہ سلامتی سب سے پہلے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے لئے ہے پھر دوسرے مرحلہ میں ان کے چاہنے والوں کے لئے آتش جہنم سے امن و سلامتی کا مژدہ سناتی ہے۔

۶ : اللہ کے خاص بندوں یعنی حضرات محمد و آل محمدؐ کو سب سے زیادہ جس چیز کی فکر کھائے جاتی ہے وہ ہے اللہ کی خوشنودی و رضوان الہیٰ کا حصول اور اس ہدیہ میں اللہ نے اپنی رضایت و خوشنودی کا اعلان کر دیا ہے۔

۷ : دوسرے مرحلہ میں اہل بیت طاہرین علیہم السلام کو اپنے چاہنے والوں کی سعادت و خوش بختی کی فکر ہوتی ہے اللہ نے ہدیۂ تسمیہ کے ذریعہ اہل بیت علیہم السلام کو یہ بتلادیا ہے کہ امت سے کہہ دیں کہ ہر کام میں تسمیہ ذکر کریں تو سعادت مند ہو جائیں گے اور دنیا کی خوشنودی ان کے شامل حال ہو جائے گی۔

۸ : اللہ نے امتِ رسولؐ اور محبان محمد و آل محمدؐ کی اخروی سعادت اور جنت رسید ہونے کے لئے حضرات محمد وآل محمدؐ کی محبت و مودت کو ان پر فرض قرار دے کر جہنم سے بچالیا ہے اور اخروی سعادت کے حصول کا زمینہ فراہم کر دیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

۹ : حضرات اہل بیت علیہم السلام کا ہدیۂ الٰہی کو دست بدست کرنا جہاں ان کے اس ہدیۂ الٰہی کے قبول کرنے کی علامت ہے وہیں ان کے آپسی نہایت ادب واحترام کا غماز ہے نیز ہدیۂ الٰہی کی عظمت ومنزلت کے ادراک کی علامت ہے۔

۱۰ : دستِ زبردستِ حضرت ید اللہ شیر خدا حضرت امام امیر المومنینؑ کے ذریعہ اس جنتی سیب کا گر کر اور پھٹ کر شعاعِ نور کا بکھرنا اس بات کی علامت ہے کہ نور خدا و نور رسول خداؐ و نور قرآن و نور اہل بیت علیہم السلام سب کے سب ساتھ اسی دست زبردست ید الٰہی یعنی امیر المومنینؑ کے ذریعہ منور ہونے والے ہیں۔

اور ان تمام فوائد و فرائد کی محوری ذات گرامی کا نام نامی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتیں تو رسول خداؐ کو نسل و ذریت نہ ملتی اگر وہ نہ ہوتیں تو حضرت شیر خدا کو ان کے لائق شریک حیات نہ ملتی اور نسل علیؑ میں امامت نہ چلتی اگر وہ نہ ہوتیں تو کچھ نہ ہوتا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۵

بتاریخ:۲۵شوال ۱۴۴۲ھ

۱:ایک بحث یہ کی جاتی ہے کہ کیا رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنین علیؑ کو خلافت و ولایت کے لئے منصوب نہیں کیا تھا غدیر وغیرہ میں؟ پھر کیوں بعض روایات میں یہ مطلب درج ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اصحاب سے فرمایا ہے "ان تولّوا علیاً تجدوہ ھادیاً مھدیاً" اگر تم علی ابن ابی طالبؑ کو ولی وحاکم بناؤ گے تو انھیں ہدایت یافتہ اور ہدایت گر پاؤ گے یعنی وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہیں صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور تمہیں بھی ہدایت یافتہ بنادیں گے یعنی صراط مستقیم پر چلائیں گے "یسلك بکم الطریق المستقیم" وہ تمہیں راہ ہدایت پر لگادیں گے؟۔

گنجی شافعی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے "ھذا حدیث حسن عالٍ" یہ حدیث سند کے اعتبار سے بہت اچھی اور عمدہ سند پر مشتمل ہے اگرچہ اہل سنت کی روایت ہے لیکن اہل سنت کو اور خاص طور سے ان کے پڑھے لکھے افراد کو چاہیئے کہ غور کریں کہ جناب رسول خداؐ کیا فرمارہے ہیں؟ اور کسی صحابی کے لئے ضمانت نہیں ہے کہ وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہو اور دوسروں کو بھی ہدایت یافتہ بنادے بلکہ اس کے برعکس بعض کا اعلان ملا اور وہ یہ کہتا ہوا پایا گیا "میں گمراہ ہو

https://downloadshiabooks.com/

جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا"۔

جواب میں عرض یہ ہے کہ یہ روایت ایک تو اہلسنت کی روایت ہے دوسرے ہمارے یہاں ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ جس میں حضرت امیر المومنینؑ کی خلافت وولایت کے معاملہ میں جناب رسول خداؐ نے لوگوں کو انتخاب کا اختیار دیا ہو۔

۲ : عقد اخوت قائم کرنے کا حکم جبرئیل امینؑ لیکر آئے تھے اور پیغمبر خداؐ سے عرض کیا میں آپ کے سامنے پہچان کے لئے کھڑا ہو جاؤں گا جس کو سامنے کھڑا کریں گے اس کے مماثل کی طرف میں اشارہ کر دوں گا آپ اسے اس کا بھائی قرار دے دیجیئے گا، سب ایک دوسرے کے بھائی بن گئے مگر امیر المومنین علیؑ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا امامؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو رسول خداؐ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! تم تو میرے بھائی ہو دنیا و آخرت دونوں میں۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے انا، انا کہہ کہہ کر اپنے بہت زیادہ فضائل بیان فرمائے ہیں اور آخر میں پہنچ کر فرمایا"و اُوتیتُ السبع المثانی و القرآن العظیم و اُوتی علیؑ الصراط المستقیم "اللہ نے مجھے سورۂ حمد اور پورا قرآن مجید عطا کر دیا ہے اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو صراط مستقیم عطا کر دیا ہے یہ روایت بڑی طولانی اور بیان فضائل رسول خداؐ پر مشتمل ہے اور خاص طور

سے رسول خداؐ کے ساتھ امیر المومنینؑ کو خدا نے کیا کیا کرامات سے نوازا ہے اس روایت میں بیان کیا گیا ہے[28]۔

ابو حمزہ ثمالیؒ کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ کے پاس جبرئیل وحی لیکر آئے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی "**فاستمسك بالذی اوحی الیك انك علی صراط مستقیم**"[29] امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "**انك علی ولایة علی** علیہ السلام **و علی** علیہ السلام **هو الصراط المستقیم**" اس حدیث کی بدولت آیت کی تفسیر سے پتہ چلا کہ جناب رسول خداؐ صراط مستقیم پر ہیں یعنی ولایت امیر المومنینؑ پر ہیں اور نہ صرف ولایت امیر المومنینؑ صراط مستقیم ہے بلکہ خود ذات امیر المومنینؑ بھی صراط مستقیم ہے[30]۔

۳: صراط مستقیم قرآن مجید کو بھی کہا گیا ہے حضرت امیر المومنینؑ نے جناب رسول خداؐ سے قرآن مجید کے سلسلہ میں سوال کیا تو رسول خداؐ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! عنقریب فتنے سر اٹھائیں گے میں نے پوچھا اس سے باہر نکلنے کا کیا راستہ ہے؟ اے اللہ کے رسولؐ! آنحضرتؐ نے فرمایا: "کتاب

28۔ نہج الایمان لابن جبر: ص۴۱۸۔

29۔ سورۂ زخرف: آیت ۴۲۔

30۔ الوافی: ج۲، ص۴۱۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اللہ" اللہ کی کتاب قرآن مجید فتنوں سے راہِ گلو خلاصی ہے کیونکہ اس کتاب میں:

۱:فیہ خبر ما قبلکم تم سے پہلے والوں کی خبریں ہیں۔

۲: و نبأ ما بینکم تمہارے سامنے آئندہ رونما ہونے والے امور کی خبریں ہیں۔

۳:و حکم ما بینکم "تمہارے درمیان رونما ہونے والے امور کے احکام موجود ہیں۔

ان تین خصوصیتوں کے علاوہ قرآن قوی و پائیدار فیصلہ سناتا ہے کسی کے ساتھ مستی و مذاق نہیں کرتا اس کی مدد سے لغزشوں سے بچا جا سکتا ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ "لا یشبع منه العلماء" علم و دانش دوست لوگ کبھی قرآن سے سیر نہیں ہوں گے "و لا یخلق عن کثرة ردّ" بار بار اس کی طرف مراجعہ سے اور اس کے سلسلہ میں مباحثہ و محادثہ سے یہ قرآن پرانا نہیں ہو گا۔

اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے کوئی جبار اس کو چھوڑ دے تو خدا اس کی کمر توڑ دے گا اور جو غیر قرآن سے ہدایت کا خواہاں ہو گا اسے خدا گمراہ کر دے گا ان ساری توصیفات کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا:" هو حبل الله المتین و هو الصراط المستقیم" یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے یہ قرآن صراط مستقیم

ہے جو اس کے فرمودات پر عمل کرے گا اجر پائے گا جو اس کے دستور کے مطابق حکم دے گا عدل و انصاف کرے گا "و من دعا الیه دعا الی صراط مستقیم "اور جس نے قرآن کی طرف دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی طرف دعوت دی ہے[31]۔

۴: اللہ نے دو صراط مستقیم مقرر فرمائے ہیں جن میں سے آخرت کے صراط مستقیم کے سلسلہ میں متعدد دعاؤں کے اندر اُس صراط کا تذکرہ ہے جو کہ جہنم کے اوپر مقرر کیا جائے گا جس کی توصیف میں کہا گیا ہے کہ وہ بال سے زیادہ باریک، تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہو گا وغیرہ۔

وضو میں جس وقت ہم لوگ، دونوں پیروں کا مسح کرتے ہیں تو حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ہمیں اس دعا کو پڑھنا چاہیئے "اللھم ثبتنی علی الصراط المستقیم یوم تزل فیه الاقدام و اجعل سعیی فیما یرضیك عنی یا ذالجلال و الاکرام""خدایا مجھے صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھنا کہ جس دن لوگوں کے قدم لڑکھڑائیں گے اور میری سعی و تلاش کو ان امور میں قرار دے جو تجھے اے جلال و اکرام والے خدا مجھ سے خوشنود و راضی کرتی ہیں۔

31۔ مجمع البیان علامہ طبرسی: ج۱، ص۴۰۔

https://downloadshiabooks.com/

۵: امامت و مودت اہل بیت طاہرین علیہم السلام بھی صراط مستقیم ہے اور جو شخص ولایت وامامت معصومینؑ کا قائل ہو اسے کوئی فکر نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کی زندگی کس حال میں گذر رہی ہے چاہے وہ اونچے پہاڑ کی چوٹی پر پھنس گیا ہو اور گھانس پوس کھاکر زندہ ہو۔

جناب فضیل بن یسارؒ حضرت امام باقرؑ اور حضرت امام صادقؑ دونوں کے خاص اصحاب میں سے ہیں جناب فضیلؒ کو حضرت امام صادقؑ نے "منا اهل البیت" کہاہے پانچویں امام ان سے فرماتے ہیں کہ "ما یبالی من عرّفه الله هذا الامر ،ان یکون علیٰ قلة جبل یأکل من نبات الارض حتیٰ یأتیه الموت" "جسے اس امر (ولایت و امامت) کی شناخت خدانے عطا کر دی ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے چاہے وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر اگنے والے سبزے کھاکر زندہ ہو یہاں تک کہ اسے موت آجائے"۔

جناب فضیلؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی بیماری میں انکی عیادت کرنے گیا تھا کہ پانچویں امام کی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا" یا فضیل انی کثیراً ما اقول " اے فضیلؒ! میں یہ بات کثرت سے کہتا رہتا ہوں، کیا؟" ما علی رجل عرّفه الله هذا الامر ،ان یکون علیٰ قلة جبل یأکل من نبات الارض حتیٰ یأتیه الموت" اس کے بعد امام صادق

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام فضیل بن یسارؓ سے کہتے ہیں ”یا فضیل بن یسار ! ان الناس اخذوا یمیناً و شمالاً “اے فضیلؓ! لوگوں نے ادھر ادھر، دائیں بائیں کی راہوں کو چن لیا ہے اور وہ کبھی دائیں تو کبھی بائیں کی طرف چلتے چلے جارہے ہیں ”و انا و شیعتنا ھدینا الصراط المستقیم“ صرف ہم اور ہمارے شیعوں کو صراط مستقیم کی ہدایت حاصل ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اے فضیلؓ! اگر مومن کے اعضاء بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تب بھی اس کے لئے خیر ہے اور اللہ مومن کے لئے جو بھی کرتا ہے خیر کرتا ہے اے فضیلؓ! یہ دنیا اگر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی ہوتی تو خدا اپنے دشمنوں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پہنچنے دیتا۔

٦ : صراط مستقیم کیا ہے؟ اس کی طرف ہدایت کتنی اہم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کبھی کبھی نماز میں اس آیت کریمہ ”اھدنا الصراط المستقیم“ کی اس قدر تکرار کرتے تھے کہ غش کھا کر گر جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ میں اس قدر اس کی تکرار کرتا ہوں کہ خود متکلم یعنی خدا سے اس آیت کو سن لیتا ہوں یعنی خداوند متعال کی صدا بلند ہوتی ہے جو معصوم امامؑ کی قوتِ سماعت سے ٹکراتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو امام سنبھل نہیں پاتے اور غش کھا کر

https://downloadshiabooks.com/

گر جاتے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ امامؑ نے فرمایا:
"الصراط المستقیم ھو صراطان صراط فی الدنیا و صراط فی الآخرة
" صراط مستقیم دو راستے ہیں ایک دنیا کا راستہ (صراط) دوسرے آخرت میں صراط
"دنیا کے صراط میں غلو و تقصیر نہیں ہے جبکہ دوسرا صراط مومنین کا وہ راستہ ہے جو انھیں سیدھے جنت لے جائے گا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۶

بتاریخ:۱۹ شوال ۱۴۴۲ھ

سوال: جناب سیدہؑ پر سبّ و شتم کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی قدس سرہ کی ابحاث کو تقریر و تالیف کرنے والے حضرت آیت اللہ السید عادل العلویؒ اپنی کتاب القصاص علی ضوء القرآن و السنة میں فرماتے ہیں "و اما حکم سابّ فاطمة الزهراء سلام الله عليها سيدة نساء العالمين عليها السلام فانه يقتل ايضاً بلا خلاف كما عليه الاجماع"، حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو برا بھلا کہنے والے کو قتل کر دیا جائے گا جس طرح رسول خداؐ کو برا بھلا کہنے والے کا حکم قتل ہے۔

اس مسئلہ میں کوئی نظریاتی اختلاف نہیں پایا جاتا بلکہ اجماع قائم ہے اور دلیل کے طور پر علامہ مرعشی نجفیؒ فرماتے ہیں: " نفس الزهراء سلام الله عليها نفس رسول الله فانها بضعة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم من آذاها فقد آذى رسول الله "، جناب سیدہؑ مانند جناب رسول خداؐ ہیں کیونکہ آپ بضعۃ الرسولؐ ہیں ان کو اذیت رسول خداؐ کو اذیت ہے " كما ورد ذلك متواتراً عند الفريقين

السنة و الشيعة فيقتل سابّها" جیسا کہ فریقین کے نزدیک تواتر سے جناب زہراء سلام اللہ علیہا کا بضعۃ الرسولؐ ہونا ثابت ہے لہذا ان معصومہ کا بھی سابّ (برا بھلا کہنے والا) ویسے ہی قتل کر دیا جائے گا جس طرح رسول خداؐ کو گالیاں دینے والا مہدور الدم اور واجب القتل ہے۔

سوال: رسولخداؐ کی نماز جنازہ نہ پڑھنے والوں کو جناب سیدہؑ کی نماز جنازہ پڑھنے کی ضد کیوں تھی؟

جواب: "ليثبتوا بذلك الولاية الشرعية" وہ ملاعین اپنی خلافت و حکومت کے پایہ کو مضبوط کرنے اور شرعی حیثیت دینے کے چکر میں تھے دفن رسول خداؐ تک تو خلیفہ چن نہیں سکے تھے لیکن اس کے بعد خلافت کو شرعی رنگ دینے کے لئے قبر سیدہؑ کو کھودنے کی جرأت کا اظہار کرنے لگے تا کہ نماز جنازہ پڑھ سکیں حالانکہ جنازۂ رسول خداؐ کے حق میں ایسا نہیں سوچا۔

"و يشتبه الامر على الامة" دوسرا مقصد عوام الناس پر امر خلافت کو مشتبہ کرنا ممکن تھا کیونکہ نماز جنازہ پڑھ پڑھا کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ علی ابن ابی طالبؑ سے زیادہ ہم حاکم ہونے کے ناطے حق ولایت رکھتے ہیں اور ہم سربراہ امور مسلمین ہیں اور ہم ہی خلیفہ رسول خدا ہیں کیونکہ رسول خداؐ ہی سارے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے اور اب ان کے بعد یہ ہمارا کام ہے ہم متولی

https://downloadshiabooks.com/

امور مسلمین ہیں۔

حضرت امیر المومنینؑ نے غصہ ہو کر اور تلوار میان سے کھینچ کر نہ جانے کتنے لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچالیا اور ان کی خلافت سے شرعی رنگ اتار دیا اور آشکار کر دیا کہ خود رسول خداؐ کی طرح میں علی ابن ابی طالبؑ، بضعۃ الرسولؐ کا والی و وارث اور شرعی حاکم ہوں(32)۔

سوال: جناب رسولخداؐ نے حضرت زہراءؑ کے سلسلہ میں کیا کیا سفارشیں کی تھیں؟

جواب: کتاب الاربعین شیخ سلیمان ماحوزی میں علامہ طبرانی سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنینؑ کو ۷۰ عہد و پیمان عطا فرمائے تھے اور ان سے عہد و پیمان لیا تھا ان میں سے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کو جناب سیدہؑ پر ہونے والے مصائب میں صبر سے کام لینا ہے پہلے روایت طبرانی ملاحظہ ہو "عن ابن عباس قال كنّا نتحدّث ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عهد الی علی علیہ السلام بسبعين عهداً لم يعهده الی غيره" ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنینؑ سے

32۔ الھدایۃ الی من لم الولایۃ، آیت اللہ العظمٰی گلپا ئگانی: ص۴۸۔

https://downloadshiabooks.com/

۷۰ عہد و پیمان لئے ہیں کہ ان میں سے ایک کو بھی کسی غیر سے نہیں لیا۔

سوال یہ ہے جناب رسول خداؐ کو عہد و پیمان ہی لینا تھا تو اس سے لیتے جو ان کا جانشین بننے والا تھا یہ خاص طور سے صرف حضرت علیؑ کی طرف عہد و پیمان بندی کیوں؟ کیا یہ خود ایک علامت و دلیل نہیں ہے کہ ملعون اول خلیفۂ رسول خداؐ نہیں تھا اور خلیفۂ برحق حضرت امیر المومنینؑ تھے کیا کوئی سربراہِ مملکت کسی عام آدمی کو حکومتی امور کے سلسلہ میں سفارشات کر کے جاتا ہے اور جو خلیفہ ہونے والا ہے اسے نظر انداز کر دیتا ہے؟

جناب علامہ سلیمان ماحوزی بحرانی نے فرمایا ہے کہ یہ عہد و پیمان ان امور سے تعلق رکھتے تھے جنہیں بعد رسول خداؐ حضرت علیؑ کو انجام دینے تھے جیسے کہ تین ڈاکیوں کی ڈکٹیٹری کے دور میں غم و غصہ کا گھونٹ پینا اور امر الہیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہنا اور فدک کا آپ سے اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا سے چھن جانے پر صبر کرنا قمیص خلافت چھین لئے جانے پر صبر کرنا وغیرہ۔[33]

یہ بھی یاد رہے کہ "سبعین عہد" سے مراد محدود عدد نہیں ہے بلکہ کثرت عہد و پیمان کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عربی ادب میں سبعین کثرت کے لئے استعمال ہوا کرتا ہے۔

33۔ کتاب الاربعین ص ۹۲۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۷

بتاریخ: ۴ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ

پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں نیشاپور کے سنی حنفی عالم دین عبید اللہ معروف ابن حداد حاکم حسکانی جن کی معروف کتاب شواہد التنزیل لقواعد التفضیل ہے اس کتاب کی تحقیق ہمارے بزرگ عالم علامہ آیت اللہ محمد باقر محمودی نے فرمائی ہے جو علامہ آیت اللہ باقر شریف القرشی کے پکے دوست اور ہم بحث تھے اور دونوں دوست ۵ سال کے عرصہ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے حاکم حسکانی سنی حنفی ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے زمانہ کے ایک پیر فرتوت سنی عالم سے سنا کہ مجمع عام میں وہ کہہ رہا تھا "لم یقل احدٌ من المفسرین انہ نزل فی علی و اھل بیتہ سورۃ ھل اتیٰ علی الانسان و لا شیء سواھا من القرآن" "کسی مفسر نے یہ نہیں کہا ہے کہ سورہ ھل اتیٰ علی الانسان یا کوئی دوسرا سورہ علیؑ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں نازل ہوا ہے"۔

مجھے اس کی اس جُرأت پر بڑی حیرت ہوئی اور میں نے انتظار کیا کہ کیا کوئی اس ملعون کی بکواس کا جواب دیتا ہے یا نہیں؟ تو سوائے علامہ عماد الاسلام قاضی صاعد بن محمد کے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور علامہ صاعد بن محمد نے اس ملعون کے بعض خواص و شاگردوں کو بلا کر بڑی مذمت کی مگر علامہ صاعد نے اس سے زیادہ

قدم آگے نہیں بڑھایا تو میں نے اس کتاب کو تالیف کرنے کا بیڑا اٹھایا میں نے اس کتاب میں سندی گفتگو نہیں کی ہے اور نہ ہی متعدد طرق سے وارد روایات کو جمع کیا ہے بلکہ ایک دو روایات کو کافی جانا ہے۔

ایک بات یہیں پر کہتا چلوں کہ صرف زمانہ حاکم حسکانی کے ملعون شخص اسحاق بن کرام کی ہی بات نہیں ہے اس جاہل عنید کی راہ پر چلتے ہوئے اشدّ النواصب ابن کثیر ملعون نے بھی بدایہ و نہایہ کی جلد ۷ ص ۳۵ پر لکھا ہے " **لم ینزل فی علی علیہ السلام شیٔ من القرآن بخصوصیته**" علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں بالخصوص کوئی سورہ یا کوئی آیت نازل نہیں ہوئی ہے اس خبیث نے سرے سے ان آیات کے نزول کا انکار کر دیا ہے کہ جن کے بارے میں خود علماء اہل سنت نے اقرار واعتراف کیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور آیت ولایت کا انکار کرتے ہوئے ابن کثیر ملعون کہتا ہے: " **هذا لا يصح بوجه من الوجوه**" یہ کسی صورت سے صحیح نہیں ہو سکتی، مگر ابن کثیر کوئی وجہ بیان نہیں کرتا آگے کہتا ہے کہ ابن عباس کا یہ کہنا کہ ۳۰۰ آیتیں علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے بہر حال ابن کثیر، ابن تیمیہ، ابن حزم اور ابن کرام اور اس طرح کے خبثاء سے ایسی ہی امید کی جا سکتی ہے۔

سورۂ حمد کی آیت کریمہ " **اهدنا الصراط المستقيم**" کے سلسلہ میں

https://downloadshiabooks.com/

یہی حافظ حاکم حسکانی اپنے پدر گرامی کے سلسلہ سند سے ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں فرمایاہے "قال صراط محمد و آلہ" یعنی صراط مستقیم سے مراد حضرات محمد وآل محمدؐ ہیں اور ہم آپ جانتے ہیں کہ آل محمدؐ کی محوری ذات کا نام حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتیں تو نہ رسول خداؐ کو ایسی عظیم الشان بیٹی کے باپ بننے کا شرف حاصل ہوتا اور نہ ہی ذریت رسول خداؐ آگے بڑھتی بلکہ دشمن کا طعنہ دم بریدہ اور بے اولاد ہونے کا طعنہ صحیح ہو جاتا۔

یہی حاکم حسکانی اپنے سلسلۂ سند کو ابن عباسؓ سے متصل کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اللہ کا ارشاد "اھدنا الصراط المستقیم" کا مطلب اے گروہ بندگان الہیٰ تم سب کہو کہ "اے اللہ! ہمیں نبی کریمؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کی محبت کی راہ پر گامزن کر دے" اور ہم جانتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ کے اہل بیت علیہم السلام کون ہیں وہی ہیں جن کے بارے میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور حدیث کساء کے ساتھ شان نزول آیت تطہیر گواہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی محوری ذات مرکز تعارف، فرشتگان الہیٰ کے سامنے جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہاہیں جناب سیدہؑ کی طہارت و عصمت کی آیت، آیت تطہیر ہے کہ جس میں لفظ اہل بیت استعمال ہوا ہے اور سنی و شیعہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ جن بزرگواروں کو رسول خداؐ نے کساء یمانی میں جمع کر کے

رجس کے دور رکھنے کی مانگ کی تھی وہ کوئی اور نہیں حضرت علیؑ وحضرت فاطمہؑ و حضرت حسنؑ اور امام حسینؑ کی ذوات مقدسہ تھیں۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۸

بتاریخ:۱۸ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شان میں وارد مستقل آیات کے حوالہ سے بہت سے علماء نے کام کیا ہے شرح و تفسیر اور ان کے خصائص و امتیازات کو اجاگر کیا ہے اور مستقل طور پر کتابیں لکھ ڈالی ہیں نیز حضرات اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں وارد آیات کے ضمن میں بھی جناب سیدہؑ کی ذات پر ان آیات کی تطبیق کی ہے اور بڑے اچھے انداز سے سیر حاصل بحث کی ہے۔

ان مستقل کتابوں میں سے ایک علامہ کجوری اصفہانی کی زبردست تالیف الخصائص الفاطمیۃ ہے اسی طرح آیت اللہ صادق شیرازی کی فاطمہ فی القرآن ہے علامہ شیخ محمد علی ہمدانی کتاب خصائص الزہراء سلام اللہ علیہا بھی چالیس احادیث کی شرح و تفسیر ہے اور ہر حدیث کے ہمراہ قرآن کی ایک آیت کہ جسکی تاویل حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے سلسلہ میں ہوئی ہے بیان فرمایا ہے علامہ ہمدانی تیرھویں صدی کے اواخر میں متولد ہوئے تھے۔

علامہ کجوری اصفہانی کی الخصائص الفاطمیۃ میں ۱۳۵ خصوصیات بیان کی گئی ہیں یہ کتاب دو جلد میں عربی میں ترجمہ ہو چکی ہے اصل کتاب فارسی میں ہے اور بہت چنندہ علمی مطالب پر مشتمل ہے میرا خیال ہے کہ علامہ باقر کجوری اصفہانی نے

https://downloadshiabooks.com/

۱۳۵ خصائص و امتیازات کو صرف اس لئے بیان کئے ہیں کیونکہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے اسم گرامی فاطمہ کا عدد ۱۳۵ ہے اسی طرح علامہ مؤید نے کتاب فضائل فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا میں ۱۳۵ آیتوں پر حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے سلسلہ میں بحث و تبصرہ کیا ہے اور ہم آپ بھی انشاء اللہ کم از کم ۱۳۵ آیتوں پر گفتگو کریں گے ورنہ اوصاف وخصائص فاطمیؑ کا بیان کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

کسی سنی ملعون نے ھندوستان میں آیت تطہیر پر کتاب لکھی ہے اور اس آیت کریمہ کے مرکز بیان طہارت و تعارف حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو آیت تطہیر سے باہر جانا ہے اس کتاب کے جواب میں علامہ شیخ حیدر علی ھندی فیض آبادی مرحوم نے زبردست کتاب لکھی جس کا نام " الداھیة الحاطمة علی من اخرج من اھل البیت فاطمة" رکھا یہ کتاب ھندوستان میں طبع ہو چکی ہے۔

ایسے تو حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے خصائص کا بیان صرف معصومین علیہم السلام کی ذوات مقدسہ سے ممکن ہے لیکن کنہ و حقیقی معرفتِ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا کسی نے ادعاء نہیں کیا ہے حتی کہ حضرات معصومین علیہم السلام نے بھی جناب سیدہؑ کی حقیقی معرفت اور کنہ خصائص و مناقب کے ادراک کا کہیں دعویٰ نہیں کیا ہے ہاں جس طرح ان بزرگواروں نے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے اوصاف وخصائص بیان کئے ہیں اور ان کی خدا کے نزدیک

https://downloadshiabooks.com/

عظمت ومنزلت کو کافی حد تک اجاگر کیا ہے اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے فضائل و مناقب اور مصائب و آلام کو جہاں تک ہم سے ممکن ہے بیان کریں کہ اس عمل کی عظمت کو صرف معصومین علیہم السلام ہی بیان کرسکتے ہیں۔

ذیل میں فہرست وار بعض ایسے خصائص کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ جن خصائص و امتیازات میں کائنات کی کوئی محترم و معظم خاتون شامل نہیں ہے بس یہ اوصاف وخصائص حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ذات سے مختص ہیں۔

۱: اللہ نے ۹ نام سے موسوم کیا ہے۔

۲: اللہ نے نام فاطمہ کی وجہ بتائی ہے۔

۳: حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو تمام انبیاء و، مرسلینؑ پر بہت برتری عطا کی ہے۔

۴: کسی خاتون کو مصحف و وحی آسمانی مرتب کرنے کی توفیق نہیں ہوئی سوائے بی بی دوعالم کے۔

۵: بہت سی عورتیں خوف خدا میں روئی ہیں مگر عورتوں میں بکّاء صرف حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہاہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

۶: حوراء انسیہ صرف حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔

۷: کسی نبی کا بھی بیڑا پار بغیر اقرار محبت زہراء سلام اللہ علیہا کے نہیں ہوا ہے۔

۸: ایسی اولاد پیدا کی کہ اللہ نے انھیں اولاد رسولؐ قرار دیا۔

۹: تنہا وہ خاتون کہ جس سے نفرت جہنم رسید کر دے۔

۱۰: معجزاتی طور پر کثرت اولاد اور مصداقِ کوثر ہیں۔

۱۱: عبادت خدا پر خدا کا فخر و مباہات صرف ذات فاطمہؑ کے لئے۔

۱۲: خوشبوئے جنت صرف خاتون جنت ہیں۔

۱۳: کسی پاکیزہ سے پاکیزہ عورت یا مرد کی خوشی و غضب کو خدا نے مطلق طور پر اپنا غیض و غضب اور خوشی نہیں قرار دیا ہے۔

۱۴ : غضوا بصارکم ، اے اہل محشر اپنی نگاہیں نیچی کر لو صرف جناب سیدہؑ کے لئے حکم خدا ہو گا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۹

بتاریخ: ۲ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

حضرت زہراء سلام اللہ علیہا علت وجود کائنات:

ہم ائمہ طاہرین علیہم السلام و سید المرسلینؐ اور سیدۃ نساء العالمینؑ کو علت وجود کائنات مانتے اور عقیدہ رکھتے ہیں اگر محمد و آل محمدؐ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی اللہ نے دنیا کا آغاز بھی اور دین کا آغاز بھی حضرات محمد وآل محمدؐ سے کیا ہے اور انھیں بزرگواروں پر دنیا کا بھی خاتمہ کرے گا اور دین کی بھی بساط انھیں پر لپیٹ دے گا اور حساب و کتاب خلائق شروع ہو جائے گا اور پھر لوگ اپنے اپنے ٹھکانے جنت یا جہنم رسید ہو جائیں گے۔

محمد بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طولانی روایت نقل کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے پہلوئے الہیٰ ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں اللہ کے مصطفی بندے ہم ہیں، ہم ہی خدا کے چنندہ بندے ہیں، ہمیں کو انبیاء علیہم السلام کی ساری میراث عطا کی گئی ہے، ہم ہی خدا کے امین بندے ہیں ہم ہی خدا کا چہرہ ہیں، ہم ہی ہدایت کی نشانی اور مضبوط ریسمانِ ایمان ہیں، اور اللہ نے ہمارے ہی ذریعہ (دین و دنیا) کا آغاز کیا ہے اور انھیں ہماری ہی ذات پر منزل اختتام تک پہنچادے گا، ہم ہی اولین و آخرین بلکہ سارے زمانے کے چنندہ خلائق اور تمام

https://downloadshiabooks.com/

عصر و زمان کے ناموس ہیں، ہم ہی تمام بندگان خدا کے سید و سردار ہیں اور شہروں کے سلسلہ مدار ہیں، ہم ہی سیدھی راہ، درست اور مضبوط راستہ ہیں، "نحن علة الوجود و حجة المعبود لا یقبل اللہ عمل عامل جهل حقّنا"، ہم ہی علت الوجود اور حجۃ المعبود ہیں اور خداوند متعال ہمارے حقوق کی جہالت کے ساتھ کسی بھی عمل و عبادت کرنے والے کی عمل و عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرات محمد وآل محمدؐ کے حقوق پر تفصیلی گفتگو کی ضرورت ہے تاکہ ان کے حقوق سے آشنائی حاصل کر کے ہم اس کی ادائیگی کی کوشش کریں تاکہ ہمارے اعمال و عبادات قبول بارگاہ خداوندی ہو جائیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ کسی بھی مذہب و مسلک کا ماننے والا ہو اگر ہمارے حقوق سے نا آشنا ہے تو اس کا کوئی عمل و عبادت قبول نہیں ہے۔

حقوق اہل بیت علیہم السلام پر ہم نے ابتداء کتاب مکیال المکارم کی تشریح میں کئی باتیں بیان کی تھیں ان میں سے ایک حقِ اہل بیت علیہم السلام ہم شیعوں پر یہ ہے کہ ہم نماز واجب کے بعد اپنی ٹھڈی پکڑ کر بارگاہ خداوندی میں تین بار یہ دعا کریں کہ " یاربّ محمد انتقم لابنة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پالنے والے اے محمد مصطفیٰ کے پروردگار، تیری بارگاہ میں میری التجاء و التماس ہے کہ دختر رسول خداؐ بتول عذراء حضرتِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا جلد انتقام لے یہ جملہ ہمیں بعد نماز

https://downloadshiabooks.com/

تین مرتبہ کہنا ہے حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں پر ہمارے حقوق میں سے ایک حق یہی دعا کرنا ہے۔

مذکورہ جملہ کی گہرائی میں جائیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ہم ہی علۃ الوجود ہیں اور الوجود مطلق ہے جو تمام ماسوی اللہ کو شامل ہے یعنی افلاک و اکوان کی تخلیق میں اور ان کے وجود میں ایک علت دخیل رہی ہے جسے علۃ الوجود کہتے ہیں اور وہ ہیں حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کہ اگر آپ حضراتؑ نہ ہوتے تو موجودات ہی نہ ہوتے کوئی بھی شئ جس کو لباس وجود سے آراستہ کیا گیا ہے اس کی وجودی علت کا نام حضرات محمد وآل محمدؑ ہیں کہ جن میں ایک ذات والا صفات حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں جن کو اس مقام پر "علۃ الوجود" سے تعبیر کیا گیا ہے اور جن کے حق سے نا آشنا انسان جاہل ہے اور پھر وہ جتنا چاہے روزے، نماز، حج وغیرہ فرائض انجام دے لے وہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے حق سے نا آشنا ہے تو اس کا کوئی بھی عمل، کوئی بھی عبادت مقبول بارگاہ الٰہی نہیں ہے۔

علت وجود کے بعد افلاک و اکوان کی بقاء کے لئے دوسری علت ہے جسے علۃ البقاء کا نام دیا گیا ہے یعنی یہ کائنات جن کے دم سے رواں دواں اور باقی و قائم ہے وہ بھی حضرات محمد وآل محمدؑ ہیں کہ اگر ان کی عنایت، ان کی ولایت، ان کی چاہتِ

https://downloadshiabooks.com/

بقاءِ کائنات نہ ہو تو ایک لمحہ میں کائنات تہس نہس ہو جائے اور سوائے خدا کے کچھ باقی نہ بچے یعنی کائنات کی بقاء بھی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے دم سے ہے کہ اگر مشیئت الہیٰ سے ہم آہنگ ان بزرگوار کی چاہت، بقاءِ کائنات کے لئے نہ ہو تو چشم زدن سے قبل ہی یہ کائنات فناء ہو جائے۔

جب ایجاد و بقاءِ کائنات کی علۃ وجودی وعلۃ بقائی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور ان کا خاندان پاک ہے تو اے مسلمانو! تمہارے اعمال و عبادات اگر انھیں بزرگواروں کی تعلیمات کے مطابق نہ ہوئے اور ان کی محبت وولایت کی چاشنی کے بغیر ہوئیں تو بے کار اور تمہاری عبادتیں، تمہاری قسمت کا تھکن ہیں اسی مطلب کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے آشکارا بیان کر دیا ہے "لا یقبل اللہ عمل عامل جھل حقّنا" ہمارے حق سے جاہل کارمند و مزدور کا کوئی عمل خداوند متعال قبول نہیں کرے گا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۰

بتاریخ:۱۱/ذی القعدہ ۱۴۴۲ھ

اسباب نزول

علامہ بزرگوار جناب شیخ صدوقؒ نے اپنی دو دو کتاب التوحید اور معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بارے میں امام صادقؑ سے سوال ہوا تو امام نے پہلے بسم کی تشریح فرمائی پھر کلمۂ اللہ، الرحمن اور الرحیم کی تفسیر بیان فرمائی، مولا امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ: بسم میں، الباء، بهاء الله و السين ،سناء الله، والميم، ملك الله " حرف باء اللہ کی خوبصورتی کا عنوان ہے حرف سین اللہ کی بلند مرتبگی اور بلندی کا آئینہ دار ہے اور حرف میم اللہ کی سلطنت و مملکت کا غماز ہے۔

راوی نے امام صادقؑ سے سوال کر لیا کہ پھر "اللہ"؟ تو امام صادقؑ نے فرمایا : الالف آلاء الله علیٰ خلقه من النعيم بولايتنا، واللام لزام الله خلقه ولايتنا "کلمہ جلالہ، اللہ میں الف سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات پر بڑی نعمتیں سرازیر کر دی ہیں کہ جس میں بختہ و پائیدار نعمت ہماری ولایت ہے اور کلمہ اللہ میں لام سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات پر ہم

اہلبیتؑ کی ولایت کو فرض و لازم و واجب قرار دے دیا ہے، راوی نے کلمہ اللہ کے ھاء کے بارے میں سوال کیا تو امام صادقؑ نے فرمایا: "هو ان لمن خالف محمدا و آل محمد صلوات الله عليهم اجمعين" ھاء سے مراد یہ ہے کہ حضرات محمد و آل محمدؑ کی مخالفت کرنے والا ذلیل و رسواء ہے اور مخالفینِ اہلبیتؑ کے لئے رسوائی ہے۔

راوی الرحمن کے متعلق سوال کرتا ہے تو امام فرماتے ہیں خداوند متعال تمام عالم کی مخلوقات اور سارے خلائق کے حق میں مہربان ہے اور رحیم سے مراد صرف مومن کے حق میں بطور خاص مہربان ہے اس حدیث شریف میں ولایت محمد و آل محمدؑ کو نعیم سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت عظمٰی کا نام ولایت محمد و آل محمد ہے کہ جس کی ایک فرد خاص حضرت فاطمہ زہراءؑ ہیں اور اللہ نے تمام اہل بیتؑ بالخصوص حضرتِ زہراء بتولؑ کی ولایت کو ساری خلائق پر فرض و واجب کر دیا ہے اور ان کی ولایت و مودت پر ہی ابتداء خلقت سے کائنات رواں دواں ہے۔

کلمہ جلالہ اپنی حرفی تفریق و اکائی کے ساتھ جس طرح حضرت زہراؑ کی ولایت کا بیان گر ہے اسی طرح آپ کی مخالفت کرنے والوں کی ذلت و رسوائی کا بھی بیان گر ہے گویا لفظ جلالہ حضرت زہراؑ اور تمام اہلبیتؑ کی ولایت اور ان کی مخالفت کرنے والوں کی ذلت و حقارت کا آئینہ دار ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حافظ حنفی ابو القاسم حسکانی نے اپنے سلسلۂ سند کو زید بن اسلم سے متصل کیا ہے زید بن اسلم صحابی رسول خداؐ ہیں انھوں نے **صراط الذین انعمت علیھم** کے بارے میں فرمایا ہے: "**النبی و من معه و علی بن ابی طالب و شیعته**" اللہ کا راستہ کہ جن کے اوپر اللہ نے نعمتیں (خاص نعمات) نازل فرمائی ہیں وہ حضرت رسول خداؐ ہیں اور ان کے ساتھ رہنے والے اور حضرت امیر المومنینؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔

اس روایت میں ہو سکتا ہے کہ زید بن اسلم، رسول خداؐ کے ساتھ رہنے والوں سے مراد اصحابِ رسول خداؐ مراد لے رہے ہوں ایسی صورت میں ہم حضرت زہراؑ کو **من معه** سے مراد نہیں لے سکتے۔

چھٹی صدی ہجری کے ہمارے ایک بزرگ مولائی عالم دین علامہ شیخ ابن حمزہ طوسی رضوان اللہ علیہ گذرے ہیں ان کی وفات ۵۶۰ھ میں ہوئی ہے اس بزرگوار کا ایک ابدی زندہ رہنے والا معجزہ بصورت کتاب "الثاقب فی المناقب" ہے بہت پیاری کتاب ہے بڑی عمدہ عمدہ روایات و واقعات اور مناقب، معجزات اس کتاب میں جمع کر دئے ہیں ہمارے پاس اللہ کرے یہ کتاب موجود ہو اس کتاب کے صفحہ ۲۶۳ پر ایک زبردست معجزہ فاطمہؑ نقل کرتے ہیں یہ واقعہ حجاج بن یوسف ثقفی ملعون کو بھی پتہ تھا تصدیق کے لئے اس نے رسول اللہ کے بوڑھے زندہ بچے

https://downloadshiabooks.com/

صحابی انس بن مالک سے پوچھا تو اس نے تصدیق کی انس بن مالک سنہ ۹۱، ۹۲، ۹۳ میں سے کسی ایک سال میں مرا ہے اور حجاج بن یوسف ۹۵ھ میں یعنی اس کے دو سال بعد واصل جہنم ہوا ہے حجاج کے ظلم و ستم کو جتنا بیان کریں کم ہے جنگوں کے علاوہ اس نے مسلمانوں اور خاص طور سے مومنین کو بہت قتل کیا ہے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی جاتی ہے جنگوں میں کتنے مارے اس کی کوئی گنتی نہیں ہے اس کے جرائم سے خوف کھا کر بہت سے تابعین انس کے پاس آتے اور بولتے کہ حجاج اس قدر ظلم کر رہا ہے کچھ کیجئے وہ بولا صبر کرو اس لئے کہ اس کے بعد جو حاکم آئے گا وہ اس سے بھی بدتر ہوگا۔

بہر حال انس بن مالک پرانا درباری تھا اور حاکموں کی بزم میں اس کا آنا جانا تھا ایک روز حجاج نے عائشہ سے مروی حضرت فاطمہ زہراؑ کے واقعۂ دیگچی کے بارے میں سوال کیا تو اسے بتلانا پڑا اس نے پوچھا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ ایک دفعہ عائشہ حضرت فاطمہ زہراءؑ کے گھر گئی اس نے دیکھا کہ آگ پر دیگچی چڑھی ہوئی ہے اور حضرت فاطمہ زہراءؑ اپنی انگلی سے اس کے اندر حرکت دے رہی ہیں یعنی ہنڈی میں کرچھل کا کفگیر کے بجائے آپ اپنے دست مبارک سے اندر پک رہی چیز کو چلا رہی ہیں انس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ، امام حسن اور حسین علیہما السلام کے

https://downloadshiabooks.com/

لئے حریرہ بنا رہی تھیں جو آٹا دودھ اور چربی سے بنتا ہے یہ سارے سامان انھوں نے دیگچی میں ڈال رکھا تھا اور آگ جل رہی تھی دیگچی میں چیزیں پک رہی تھیں روایت کا فقرہ ہے:" القدر علی النار یبقبق " دیگچی آگ کے اوپر کھول رہی تھیں چیزیں پک رہیں تھیں اور جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ اپنے دست مبارک سے اندر پک رہی چیزوں کو حرکت دے رہیں تھیں یہ منظر دیکھ کر عائشہ سے برداشت نہ ہوا " فخرجت عائشه فزعة مذعورة حتی دخلت علیٰ ابیها " گھبرا کر بڑے خوف وہراس کے ساتھ وہ وہاں سے اٹھی اور اپنے باپ ابو بکر سے آکر سارا ماجرا بیان کیا اس ملعون نے جو فقرے استعمال کئے ہیں وہ تاریخ میں ثبت ہیں ابو بکر کہتا ہے " ---اکتمی فان هذا امر عظیم "اے میری بیٹی عائشہ اس واقعہ کو چھپاؤ یہ بہت بڑی بات ہے۔

لیکن ہلکے پیٹ کی بیٹی واقعۂ دیگچی کو چھپا نہ سکی ہوتے ہوتے بات رسول خداؐ کے کانوں میں پہنچی اور باپ بیٹی کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی، پس کیا تھا جناب رسول خداؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا:" ان الناس یستعظمون و یستکثرون ما رأوا من القدر والنار " لوگوں کو میرے اہل بیتؑ کے حالات بہت عظیم لگتے ہیں اور جو کچھ ان لوگوں نے آگ اور دیگچی وغیرہ کو دیکھا ہے اسے ہضم نہیں کر پارہے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت رسول خداؐ نے اشارہ میں آگ اور دیگچی کا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا اس خدا کی قسم جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا ہے اور نبوت کے لئے مجھے چن لیا ہے رسالت و نبوت کی قسم کھانے کے بعد پیغمبرؐ نے فرمایا: "لقد حرّم اللہ تعالیٰ النار علی لحم فاطمۃ و دمھا و شعرھا و عصبھا" بتحقیق کہ خدا نے میری بیٹی فاطمہؑ کے گوشت پوست، خون، بال اور اعصاب پر آگ کو حرام قرار دے دیا ہے آگ کی کیا اوقات ہے جو میری بیٹی کی انگلیوں اور دیگر اعضاء بدن کو جلا سکے اور یہ فضیلت و خصوصیت میری بیٹی تک محدود نہیں ہے سنو سنو "و فطم من النار ذریتھا و شیعتھا" اللہ نے میری بیٹی کی ذریت کو بھی اور میری بیٹی کے شیعوں کو بھی آتش جہنم سے بچالیا ہے دور رکھا ہے فطم کر دیا ہے اس لئے کہ میری بیٹی فاطمہؑ ہے۔

اس کے بعد جناب رسول خداؐ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں جو فرمایا ہے ملاحظہ ہو آنحضرتؐ فرماتے ہیں: "ان من نسل فاطمۃ من تطیعہ النار و الشمس و القمر و النجوم و الجبال" میری بیٹی کی نسل سے ایک ایسا شخص آنے والا ہے کہ جس کی اطاعت صرف آگ نہیں، سورج بھی کرے گا چاند بھی کرے گا ستارے بھی کریں گے اور پہاڑ بھی اس کی اطاعت میں ہوں گے اس کے ہم رکاب ہو کر جنات بھی تلوار چلائیں گے اور سارے انبیاء و

https://downloadshiabooks.com/

مرسلین اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے زمین اپنے سارے خزانوں کی کنجیاں اس کے سپرد کر دے گی آسمان سے ساری برکتیں اس کی خاطر نازل ہوں گی۔

جناب رسول خداؐ پھر جناب سیدہؑ کی عظمت بیان کرنے کے لئے حضرت امام مہدیؑ کے تذکرہ کے بعد فرماتے ہیں: "**الويل من شك في فضل فاطمة**" جو میری بیٹی کی فضیلت میں شک کرے (انکار کی تو بات ہی نہیں ہے) شک کرے تو اس کے لئے جہنم کی وادی ویل ہے "**لعن الله من يبغض بعلها**" یہ وقت سے پہلے عائشہ پر لعنت نہیں ہے بلکہ باپ بیٹی پر رسول خداؐ نے لعنت کر کے آشکار کر دیا کہ آنحضرتؐ کے زمانے سے ہی یہ دونوں منحوس باپ بیٹی حضرت امیر المومنینؑ سے دشمنی کرتے تھے۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے سارے مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے مشروط ملعون قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو حضرت زہراءؑ کے شوہر سے بغض رکھے وہ تو لعنتی ہے ہی میری بیٹی کی نسل میں ہونے والے اماموں کی امامت سے ناراض لوگوں پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ کا بروز قیامت کیا جلوہ ہوگا اس کی طرف بھی رسول خداؐ نے اشارہ کیا ہے اور آشکار کیا ہے کہ صرف میری بیٹی کی بروز محشر عظیم شان و

https://downloadshiabooks.com/

شوکت نہیں ہو گی بلکہ ان کے شیعوں اور محبوں کا مقام و مرتبہ اس روز قابل دید ہو گا الفاظ رسول خداؐ ملاحظہ ہوں :" ان لفاطمة یوم القیامة موقفاً و لشیعتها موقفاً " بروز قیامت میری بیٹی کا ایک خاص مقام ہو گا اور اس کے چاہنے والوں کا بھی خاص مقام ہو گا اور حیرت و استعجاب کی بات یہ ہے کہ جناب سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت رسول خداؐ جس کی شفاعت کے محتاج سارے انبیاءؑ و مرسلینؑ ہوں گے اور بالتبع ان کی قومیں بھی ہمارے نبی کی شفاعت کے لئے ہمہ تن التجاء والتماس ہوں گی۔

وہی رسول خداؐ فرماتے ہیں :" و ان فاطمة تدعیٰ قبلی و تشفع فتشفع علیٰ ارغم کل راغم " میدان محشر میں میری بیٹی فاطمہؑ کو مجھ سے پہلے ہی مقام شفاعت میں پکارا جائے گا اور فاطمہ شفاعت کریں گی اور خدا ان کی شفاعت کو قبول کرتا جائے گا نہ جانے کتنے لوگوں کی چاہت کے بر خلاف میری بیٹی مجھ سے پہلے شفاعت کرے گی اور شفاعت مقبول بھی ہو گی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۱

بتاریخ: ۴ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

سائر انبیاء پر افضلیت حضرت زہراءؑ:

کیا کوئی صنف نازک اتنا کمال حاصل کر سکتی ہے کہ کسی نبی کے برابر ہو سکے ؟ کیا کوئی عورت اس قدر مرتبہ حاصل کر سکتی ہے کہ کسی رسول کی برابری کر سکے ؟ کیا خدا نے کسی خاتون کو اس قدر عظمتوں اور کمالات سے مالامال کیا ہے کہ وہ اولوا العزم رسول اور صاحب کتاب و شریعت مرد سے بھی مافوق درجہ حاصل کر سکے ؟

جواب یہ ہے کہ کسی شئی کے امکان پر سب سے بڑی دلیل اس کا بالفعل وقوع پزیر ہو جانا ہے چند خواتین ایسی موجود رہی ہیں کہ جن کو خدا نے نبیوں پر فوقیت دی ہے رسولوں پر عظمت عطا فرمائی ہے اور اولوا العزم رسولوں سے مافوق قرار دیا ہے کہ جن میں ایک ذات والا صفات حضرت زہراءؑ کی ہے جن کی انبیاءؑ و مرسلینؑ پر افضلیت پر وہ عمومات و اطلاقات ہیں جو جناب رسول خداؐ کے کلمات میں وارد ہوئے ہیں نیز صریحی طور پر بھی ختمی مرتبتؐ اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؑ زہراءؑ کو سارے انبیاء و مرسلین پر برتری کا اعلان کیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

چند دلیلیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ کتاب الفقیہ میں جلد ۴ صفحہ ۳۷۴ پر حدیث نمبر ۵۷۶ حضرت رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ نے ساری دنیا پر نظر التفات و انتخاب کی تو خدا نے عالمین کے سارے مردوں میں سے مجھے منتخب کر لیا دوبارہ نظر انتخاب کی تو علی ابن ابی طالبؑ کو منتخب کر لیا اور انھیں کائنات کے تمام انسانوں پر برتری عطا کر دی پھر تیسری نظر انتخاب میں تمام عالمین کے مردوں پر ائمہ ہدیٰ کو منتخب کر لیا" ثم اطلع الرابعة فاختار فاطمة علىٰ نساء العالمين" پھر چوتھی نظر انتخاب تمام عالمین کی عورتوں پر پڑی تو حضرت فاطمہ زہراؑ کو تمام زنان عالمین پر چن لیا۔

اس روایت سے کائنات کی ساری خواتین پر حضرت فاطمہ زہراؑ کی برتری آشکار ہے مگر تمام مردوں پر برتری ثابت کرنے کے لئے ایک تمہید سمجھنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ اسی راویت میں ائمہ طاہرین کو تمام اولین و آخرین کے مردوں پر برتری کا اعلان ہے اور حضرت زہراؑ اپنے تمام فرزندوں اور ائمہ ہدیٰ پر برتری رکھتی ہیں تو جب سارے ائمہ ہدیٰ جو کہ حضرت زہراؑ کی اولاد ہیں اور حضرت زہراؑ ان پر حجیت رکھتی ہیں اور اولاد زہراؑ سارے انبیاء و مرسلین پر برتری رکھتے ہیں تو بطریق اولیٰ حضرت زہراؑ کا تمام انبیاء و مرسلین پر افضل و برتر ہونا آشکار

https://downloadshiabooks.com/

ہو جاتا ہے۔

۲۔ کتاب دلائل الامامۃ صفحہ ۲۶ پر مصحفِ فاطمہؑ کے حوالہ سے جو راویت ذکر ہوئی ہے اس میں جناب رسول خداؐ کے پانچویں جانشین جناب امام محمد باقر علیہ السلام صریحی طور پر فرماتے ہیں کہ جناب سیدہ زہراءؑ نہ صرف ہم اماموں پر واجب الاطاعت تھیں بلکہ اللہ نے انھیں ساری کائنات پر مفروضۃ الطاعۃ قرار دیا تھا کہ جن میں کوئی استثناء نہیں ہے کلام امام محمد باقر علیہ السلام میں آیا ہے:"**و لقد کانت مفروضۃ الطاعۃ علیٰ جمیع من خلق اللہ ... الانبیاء و لملائکۃ**" ہماری جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراءؑ اللہ کی ساری مخلوقات پر کہ جس میں سارے ملائکہ اور سارے انبیاء بھی شامل ہیں اطاعت فرض تھی یعنی کوئی بھی نبی یا رسول جن و انس اور جانور فرشتے غرض کہ کوئی مخلوق بھی ان کی اطاعت کے وجوب و فرض سے خارج نہیں تھی اور جو مفروض الطاعۃ ہوتا ہے وہ اپنے سارے مطیعین سے افضل و برتر ہوتا ہے۔

ملک الموت بھی تحت فرمان حضرت زہراءؑ ہیں وہ ذات جس کے اختیارات میں موت کی زمام ہے اس کی لگام بھی حضرت زہراءؑ کے ہاتھ میں ہے اسی طرح سارے وہ انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرین کہ جن کو اللہ نے **من ارتضیٰ من رسول** کے تحت سارے غیب کا علم عطا کیا تھا ان سب کی فرمانروا حضرت زہراءؑ ہیں

https://downloadshiabooks.com/

مطلب سارے غیوب کی یکجا عالمہ کا نام حضرت زہراءؑ ہے۔

۳۔ کتاب الغیبۃ للشیخ الطوسی میں صفحہ ۱۴۸ پر ایک طولانی حدیث میں اللہ عزوجل نے اپنے رسول سے خطاب کیا یعنی حدیث قدسی میں آیا ہے کہ قدرت نے پیغمبر خداؐ سے فرمایا: "یا محمد! انی خلقتك و خلقت علیا و فاطمة و الحسن و الحسین من نسخ نوری و عرضت ولایتکم علیٰ اهل السموات و الارضین" اے ہمارے نبی ہم نے آپ کو اور علی و فاطمہ، حسن و حسین کو اپنے نور سے نسخ سے پید کیا ہے اور آپ لوگوں کی برتری کمالات ولایت و سرپرستی بالادستی اختیارات اور سلطنت کو تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین پر پیش کی ہے جس جس نے آپ کی بالادستی کو قبول کیا بس وہی مومن ہے مطلب یہ کہ انبیاء و مرسلین، نبی و رسول تو کیا صاحب ایمان بھی نہ بن سکتے اگر آپ سب بزرگواروں کی ولایت و بالادستی کو قبول نہ کرتے اور ان مرسلین میں سرفہرست اولوالعزم پیغمبران ہیں۔

کلام خدا حدیث قدسی کا اطلاق کہ جس میں جناب سیدہؑ بھی شامل ہیں یہ بتلا رہا ہے کہ حضرت زہراؑ صرف اپنی تخلیق نوری ہی میں نہیں بلکہ فرض ولایت میں ہی سارے انبیاء و مرسلین اور اولوالعزم پیغمبروں پر واجب الاطاعۃ اور صاحب الامر تھیں۔

۴۔ حضرت زہراءؑ کی بالادستی اور برتری کے باب میں کتاب بصائر

https://downloadshiabooks.com/

الدرجات کے باب ۹ کی حدیث نمبر ۷ صریحی طور پر دلالت کر رہی ہے کہ نبیوں کی نبوت منزل کمال پر اس وقت پہنچی ہے جب انھوں نے عالم ذر میں حضرت زہراءؑ کی عظمت و برتری اور اپنے اوپر بلکہ ساری خلائق کے اوپر بالا دستی کو قبول کیا ہے جسے ولایتِ فاطمی سے تعبیر کیا جاتا ہے جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "ما تکاملت النبوۃ لنبی حتی اقرّ بفضلھا و محبتھا" کسی نبی کی نبوت منزل کمال کو نہیں پہنچی جب تک کہ اس نے حضرت فاطمہ زہراءؑ کی محبت و فضیلت کا اقرار نہیں کر لیا۔

اس فضیلت کے اقرار سے یہ نہ سمجھئے کہ ایک دو فضیلت یا چند فضیلت کا اقرار کر کے انبیاء انبیاء بنتے ہیں نہیں یہاں فضل سے مراد فضیلت نہیں ہے بلکہ یہ کلمہ محبت کے پہلو میں ذکر ہوا ہے یعنی انبیاء کو حضرت زہراءؑ کی محبت کا اقرار بھی کرنا پڑا اور ان کی اپنے اوپر برتری کا بھی اعتراف کرنا پڑا تب نبی بنے ہیں جیسا کہ بصائر الدرجات کے فقرے سے آشکار ہے کہ سارے اماموں کی برتری و بالا دستی اور اطاعت و ولایت کے اقرار پر نبوت ملی ہے۔

۵۔ کتاب الفضائل ابن شاذان قمی کی بڑی اہمیت والی کتاب ہے اس میں ارشاد ہوتا ہے "لما خلق اللہ ابراھیم کشف من بصرہ" کہ اللہ نے جب جناب ابراہیم کو پیدا کیا تو اسی روز اللہ نے ان کی حدت نظر کو بہت تیز کر دیا کہ وہ

https://downloadshiabooks.com/

زمین پر بیٹھے بیٹھے جانب عرش دیکھنے لگے وہاں انھیں چند انوار نظر آئے تو انھوں نے بارگاہ خداوندی میں سوال کر لیا کہ پالنے والے یہ نور کیسے ہیں جناب ابراہیم کو روز اول ہی اسرار اہلبیتؑ سے آشنا کر دیا گیا اس بیان میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ بہت قابل غور ہیں جناب ابراہیم پوچھتے جاتے ہیں قدرت انھیں بتلاتی جاتی ہے۔

جب انھوں نے نبی و ولی کے بعد پہلو میں موجود تیسرے نور کے بارے میں سوال کیا تو قدرت نے جواب میں ارشاد فرمایا:"یا ابراھیم ھذا نور فاطمۃ تلی اباھا و بعلھا "اے ابراہیم یہ نور حضرت فاطمہ زہراؑ ہے کہ جو اپنے بابا سید المرسلین اور اپنے شوہر سید الوصیین کے پہلو میں ہیں مطلب یہ ہے کہ نور کا پہلو میں ہونا یوں ہی نہیں ہے بلکہ جناب سیدہؑ اپنے بابا اور اپنے شوہر کے بعد کائنات کی سب سے برتر مخلوق ہیں اے ابراہیم آپ سے بھی برتر نور کا نام نور فاطمہ زہراؑ ہے۔

۶۔ کتاب بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۱ میں جناب رسول خداؐ نے میدان محشر کی منظر کشی کی ہے ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ساری خلائق کہ جس میں اللہ کے مقرب فرشتے یعنی جبرئیل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل بھی شامل ہیں اور سارے انبیاء کہ جس میں سارے رسول اور اولوالعزم بھی شامل ہیں جہنم کے شعلوں کو دیکھ کر سب کے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے وہ کیسا بھیانک منظر ہو گا کہ سوائے اہل بیت محمدؐ کے کوئی ہوش میں نہیں ہو گا، یہ کیوں؟ اس کی وجہ سنیں خدا

https://downloadshiabooks.com/

وند متعال اس وقت جہنم سے خطاب کرے گا کہ اب سب کے سب بے ہوش ہو گئے ہیں " اسکتی و قرّی و استقری حتیٰ تجور فاطمة بنت محمد الی الجنان" تاکہ کائنات کی ملکہ حضرت زہراءؑ جنت کی طرف چلی جائیں۔

۷۔ کتاب صحیح البخاری میں تو ذکر ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روئے زمین پر تشریف لائیں گے مگر جب نماز کا وقت ہو گا تو وہ مصلے سے پیچھے ہٹ جائیں گے بخاری نے جناب رسول خداؐ کا یہ فقرہ نقل کیا ہے "و امامکم منکم " اے مسلمانو! اولوا العزم نبی صاحب کتاب و شریعت پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کے باوجود نماز جماعت کی امامت کرنے والا تم میں سے ہو گا یعنی فرزند زہراءؑ حضرت مہدی حضرت عیسیٰؑ کو نماز پڑھائیں گے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ اپنی نبوت ورسالت کے باوجود افضل ہوتے تو وہ نماز کے لئے آگے بڑھتے مگر درجہ و مقام امامت، مقام نبوت و رسلت بلکہ اولوا العزمیت سے بھی بڑھ کر ہے اس لئے حضرت عیسیٰؑ مقتدی ہوں گے حضرت مہدیؑ مقتدیٰ ہوں گے جب وہ امام جو اپنی جدۂ ماجدہ کے سلسلہ میں کہہ چکا ہے کہ میرے لئے میری جدہ حضرت فاطمہ زہراءؑ میرا آئیڈیل اور حجت ہیں دوسرے لفظوں میں میری حاکم ہیں تو حضرت عیسیٰؑ مقتدی پر حضرت زہراءؑ کی افضلیت آشکار ہے حضرت عیسیٰؑ خلائق پر برتری رکھتے ہیں حضرت مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ پر امامت و بالادستی رکھتے ہیں اور حضرت زہراءؑ اپنے لال حضرت مہدی پر برتری رکھتی ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

۸۔ کتاب الغیبۃ للشیخ الطوسی صفحہ ۲۸۹ پر حضرت امام مہدیؑ سے مروی ہے کہ "نحن صنائع ربنا و الخلق بعد صنائعنا" حدیث کساء سے بھی آشکار ہے کہ ہماری بدولت کائنات خلق ہوئی ہے مخلوقات ساری کی ساری کسی پوسٹ اور مقام پر ہو وہ ہماری دین ہے ہماری بدولت وجود پاتی ہے اس طرح حدیث لولاک میں آخری فقرہ یہ ہے:" و لولا فاطمۃ لما خلقتکما " ان سارے بیانات سے آشکار ہوتا ہے کہ حضرت زہراءؑ ساری خلائق کی سربراہ ہیں اور ساری کائنات ان کے صدقہ میں خلق ہوئی ہے کہ جن میں انبیاء و مرسلین بھی شامل ہیں۔

۹۔ شرح نہج البلاغہ معتزلی جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۱ پر جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا خود کلام شریف موجود ہے کہ:" نحن وسیلتہ فی خلقہ" اللہ کی ساری مخلوقات کا وسیلہ واسطہ ہم اہل بیتؑ ہیں کس چیز کا وسیلہ یہ نہیں بیان کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کلام میں اطلاق و عموم پایا جاتا ہے مرحلۂ تخلیق سے لے کر رزق و حیات و موت سب کا واسطہ و وسیلہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں کہ اگر یہ بزرگوار نہ ہوتے تو انبیاء و مرسلین کو نبوت و رسالت تو کیا انھیں زندگی ہی نہ ملتی وہ خلق ہی نہ ہوتے لہذا ماننا پڑے گا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ تمام اہل بیتؑ کی طرح ساری خلائق پر برتری و بالادستی رکھتی ہیں کوئی اولوا العزم پیغمبر بھی حضرت زہراءؑ سے افضل و برتر نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۲

بتاریخ:۲۶ربیع الاول ۱۴۴۳ھ

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:" بشر فی وجه المومن یوجب لصاحبه الجنة "کسی مومن سے خندہ پیشانی کے ساتھ اور مسکراتے ہوئے بول بات کرنا مسکرانے والے کے لئے جنت کا باعث ہے مومن کو خوش کرنا اور اس سے ہنسی خوشی سے ملاقات کرنے والا جنتی ہے جبکہ "و بشر فی وجه المعاند المعادی بغی یقی صاحبه عذاب النار " دشمن اور عناد رکھنے والے سے تقیہ کرتے ہوئے مسکرا کر بول بات، مسکرانے والے اور خندہ پیشانی سے مدارات کی خاطر دشمن سے ملنے والے کو یہ مسکراہٹ اور خندہ پیشانی جہنم کے عذاب سے بچائے گی۔

اس کلام سیدہؑ سے یہ عیاں ہوا کہ دوست اور مومن سے مسکرا کر ملنا کس قدر عظیم اجر و ثواب کا باعث ہے کہ جنت حاصل ہوتی ہے جبکہ دشمن سے خندہ پیشانی سے ملنا سخت منع ہے لیکن اگر مقام تقیہ ہو تو یقینا دنیا میں معاند و دشمن کے شر سے محفوظ رہیں گے اور آخرت میں اس عملی تقیہ کے باعث آتش جہنم سے محفوظ رہیں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

مسند فاطمہؑ صفحہ ٦ و کتاب اہل البیتؑ میں حضرت فاطمہ زہراءؑ اپنے پدر گرامی جناب رسول خداؐ سے نقل فرماتی ہیں کہ میرے بابا رسول خداؐ نے فرمایا ہے: " شرار امتی الذین غذوا بالنعیم "میری امت کے بدترین گروہ وہ ہیں کہ جو نعمات الہیہ کو خوب استعمال کرتے ہیں نازو نعم میں ڈوبے رہتے ہیں: " الذین یاکلون الوان الطعام "جو لوگ رنگا نگ غذائیں کھاتے ہیں خوب اچھی اچھی نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں " یلبسون ابواب الثیاب " اور وہ طرح طرح کے قیمتی لباس پہنتے ہیں رنگارنگ ملبوسات سے زینت کرتے ہیں " و یستدقون فی الکلام " اور باتیں کرتے ہیں تو ڈینگ بہت مارتے ہیں یعنی تکبرانہ گفتگو کرتے ہیں۔

یہ تینوں باتیں اگر دائرہ میں ہوں تو مذموم نہیں ہیں نعمتوں کے استعمال سے نہ خدانے منع کیاہے اور نہ اولیاء خدانے اسی طرح، طرح طرح کے لباس اور کھانے سے نہ خدانے منع کیاہے اور نہ اولیاء اللہ نے ہاں دائرہ استعمال قابل قبول ہونا چاہیئے اسی طرح کلام سے منع نہیں کیا گیا ہے مگر بکواس سے ڈینگ سے اور تکبرانہ گفتگو سے منع کیا گیا ہے۔

دنیاداروں کی یہ تین صفتیں بہت اہم ہیں جن کی طرف جناب سیدہؑ نے اپنے بابا کا کلام ذکر کر کے متوجہ کیاہے یہ حدیث حدیث نبوی بھی ہے اور حدیث

https://downloadshiabooks.com/

فاطمی بھی ہے اور اس روایت کے راوی جناب عبد اللہ بن جعفر طیار بھی ہیں انھوں نے حضرت امام محمد باقرؑ کے سوال پر رسول خداؐ کی بعض احادیث کو بیان کیا ہے کہ جن میں سے ایک یہی روایت ہے مگر الفاظ میں تھوڑا فرق ہے:" شرارا امتی قوم ولدوا فی النعیم وغذوا به یاکلون الطعام الواناً ویلبسون من الثیاب الواناً و یرکبون من الدواب الواناً یتشدقون فی الکلام"(34)۔

سورۂ بقرہ کی آیات ۳۱، ۳۲، ۳۳ میں اللہ نے حضرت آدمؑ کے خلیفۂ الٰہی بننے کی وجہ علم و دانش بتلائی ہے وہ علم و دانش ہی تھا کہ جس کی بنیاد پر خلافت الٰہیہ کا آغاز ہوا اور پہلا بشر خدا کا نمائندہ بن گیا اور اللہ کے مقرب بارگاہ فرشتے بھی خلافت الٰہیہ کا منصب نہیں پا سکے اور امتحانِ الٰہی میں ناکام رہے اور اس ناکامی کا جبران انھیں خلیفۂ اول خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو کر کرنا پڑا؟

جواب میں عرض ہے کہ وہ محور و مرکز طہارت و عصمت حضرت فاطمۂ زہراءؑ کا اسم گرامی تھا کہ جس کی معرفت آدم کو تھی اور اسی معرفت اسمی کے باعث حضرت آدمؑ خلیفۂ الٰہی بن گئے اور منصب خلافت اللہ کے مقرب بارگاہ فرشتوں کو ان کی ساری عبادتوں اور تحمید و تقدیس کے باجود نہیں مل سکی کیونکہ ان فرشتوں کو

34۔ مستدرک الحاکم النیشاپوری: ج۳، ص۵۶۸۔

https://downloadshiabooks.com/

اس وقت تک جناب سیدہؑ اور ان کے افراد خانہ کے انوار سے آشنائی تھی مگر اسماء مبارکہ سے آشنائی نہیں تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے "**ان الله تبارك و تعالیٰ کان و لا شئی**" اللہ عزوجل تھا اور کوئی بھی شئ نہیں تھی تو اللہ نے اپنے نور جلال سے پانچ ہستیوں کو خلق فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کے لئے اپنے اسماء گرامی سے ایک ایک نام مشتق فرمایا وہ حمید ہے تو اس نے ہمارے جد بزرگوار کو محمد کا نام دیا وہ اعلیٰ ہے تو اس نے امیر المومنین کو علی نام عطا فرمایا اس کے اسماء حسنیٰ ہیں تو اس نے ہمارے جد بزرگوار امام حسن اور حسین کو نام حسن اور نام حسین عطا فرمایا اور وہ فاطر ہے تو اس نے اپنے اسماء میں سے ایک کو ہماری جدۂ ماجدہ کے نور کو فاطمہ نام عطا فرمایا۔

خدا کے بعد یہ خدا کے خاص بندے سالہائے سال موجود تھے کہ پھر اللہ کا ارادہ بنا خلائق اور افلاک کے خلق کرنے کا اور جب عرش اعظم کو خلق کر لیا تو ان انوار خمسہ کو عرش کے داہنی جانب مستقر فرما دیا اور اس کے بعد جب ارادۂ خدا یہ ہوا کہ وہ ملائکہ کو بھی خلق کر دے تو اللہ نے انھیں نور سے پیدا کیا خلق ہونے کے بعد ملائکہ کی نظر پہلی بار انھیں پانچ انوار پر پڑی "**فلما ان نظروا عظموا امرهم و شأنهم**" نظر پڑتے ہی انھیں اندازہ ہو گیا کہ یہ انوار بہت بڑی بڑی

https://downloadshiabooks.com/

ہستیاں ہیں اور ان کی بڑی عظمت وشان ہے اس موقع پر فرشتوں کو تسبیح وتمجید کی تلقین کی گئی اس تلقین وتسبیح کے بعد وہ حمد وثناء الٰہی بجالائے جس کا تذکرہ قرآن مجید کے سورۂ صافات آیات ۱۶۵ اور ۱۶۶ میں یوں کیا گیا ہے "وانا لنحن الصافون وانالنحن المسبحون" ۔

فرشتوں کی تخلیق کے بہت بعد الٰہی ارادہ کے تحت حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق عمل میں آئی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی خلق ہوتے ہی انھیں انوار مقدسہ خمسہ کی طرف نظر کی اور فرشتوں کے برعکس عرش کے داہنی طرف ان انوار کو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے ان انوار کے سلسلہ میں پوچھ تاچھ شروع کردی "یا رب من ھولاء" اے پروردگار یہ لوگ کون ہیں ؟ارشاد قدرت ہوا اے آدم یہ میرے برگزیدہ اور چنندہ بندے ہیں میں نے انھیں اپنے نور جلال سے خلق فرمایاہے اور ان کے لئے اپنے ناموں میں سے ایک ایک نام مقرر کیاہے۔

یہ وہ موقع تھا کہ پہلی بار حضرت آدمؑ نے اپنی متلاشی طبیعت کے تحت خدا کا واسطہ دیکر اور اس واسطہ میں بھی عظمت وجلالت اہل بیتؑ کے حق کا واسطہ دے کر خدا سے ان انوار مقدسہ کے نام جاننے چاہے اور ایک بڑے اشکال کا سد باب ہو گیا کہ کیونکر خدا نے آدم کو اسماء کی تعلیم دے دی تھی اور فرشتوں کو نہیں دی تھی اور پھر سوال فرشتوں سے کیا تھا؟

https://downloadshiabooks.com/

جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ فرشتوں کی طرح خلق ہونے کے بعد انوار مقدسہ کے دیدار کے بعد خاموش نہیں رہے انھوں نے سوال کیا تو جواب میں اسماء انوار خمسہ سیکھ لئے جبکہ فرشتوں نے انوار کو ملاحظہ کرنے کے بعد سوال ہی نہیں کیا تھا۔

بہر حال قدرت نے حضرت آدمؑ کو تعلیم اسماء سے قبل ایک عہد و پیمان لیا اور ان سے صاف لفظوں میں کہہ دیا "یا آدم فهم عندك امانة، سر من سری " اے آدم میں تمہیں ان انوار خمسہ کا نام تو بتلا دوں گا لیکن یہ اسماء تمہارے پاس امانت ہوں گے کسی سے اسماء کا تذکرہ مت کرنا کہ یہ اسماء میرے اسرار و رموز میں سے ہیں "لا يطلع عليه غيرك الا باذنی" ان اسماء مقدسہ پر میری اجازت کے بغیر کسی کو اطلاع نہ ہونے پائے۔

حضرت آدمؑ نے جب عہد و پیمان کر لیا اور اسماء مقدسہ کو صیغۂ راز میں رکھنے کی ضمانت دے دی تب اللہ نے انھیں اسماء خمسہ کی تعلیم دی ہے امام صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ خدا نے باقاعدہ حضرت آدمؑ سے عہد و پیمان لیا کہ خبردار کسی کو اسماء خمسہ کا پتہ نہ چلے ارشاد قدرت ہوا "یا آدم اعطنی علی ذلك عهدا " اے آدم ان پر تم عہد و پیمان دو کہ ان بزرگواروں کے اسماء گرامی کسی کو نہیں بتلاؤ گے اور پھر عہد و پیمان لے کر ہی قدرت نے انھیں انوار خمسہ کے اسماء کی

https://downloadshiabooks.com/

تعلیم دے دی اور انھیں ایک ایک کا نام بتا دیا گیا۔

اور پھر قدرت نے ان انوار خمسہ کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے ان انوار کے اسمائے گرامی کا سوال کیا روایت کا فقرہ ہے "لم یکن علمهم باسمائهم " خدا نے انھیں ان انوار مقدسہ کے اسماء کی تعلیم دی ہی نہیں تھی اس لئے کہ انھوں نے پہلی بار انوار مقدسہ کا دیدار کرتے وقت ان کی عظمت کا ادراک تو کیا لیکن ان کے اسماء دریافت نہیں کئے تھے جبکہ حضرت آدمؑ نے پہلی نظر میں عظمت کے ادراک کے ساتھ ساتھ ان کے اسماء بھی دریافت کئے تھے اور قدرت نے عہد و پیمان لے کر انھیں تعلیم دے دی تھی۔

اور جب خدا کے سوال پر فرشتے جواب نہ دے سکے اور آدم نے جواب دے دیا" علمت الملائكة انه ستودع" تب فرشتوں کو پتہ چلا کہ حضرت آدمؑ کو پہلے ہی اسماء خمسہ ودیعت کر دئے گئے تھے اور دوسری بات یہ پتہ چلی کہ " انه مفضل بالعلم " حضرت آدمؑ کو ہم فرشتوں پر برتری و فضیلت، علم و دانش کی بنیاد پر حاصل ہوئی ہے اور وہ علم و دانش کچھ اور نہیں حضرت فاطمہ زہراءؑ اور ان کے پاکیزہ گھر والوں کے صرف نام گرامی تھے معلوم ہوا کہ صرف نام جناب سیدہؑ کی بدولت اور ان کے گھرانے کے ناموں کی بنیاد پر آدم میدانِ خلافت مار لے گئے اور فرشتے خلافتِ الہیہ سے اپنی عبادت و تقدیس کے باوجود محروم رہ گئے۔

https://downloadshiabooks.com/

اور جب انھیں حضرت آدمؑ کے سجدہ کا حکم ہوا تو کسی جھجھک کے بغیر سب کے سب سجدہ میں گر گئے اور یہ سجدۂ آدم حضرت آدم کی فضیلت و برتری کے اظہار کی خاطر تھا ورنہ سجدہ تو صرف خدا کا ہوتا ہے اور حق سجدہ صرف خدا کو حاصل ہے امام صادق علیہ السلام کے مقدس الفاظ ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں "کان سجدتہم لآدم تفضیلا لہ و عبادۃ للہ ، اذ کان ذلک بحق لہ" اس لئے کہ سجدہ تو صرف خدا کا حق ہے غیر خدا کا سجدہ جائز نہیں ہے ابلیس نے انکار امر پروردگار کر کے اپنے کو فاسق بنالیا یہ پہلا موقع تھا کہ اہل بیتؑ کے اسماء گرامی کے تعلیم یافتہ آدمؑ کے سامنے نہ جھکنے کے باعث لفظ فاسق منکر، مستکبر، لعنتی، مردود وغیرہ کے اوصاف والقاب سے ابلیس کو نوازا گیا۔

قدرت نے ابلیس سے عدم سجدہ کی وجہ دریافت کی اس نے آدم سے اپنے کو بہتر ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا تو خدا نے فرمایا "تقر فضلتہ علیک" میں نے آدم کو تیرے اوپر برتری عطا کی ہے اور جانتے ہو کہ یہ برتری انھیں کیوں ملی ہے کیونکہ حضرت آدمؑ کو انوار خمسہ کی برتری کا حکم دیا گیا وہ ان کی بزرگواری کو درک کر سکے اور تو بھی سن لے کہ میں نے تجھے ان بزرگواروں پر کوئی سلطنت نہیں عطا کی ہے "لم یجعل لک علیہم سلطاناً و لا علی شیعتہم" اور نہ صرف ان کے اوپر تیرا بس نہیں چلے گا بلکہ ان کے شیعوں پر بھی تو مسلط نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم کی ذریت کو بہکاتے وقت اس نے دھمکی دی تھی مگر ایک استثناء کے ساتھ " الا عبادك منهم المخلصين " اور اللہ نے بھی اس کے مطالبہ کو پورا کرتے وقت ایک استثناء رکھا تھا " ان عبادی ليس لك عليهم سلطان " اس آیت کے فوراً بعد امام صادقؑ فرماتے ہیں " و هم الشيعة " خداوند متعال نے شیطان کی سلطنت و شیطنت سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے وہ ہمارے شیعہ ہیں۔

اس حدیث میں عالم خلق انوار، عالم جعل اسماء، عالم تعلیم الٰہی اور عالم امر الٰہی چاروں عوالم کا تذکرہ ہے کہ اللہ نے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے مقام خلیفہ الٰہی، مقام تعلم و تلقی، مقام حمل علم الٰہی، مقام قائم مقامی الٰہی عطا کیا ہے کہ جس کے تحمل سے فرشتے بھی اپنی قابلیت و استعداد کے باوجود اپنی عبادت و قداست کے باوجود عاجز رہے ہیں۔

درس نمبر ۳۳

بتاریخ: ۴ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

جناب فاطمہ زہراءؑ کے ارشادات میں سے ایک سخاوت کی مدح و ستائش اور بخل و کنجوسی کی شدت سے مذمت پر وارد ہوئی ہے جناب سیدہؑ نے سخاوت کو جنت کے درختوں کی دنیا میں موجود ڈالیاں قرار دیا ہے جبکہ کنجوسی کو جہنم کے درختوں کی ڈالیاں قرار دیا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی مادر گرامی سے نقل فرماتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ نے میری مادر گرامی سے ارشاد فرمایا: "**اياك و البخل**" اے میری لخت جگر خبر دار کبھی کنجوسی سے کام نہ لینا، اس کلام رسول خداؐ میں اگر چہ مخاطب حضرت فاطمہ زہراءؑ ہیں لیکن تاریخ بشریت شاہد ہے کہ دنیا بھر کی خواتین میں سے کسی ایک کو بھی حضرت زہراءؑ کے مانند سخاوت مند نہیں دیکھا گیا حتی کہ ملیکۃ العرب جناب خدیجہؑ بھی اپنی لخت جگر حضرت زہراءؑ کی سخاوت و عطا میں برابری نہیں کر سکتیں۔

جی ہاں قرآن مجید نے حضرت خدیجہؑ کی مدح کرتے ہوئے اپنے نبیؐ کو مخاطب قرار دے کر ارشاد فرمایا ہے "**و وجدك عائلا فاغنى**" اے ہمارے نبی

ہم نے آپ کو عیال دار پایا تو آپ کو ثروت مند بنا دیا، یہ ثروت مندی جناب رسول خداؐ کو مال خدیجہ سے حاصل ہوئی تھی اور یہ آیت جناب خدیجہؑ کے ایثار و قربانی کو برملا کرتی ہے لیکن پھر بھی جناب سیدہؑ کے ایثار و قربانی اور عطاو بخشش پر پورا سورہ اتر آیا اور "وَ يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" کے علاوہ "وَ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَ يَتِيماً وَ أَسِيراً" کے ساتھ ساتھ خداوند متعال تمام اہل بیتؑ کا شکر گزار ہو رہا ہے خاص طور سے گھر کی مالکہ حضرت زہراؑ کا، اور ایسا ہمیں حضرت خدیجہ کے یہاں نہیں ملا۔

جناب رسول خداؐ اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :" فانه عاهة لا تكون فى كريم " کنجوسی ایک ایسی بیماری ہے جو کسی کریم النفس و شریف الطبع شخص کے اندر نہیں پائی جاتی، گویا سخاوت و عطا شریف النفس اور کریم الطبع انسانوں کی عادت اور علامت ہے۔

ایک بار پھر رسول خداؐ جناب سیدہؑ کو مخاطب قرار دے کر فرماتے ہیں " اياك و البخل فانه شجرة فى النار " اے بیٹی خبر دار کبھی کنجوسی نہ کرنا کہ کنجوسی جہنم کا ایک درخت ہے "و اغصانها فى الدنيا" کہ جس کی ڈالیاں دنیا میں جگہ جگہ لٹک رہی ہیں جو بھی کسی ڈالی سے چپکا وہ ڈالی اسے جہنم میں کھینچ لے جائے گی یعنی کنجوسی جہنم رسید ہونے کی ایک علت ہے خدا بچائے۔

مقابل میں پیغمبر خداؐ نے سخاوت و عطا کو جنت کا ایک ایسا درخت قرار دیا کہ جس کی شاخیں دنیا میں لٹک رہی ہیں "فمن تعلّق بغصن من اغصانہا ادخلہ الجنۃ "جو بھی کسی سخاوت کی ڈالی سے معلق ہو جائے گا وہ ڈالی اسے جنت میں کھینچ لے جائے گی۔

یہ تعبیر اور استعارے ہیں کہ مومنین کو سخاوت مندی کی طبیعت رکھنی چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے فرمودات پیغمبر خداؐ جو کہ حدیث فاطمیؑ بھی ہے کے اوپر عمل پیرا ہونا چاہیئے[35]۔

کتاب معانی الاخبار میں جناب شیخ صدوقؒ نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے واسطہ سے جناب رسول خداؐ کا ارشاد گرامی قلمبند فرمایا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا :" خلق نور فاطمۃ قبل ان تخلق الارض و السماء "نور فاطمہؑ زمین اور آسمان کی خلقت سے قبل خلق کیا گیا ہے اصحابِ رسول خداؐ نے نور فاطمیؑ کی زمین و آسمان سے پہلے خلقت کے عنوان سے ایک اندازہ اور صحیح اندازہ یہ لگایا کہ ہو نہ ہو حضرت فاطمہ زہراءؑ انسانی مخلوق نہیں ہیں ورنہ انسانی مخلوق کے لئے زمین کا گہوارہ اور آسمان کا شامیانہ ضروری ہے اور جس ذات والا صفات کا نور، زمین اور آسمان کی خلقت سے پہلے خلق ہوا ہے وہ یقیناً زمینی مخلوق نہیں ہے وہ ذات، صنف خاک سے

35 ۔ دلائل الامامۃ: ص ۴۔

https://downloadshiabooks.com/

تعلق نہیں رکھتی ہے۔

اس مقام پر یہ بات کہنے کا دل چاہتا ہے کہ کم از کم اصحاب رسول خداؐ کے ماننے والوں کو اصحاب کی سمجھ سے سبق ضرور حاصل کرنا چاہیئے کہ جب بضعۃ الرسولؐ، اصحاب کی نظر میں زمینی مخلوق نہیں ہیں تو حضرت رسول خداؐ تم جیسے بشر اور عام زمینی مخلوق کیوں کر ہو سکتے ہیں ؟!

روایت کا فقرہ ہے کہ بعض اصحاب نے سوال کر لیا: "**یا نبی اللہ ! فلیست ھی انسیة ؟**" اے اللہ کے رسول! تو پھر فاطمہ زہراءؑ انسانی مخلوق نہیں ہیں ہم جیسی بشر و انسان نہیں ہیں ؟ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "**فاطمة حوراء انسیة** " میری بیٹی فاطمہ میں دو عنصر پایا جاتا ہے وہ بشکل بشر انسانی مخلوق بھی ہے اور اپنی نوری خلقت کے باعث حور بھی ہے بلکہ حوران جنت کی ملکہ ہے بضعۃ الرسول کی نوری خلقت اور حوری کیفیت اصحاب رسول خداؐ نہیں سمجھ سکے تو جناب رسول خداؐ نے تفصیل سے انھیں جناب فاطمہ زہراءؑ کی نوری خلقت کی کیفیت بیان فرمائی جس کا نچوڑ یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہؑ جب آدمؑ کی خلقت سے پہلے خلق ہوئی ہے اسے آدمی ذات کہنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہ جاتی لیکن چونکہ ظاہری خلقت بصورت انسان ہے لہذا حضرت فاطمہ زہراءؑ انسیہ بھی ہیں اور آدم زاد بھی ہیں۔

اصحاب پیغمبر خداؐ نے جب یہ دیکھا کہ زمین و آسمان اور دنیا کی خلقت سے

https://downloadshiabooks.com/

پہلے حضرت زہراءؑ خلق ہو چکی تھیں تو ان کے ذہن میں ایک سوال اور پیدا ہو گیا اور اصحاب نے اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے پوچھ لیا کہ اے اللہ کے رسول! "یا نبی اللہ! فما کان طعامھا" جب حضرت زہراءؑ نوری مخلوق ہونے کے ساتھ انسان ہیں تو پھر انھیں انسانی مخلوق ہونے کے ناطے طعام و غذا کی بھی ضرورت ہوتی رہی ہو گی؟ تو بتلایئے کہ جب حضرت فاطمہ زہراءؑ لباس انسانی میں نہیں آئی تھیں حوری و نوری مخلوق تھیں تو اس دوران انھیں کھانے پینے کی ضرورت پیش آتی تھی یا نہیں اور اگر ضرورت پیش آتی تھی تو وہ کیا تناول فرماتی تھیں؟

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" **التسبیح و التقدیس و التھلیل و التمجید** " ظاہری خلقت سے قبل میری بیٹی صرف نوری و روحی اور حوری عنصر رکھتی تھی لہذا اسے مادی غذاؤں کی ضرورت ہی نہیں تھی میری بیٹی اپنی نوری و روحی عنصر میں اپنی بھوک و پیاس مٹانے کے لئے تسبیح و تقدیس و تہلیل و تمجید الٰہی کا سہارا لیتی تھی گویا رسول خداؐ نے آشکار کر دیا کہ شہید راہ خداؐ کے لئے خدا نے قرآن مجید میں اپنے پاس سے رزق پانے کا اعلان بعد میں کیا ہے میری بیٹی اس شرف سے عالم دنیا میں آنے سے قبل ہی سرفراز تھی۔

اسی روایت کے اندر حضرت فاطمہ زہراءؑ کے اسم گرامی" فاطمہؑ کی وجہ تسمیہ " بیان کرتے ہوئے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے " **و فطم اعداءھا عن**

حبھا "جناب سیدہؑ کا نام فاطمہ اس لئے پڑا کہ ان کے دشمنوں کو ان کی محبت سے جدا کر دیا گیا ہے اس جملہ پر دقت کی ضرورت ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب رسول خداؐ کی زبان مقدس سے حضرت فاطمہ زہراؑ کی شان میں بارہا عظمتوں، فضیلتوں کو سننے والے خبیث اصحاب رسول خداؐ کیونکر ان کی عظمت کے قائل نہیں ہوئے ؟ کیوں ان کی توہین سے باز نہیں رہے ؟ کیوں جناب سیدہؑ کو مرثیہ کہنا پڑا کہ اے بابا تیری امت اور تیرے اصحاب سے مجھے اس قدر مصیبت دیکھنی پڑی کہ اگر وہ روز روشن پر پڑتیں تو وہ شب تاریک میں بدل جاتے ؟ کیوں بعض ہمدرد مسلمانوں کے یہ کہنے پر کہ ارے اس گھر کے اندر فاطمہؑ بھی ہیں کتوں نے یہ کہہ دیا کہ ہوا کریں ؟ کیوں مغیرہ بن شعبہ اور قنفذ جیسے اصحاب رسول خداؐ شمار کئے جانے والے ملاعین نے بنتِ رسولؐ پر ایسی ضرب لگائی کہ مظلومۂ عالم لہولہان ہو گئیں ؟ کیوں آخر کیوں ؟

جواب یہ ہے کہ دشمن زہراؑ کوئی بھی ہو زمرۂ دشمنی میں شامل ہو جانے کے بعد ان کے دل میں محبت حضرت زہراؑ بیٹھ ہی نہیں سکتی ہے وہ چاہے جتنا بڑا صحابیٔ رسولؐ کیوں نہ ہو اسکے نہاں خانۂ دل میں محبت حضرت فاطمہ زہراؑ داخل ہی نہیں ہو سکتی ہے اس فقرہ سے بہت سے مسائل کی گتھیاں کھل جاتی ہیں اور ان میں سے ایک یہی کہ ہم ہزاروں دلائل اور سیکڑوں حدیثوں کو بیان کرکے بھی کتوں کی

https://downloadshiabooks.com/

دم سیدھی نہیں کرسکتے۔

صاف لفظوں میں رسول خداؐ نے اعلان کر دیا ہے کہ " **فطم اعدائہا عن حبّہا** " دشمنان زہراؑ حضرت زہراؑ کی محبت سے علاحدہ کر دئے گئے ہیں نہ ان کے اوپر قرآن مجید کی آیتوں اور سوروں کو پڑھ کر پھونکنے سے کام بنے گا نہ روائی اور عقلی دلیلیں دیکر ہم انھیں محبان فاطمہؑ کے زمرہ میں کھینچ کر لا سکتے ہیں اور یہ حضرتِ فاطمہ زہراؑ کے نام کا اثر ہے اور خدا کی طرف سے اس نام (فاطمہؑ) میں یہ عنصر ودیعت کر دیا گیا ہے۔

نام "فاطمہؑ" ، قینچی کا کام کرتا ہے چاہنے والوں کو جہنم و آتش دوزخ سے کاٹ کر علاحدہ کرنے والا ہے اور دشمنوں کو حب زہراؑ سے کاٹ کر علاحدہ کر چکا ہے اس حدیث شریف کے بیان کی روشنی میں کہنے کو دل چاہتا ہے کہ جس کے نام کا یہ اثر ہے آر پار کا فیصلہ ہے کہ دشمنوں کو محبت کرنے سے اور دوستوں کو آتش جہنم سے علاحدہ کر دیا ہے اس خاتون دوسرا کے کام پر خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور مومنین کو کسی قدر ناز ہونا چاہیئے اور خاص طور سے مومنین و محبان زہراؑ کو کس قدر امید وار ہونا چاہیئے کہ ہم آخرت میں شفاعت فاطمی کی بدولت ہر قسم کے دکھ درد سے محفوظ رہیں گے۔

اسی حدیث شریف میں حضرت زہراؑ کا آسمانی نام منصورہ کی وجہ تسمیہ

https://downloadshiabooks.com/

سورۂ روم کی آیت ۴ و ۵ کے تحت جناب رسول خداؐ نے بیان فرمائی کہ بروز قیامت شیعیان زہراءؑ کے لئے کیسا دکھ درد اور کیسی حیرانی و پریشانی؟ دوستان سیدہؑ اس روز کو نہایت مسرور و انبساط میں سرمست ہوں گے کیونکہ خدائی نصرت حضرت زہراءؑ کے ہاتھوں محبان زہراءؑ کے شامل حال ہوگی "(یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء) یعنی تنصر فاطمة لمحبّیها "بروز حشر مومنین فرحت و مسرت سے سرشار ہوں گے کیونکہ خدا کی نیابت میں حضرت فاطمہؑ اپنے چاہنے والوں کی نصرت کریں گی۔

درس نمبر ۳۴

بتاریخ:۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ

ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ نے صرف دو چیز کے عنوان سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے آپ نے میراث اور نحلہ کے علاوہ حق ذوالقربیٰ کے عنوان سے بھی ابو بکر سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تھا احمد بن عبد العزیز جوہری نے لکھا ہے کہ انس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ ابو بکر کے پاس تشریف لے گئیں اور فرمایا: تم خوب جانتے ہو کہ اللہ نے ہمارے اوپر صدقات، زکات کو حرام قرار دیا ہے اور تم یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ خدا نے قرآن مجید میں غنائم جنگی کے اندر ذوالقربیٰ کا حق قرار دیا ہے۔

یہ کہہ کر جناب سیدہؑ نے آیت کریمہ " و اعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ و للرسول و لذی القربیٰ " کی تلاوت فرمائی تو ابو بکر بولا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں کتاب خدا کو مانتا ہوں حق پیغمبرؐ کو جانتا ہوں اور ان کے قریبی رشتہ داروں کے حق سے بھی واقف ہوں اور سن رہا ہوں ،میں اسی کتاب خدا کی تلاوت کرتا ہوں کہ جس کی تلاوت آپ کرتی ہیں لیکن میں یہ نہیں سمجھ پایا ہوں کہ یہ حق ذوالقربیٰ پورا کا پورا آپ کو دیا جانا چاہیئے یا نہیں؟ جناب سیدہؑ نے سوال کر لیا کہ تو کیا ذوالقربیٰ کا حق، تیرے قریبی رشتہ داروں کا بنتا ہے ؟

https://downloadshiabooks.com/

ابو بکر بولا کہ نہیں لیکن میں آپ کو حق ذوالقربیٰ میں سے صرف کچھ حصہ ہی دوں گا اور باقی کو مصالح مسلمین میں صرف کروں گا۔

جناب سیدہؑ نے فرمایا: مگر خدا کا حکم اس طرح نہیں ہے؟ ابو بکر تردید کرتے ہوئے بولا نہیں ایسا ہی ہے یعنی آپ کو پورا حق ذوالقربیٰ نہیں دوں گا مگر یہ کہ آپ دعویٰ کریں کہ جناب رسول خداؐ سہم ذوالقربیٰ پورا کا پورا آپ کو دینے کے لئے الگ سے انھوں نے کوئی حکم صادر کیا ہو تو میں مان لوں گا اور پھر آپ کو آپ کے اہل وعیال کا پورا حصہ دے دوں گا جناب سیدہؑ نے فرمایا رسول خداؐ نے مجھے الگ سے کوئی عہد وپیمان نہیں دیا ہے بلکہ اسی آیت کریمہ کے نزول کے وقت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا:" فقد جاء کم الغنی ابشروا آل محمد" "اے اہل بیت محمدؐ تمہیں بے نیازی کی بشارت ہو" جناب سیدہؑ کے سوال پر لاجواب ہو کر ابو بکر پینترا بدلتا ہے اور بولتا ہے کہ آیت کریمہ سے یہ تو آشکار نہیں ہوتا کہ آپ سہم ذی القربیٰ پورا کا پورا دیا جائے ہاں میں ضرورت بھر آپ لوگوں کو دوں گا۔

یہ کہہ کر ابو بکر نے ایک چال اور چال چلی وہاں عمر اور ابو عبیدہ بیٹھے تھے ابو بکر نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا: اے فاطمہ! آپ ان لوگوں سے بھی پوچھ لیجئے کیا ان میں سے کوئی ایک بھی آپ کے دعویٰ کی موافقت کرتا ہے؟ جناب سیدہؑ نے اپنا رخ مبارک عمر کی طرف کیا اور ابو بکر سے کہی ہوئی باتوں کو ایک بار پھر

https://downloadshiabooks.com/

دہرایااس ملعون نے وہی باتیں کیں جو ابو بکر نے کہی تھیں جناب سیدہؑ کو بڑی حیرانی و تعجب ہوا اور آپ سمجھ گئیں کہ ان سب نے تال میل کر رکھا ہے اور اس گفتگو سے پہلے میٹنگ کر چکے ہیں اور انھیں حق ذوالقربیٰ سے محروم رکھنے کی ٹھان چکے ہیں۔

تسبیح فاطمہؑ کی شرط:

تسبیح حضرت فاطمہ زہراءؑ کا جو ثواب ہے وہ تو ہے ہی، لیکن اس مبارک تسبیح کو کچھ شرطوں کے ساتھ پڑھنے سے اس کے ثواب دو چند ہو جاتے ہیں مستدرک الوسائل میں حاجی نوری طبرسی نے کہا ہے کہ "**لا تدع تسبیح فاطمة بعقب کل فریضة**" دیکھو تسبیح فاطمہ زہراءؑ کو ہر واجب نماز کے بعد مت چھوڑنا، اس تسبیح کے ترک کرنے سے معصومینؑ نے منع کیا ہے اگر دانے والی تسبیح نہ ہو تو انگلیوں کے پور پر تسبیح حضرت زہراءؑ ضرور پڑھنا چاہیئے خاص طور سے واجب نمازوں کی تعقیب میں ضرور پڑھیں۔

اس تسبیح کے بعد ۷۰ مرتبہ استغفار بغیر پیروں کو موڑے ہوئے پڑھنے کا فائدہ بتلایا گیا ہے کہ خداوند متعال تمہارے سارے گناہوں کو معاف کر دے گا یعنی دو شرط بظاہر ذکر کی گئی ہے ایک تو یہ کہ تسبیح حضرت زہراءؑ کے بعد ۷۰ مرتبہ استغفار کرے اور ان دونوں چیزوں کے پڑھنے تک اپنے گھٹنوں کو نہ موڑے سیدھا

https://downloadshiabooks.com/

کھڑا نہ ہو یا کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو تسبیح و استغفار کے بعد پہلو بدلے اس سے قبل نہیں۔

کتاب مشکاۃ الانوار میں علامہ حسن بن علی طبرسی فرزند صاحب مجمع البیان نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آپ کا ایک چاہنے والا پہنچا امام نے کچھ باتیں کہیں لیکن وہ کچھ نہیں سن سکا اور امام سے کہنے لگا مولا کیا کروں کان سنگین ہو گئے ہیں تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "**ما یمنعك و این انت من تسبیح فاطمة**" تمہیں تسبیح فاطمہ زہراؑ سے کیا مانع ہے تم تسبیح فاطمہ زہراؑ کیوں نہیں پڑھتے؟ وہ بے چارہ اس وقت تک تسبیح حضرت زہراؑ سے واقف نہیں تھالہذا اس نے "**جعلت فداك**" "مولا میں آپ کے اوپر قربان ہو جاؤں" کہنے کے بعد پوچھ لیا مولا تسبیح فاطمہ زہراؑ کیا ہے؟ تب امام نے تسبیح کی کیفیت سے آگاہ کیا وہ شخص خود بیان کرتا ہے "**فما فعلت ذلك الا یسیرا حتی ذهب من ما کنت اجده**" میں نے اس روز کے بعد ابھی تھوڑا سا ہی تسبیح حضرت فاطمہؑ پڑھی تھی کہ میرے کان کی سنگینی دور ہو گئی۔

فضیلت تسبیح حضرت زہراؑ کو سنیوں نے بھی نقل کیا ہے لیکن ان کے یہاں زیادہ تر ذکر کے عنوان سے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ذکر ہوا ہے شاید پیغمبر خداؐ چاہتے تھے کہ ذکر الٰہی کثرت سے ہو اور تسبیح

https://downloadshiabooks.com/

فاطمہ زہراؑ کے پڑھنے والوں کی کثرت ہو بھلے ہی وہ بعنوان تسبیح فاطمہ زہراؑ نہ پڑھیں، میں نے متعدد روایات کو متعدد اصحاب رسول خداؐ سے تسبیح حضرت فاطمہ زہراؑ کو اذکار کے عنوان سے سنیوں کی کثیر کتابوں میں ملاحظہ کیا ہے اور بہت سے اجر وثواب اس ذکر (تسبیح فاطمہؑ) کے ان کی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں۔

ایک اہم فضیلت اور خوش بختی کا علم حضرت زہراؑ کی تسبیح کے حوالے سے ملاحظہ ہو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جاتا ہے تو دو ذوات مختلف صنف کی اس کی طرف دوڑ کر آتی ہیں ایک نوری مخلوق یعنی ایک خاص فرشتہ، دوسرے ناری مخلوق ایک شیطانِ خاص، فرشتہ اس شخص سے کہتا ہے کہ اپنے دن کا اختتام خیر سے کرو اور رات کا آغاز خیر سے کرو اور شیطان مرید کہتا ہے کہ اپنے دن کا اختتام شر سے کرو اور اپنی رات کی ابتداء گناہ سے کرو۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں " **فان اطاع الملك الكريم و ختم يومه بذكر الله و فتح ليله بذكر الله** " "اب اگر بندہ فرشتہ کریم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے دن کا اختتام کرے یعنی اختتام خدا کے ذکر پر کرتا ہے (یعنی تسبیح فاطمہؑ پڑھتا ہے) اور رات کا آغاز ذکر الٰہی (تسبیح فاطمہؑ) سے کرتا ہے اور وہ ذکر شریف جو خیر ہے اور دن کے بخیر خاتمہ کا ضامن اور شب کے بخیر آغاز کا

https://downloadshiabooks.com/

ضامن ہے وہ کوئی اور ذکر نہیں حضرت زہراؑ کی تسبیح شریف ہے جو نہی مومن تسبیح حضرت زہراؑ سے فارغ ہوتا ہے وہ فرشتہ کریم شیطان مرید کو ڈانتا ہے اور اسے مومن کے پاس سے دور بھگاتا ہے اور پھر وہ فرشتہ اپنی چھاؤں میں اس کے بیدار ہونے تک رکھتا ہے۔

یہ روایت ثواب الاعمال صدوقؒ میں بھی وارد ہوئی ہے اور دیگر کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

حضرت زہراؑ کی چاہت:

بزم رسالت میں بہت کنجوس صحابی بھی تھے اور بہت سے بھیک منگے صحابہ بھی منافقین بھی تھے مومنین بھی مسجد کے چبوترے پر بیٹھنے والے بہت سے سنجیدہ و شریف صحابہ بھی تھے بہت سے لالچی اور دوسروں کی جیب پر نظر جمانے والے صحابی بھی تھے ایسے بھی تھے جن کے لباس پر کیا مجال ہے کبھی شکن بھی آجائے اور ایسے بھی اصحاب تھے جنھیں پورا بدن ڈھکنے کے لئے لباس میسر نہ تھا بہر حال بزم رسالت میں دل والے بھی تھے دل دار بھی، دل نگار بھی، دل پھینک بھی اور بڑے دلچسپ بھی تھے۔

ایک روز رسول خداؐ نے بات ہی بات میں گفتگو کا رخ کھانے پینے کی چیزوں کی طرف موڑ دیا اور خاص طور سے گوشت کی گفتگو و فوائد کی بات چل نکلی

https://downloadshiabooks.com/

ایک صحابی جو رسول خداؐ کی بات بڑے مگن سے سن رہا تھا گوشت کے ذکر پر اس کے ذہن میں یہ خیال گذر گیا کہ ہو نہ ہو رسول خداؐ گوشت کھانے کے متمنی ہیں وہ بزم نبی سے اٹھا اور گھر آیا اور اپنی زوجہ سے کہنے لگا "هل لك في غنيمة" کیا تم رسول خداؐ کا دل جیت کر ڈھیر سارا غنیمت (اجر و برکت) حاصل نہیں کرنا چاہتی ہو؟ وہ بولی کیوں نہیں، مگر کیسے؟

ان دونوں نوجوان جوڑوں کے پاس ایک بکری تھی جس کی عمر ایک سال مکمل نہیں ہوئی تھی فربہ نوجوان بکری تھی اس مرد انصاری نے کہا اے خاتون "ان رسول الله يشتهي اللحم" میں نے یہ احساس کیا ہے کہ رسول خداؐ گوشت کھانے کے متمنی ہیں ہم اپنی اس بکری کو ان کے واسطے ذبح کرتے ہیں اور رسول خداؐ کو گوشت پیش کرتے ہیں اور اس طرح ہم ڈھیر ساری برکت و غنیمت حاصل کر لیں گے۔

ہماری عورتیں ہوتیں تو کیا کیا بول جاتیں اس کا موقع نہیں ہے بس اس انصاری محب رسول کی زوجۂ مومنہ کی بات سن لیں اس نے شوہر سے عرض کیا" خذها شأنك و اياها "ضرور ضرور بکری جانے اور تم جانو تمہیں پورا اختیار ہے روایت کا فقرہ ہے "و لم يملكا غيرها" وہ بکری دونوں کی برابر برابر سے ملکیت تھی اور ان دونوں کے پاس اس بکری کے علاوہ کوئی سرمایہ نہیں تھا حب رسالت

https://downloadshiabooks.com/

میں اپنا سارا سرمایہ صحابی نے داؤں پر لگا دیا یہ نہیں سوچا کل کیا ہو گا حب امام حسینؑ میں ہم بھی اپنا سارا مال داؤں پر لگا دیتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ کیا ہو گا اور ایسا ہی ہونا چاہیئے محب کو محبوب کی خوشی مد نظر رکھنا چاہیئے بس۔

اس روایت میں یہ بھی فقرہ آیا ہے کہ جناب رسول خداؐ کو ان دونوں چاہنے والوں کا حال خوب اچھی طرح معلوم تھا" **و کان رسول اللہ یعرفھا** " ان کے حالات سے رسول خداؐ بخوبی واقف تھے پھر میاں بیوی گھر کے اندر اپنا سرمایہ حبّ رسالت میں ذبح کرنے جارہے ہیں مگر رسول خداؐ کوئی اقدام نہیں کرتے کسی صحابی کو ان کے گھر بھیج کر بکری کے ذبح ہونے سے مانع ہو سکتے تھے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا حضرت عیسیٰؑ نصرانیوں کے گھر کے حالات کو اسی طرح دیکھ رہے تھے جس طرح وہ انھیں سامنے سے دیکھتے تھے ہمارا نبی تو فخر عیسیٰ ہے مگر بزم اصحاب میں سے کسی بھیج کر رسول خداؐ نے منع نہیں کیا ادھر انصاری مرد وزن نے بکری کو ذبح کیا" **فذبحھا و سمطھا و شراھا** " پھر اس کے بعد اس کی کھال ادھیڑ کر گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کر کے بھوننا شروع کیا جب ساری بکری بھن گئی تو بزم رسالت میں اٹھا کر لایا اور لا کر جناب رسول خداؐ کے سامنے پوری کی پوری بکری کا بھنا ہوا گوشت رکھ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ بسم اللہ کیجئے۔

روایت کا فقرہ ہے جتنے اصحاب اس وقت بزم رسالت میں موجود تھے وہ تو

https://downloadshiabooks.com/

تھے ہی آنحضرتؐ نے ایک کام اور کیا " **فجمع اهل بیته و من احبّ من اصحابه** " آنحضرت نے اپنے اہل بیتؑ کو بھی طلب کر لیا اور اصحاب میں سے جس جس کو چاہا بلوا لیا جب سب جمع ہو گئے تو جناب رسول خداؐ جو دلوں کے اسرار اور گھروں کے ماحول سے واقف تھے ایک جملہ کی قید کے ساتھ دعورت پر آئی بھیڑ کو حملہ بولنے کا حکم دے دیا" **کلوا و لا تکسروا لها عظماً** " دیکھو تم لوگوں کو اس بکری کے صفاچٹ کر جانے کی اجازت دیتا ہوں لیکن اس کی ہڈیوں کو نہیں توڑنا صرف گوشت اتار اتار کر کھالینا۔

انصاری کی بیوی کا تو پتہ نہیں کہ وہ مومنہ ہماری مومنات کی طرح تھی یا نہیں مثلاً جگر کلیجی وغیرہ نکال کے رکھ لئے تھی یا ایسا اس مومنہ نے کچھ نہیں کیا تھا مگر مرد انصاری کے لئے تاریخ میں ہے کہ " **و اکل معه الانصاری** " اس مرد انصاری نے رسول و آل رسول اور اصحاب رسول خداؐ کے ساتھ اپنی ہی پالتو بکری کے گوشت کو سب کے ساتھ تناول فرمایا تھا۔

یکے بعد دیگرے اصحاب رسول خدا سیر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے اور سب سے آخر میں مرد انصاری بزم رسالت سے اجازت لے کر گھر کی طرف چلا" **فاذا العناق تلعب علیٰ باب داره** "گھر کے دروازے پر اپنی بکری کو اچھل کود کرتا ہوا پایا، واقعہ ختم ہوا نتیجہ کے طور پر چند نکات ملاحظہ کریں:

https://downloadshiabooks.com/

۱۔ نبی نے یہ نہیں کہا تھا کہ کوئی مجھے گوشت کھلا دے مگر ذکر گوشت سے مرد انصار نے اپنی سمجھ کے مطابق عمل کیا اور سب کا بھلا ہو گیا۔

۲۔ مرد انصاری نے خود محسوس کیا کہ نبی کریم کو گوشت کی چاہت ہے اور اس احساس کو عملی جامہ پہنا دیا محب ہو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

۳۔ نبی کی چاہت پورا کرنے کے لئے اپنا سارا سرمایہ لٹایا جا سکتا ہے اگر قابل اعتراض ہوتا تو رسول خداؐ کچھ نہ کچھ ضرور فرماتے۔

۴۔ حبّ نبیؐ اور ولائے نبیؐ میں میاں بیوی دونوں برابر کے شریک تھے اور دونوں کے تال میل سے دعوت کے اسباب فراہم ہوئے۔

۵۔ نبی کریم نے اس ایثار کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ٹوکا نہیں اور اپنے ساتھ اپنے اہل بیتؑ اور خاص خاص اصحاب کو بھی مدعو کر لیا تاکہ اجر و ثواب میں مزید اضافہ ہو جائے۔

۶۔ محبّ نبی مرد و زن کی مہمان نوازی میں اپنے اہل بیتؑ اور خاص خاص صحابہ کو بلا کر نبی کریمؐ نے بزم میں چار چاند لگا دیا۔

۷۔ سارے صحابہ اور سارے اہل بیتؑ سیر ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس ہوئے اور سب کی بھوک مٹ گئی۔

https://downloadshiabooks.com/

۸۔ ایسے پالتو جانور کا گوشت کھایا جا سکتا ہے ورنہ نبی ٹوک دیتے کہ اے مرد انصاری تم تو نہ کھاؤ ہم پرائے ہیں تم نے پالا ہے مگر ایسا نہیں کیا جس سے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

۹۔ نبی اپنے محبت کے ایثار کو معجزاتی طور پر پورا کر دیتے ہیں اور اس کی دنیا کے سرمایہ کو لوٹا دیتے ہیں تا کہ مرد مومن نان و نفقہ کے لئے پریشان نہ ہو۔

۱۰۔ عشق نبیؐ و محبّت آل نبیؐ میں اپنی دنیا لٹا کر ہم بھی دیکھیں گے کہ آخرت میں ہمیں خدا کیا کیا کس طرح نوازتا ہے اس کے خزانۂ عطا میں کوئی کمی نہیں ہے۔

۱۱۔ نبیؐ کی چاہت میں صرف نبیؐ کو نہیں ساری بھیڑ کو بھر پیٹ کھلانے کا جذبہ رکھنا چاہیئے جیسا کہ مرد انصاری نے عمل کر کے دکھلایا ہے یعنی اپنا سرمایہ چاہے جتنا مختصر ہو دل بڑا ہونا چاہیئے۔[36]

۱۲۔ اس طرح کے واقعات سے عملی درس لینا اور عمل پیرا ہونا ضروری ہے خداوند متعال ہمیں حضرات محمدؐ و آل محمدؐ کا دل دادہ قرار دے۔ آمین

36۔ الخرائج والجرائح: ج۲، ص ۶۸۳۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۵

بتاریخ:۷ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ

لا تقربا هذه الشجرة:

روایت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہوا ہے کہ " شجرة علم محمد و آل محمد " جس درخت سے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو دور رہنے کا حکم دیا گیا تھا وہ درختِ علم و دانش محمدؐ و آل محمدؐ تھا اس درخت کی خصوصیت یہ تھی کہ اللہ نے اسے حضرات محمد و آل محمدؐ سے مختص کر دیا تھا اور اس میں کسی بھی غیر محمد و آل محمدؐ کو تصرف کی اجازت نہیں تھی حتی کہ حضرات محمد و آل محمدؐ کو بھی اللہ نے اس شجرہ سے استفادہ کی اجازت اس وقت عطا فرمائی ہے جبکہ ان بزرگواروں نے تین دن پے در پے روزہ رکھ کر اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں مسکین و یتیم، اسیر کو دے دی ہیں اور اس درخت کا ثمرہ سوائے علم و دانش کے کچھ نہیں ہے اور ایسا اتھاہ سمندرِ علمی خدا نے صرف حضرات محمدؐ و آل محمدؐ کو ہی عطا فرمایا ہے۔

اللہ نے حضرت آدم کو اسماء محمد و آل محمدؐ کی تعلیم خود عطا کی تھی یہی ان کے لئے بہت تھا مگر حضرت آدمؑ ممنوعیت کے باوجود شجرۂ علم و دانش محمد و آل محمدؐ کے بھی خواہاں ہو گئے جب کہ ان میں یہ صلاحیت نہیں پائی جاتی تھی ان کے اندر وہ

https://downloadshiabooks.com/

عزم و جذبہ نہیں تھا کہ جس کے ذریعہ وہ حضرات محمد و آل محمدؐ کے شجرۂ علمی سے استفادہ کر سکتے، اللہ انسانوں کو ان کی پرہیز گاری کی معراج کے مطابق تعلیم دیتا ہے اس کا سورۂ بقرہ آیت ۲۸۲ میں ارشاد ہے "و اتقوا اللہ یعلّمکم اللہ" تقوائے الٰہی اختیار کرو خدا تمہیں خود تعلیم دے گا۔

اس آیت کریمہ میں تعلیمِ الٰہی کو تقوائے الٰہی پر موقوف کیا گیا ہے جس کا تقویٰ جتنا بلند مرتبہ ہو گا وہ خدا کی بارگاہ سے اتنی ہی تعلیم سے مالا مال ہو کر آئے گا اور چونکہ اہل بیتؑ طاہرین سے بڑھ کر کائنات میں کوئی متقی و پرہیز گار پیدا ہی نہیں ہوا ہے تو خدا نے بھی انھیں کے وجود میں علوم و معارف کے سمندروں کو انڈیل دیا ہے کہ جس کی ایک محوری ذات کا نام فاطمہ زہراؑ ہے۔

فتلقی آدم من ربه کلمات :

حضرت امام جعفر صادقؑ کے مخلص صحابی صفوان جمال کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت آدمؑ کو الہام ہوا کہ عرش کی طرف نظر کریں وہاں انھوں نے دمکتے پانچ نور ملاحظہ کئے جو کہ تسبیح و تقدیس پروردگار میں مصروف تھے حضرت آدم کے سوال پر اجمالی جواب دے دیا گیا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا نام نہیں بتلایا گیا ہاں اتنا ضرور کہہ دیا گیا کہ "لو ان عبدا من عبادی اتیٰ بذنوبی کالجبال الرواسی ثم توسّل الیّ بحق ھولاء لغفرت له" یہ اس وقت کی

https://downloadshiabooks.com/

بات ہے جب کہ آدمؑ کی پہلے پہل جسم میں روح پھونکی گئی تھی اور پھر جب ترک اولیٰ کے مرتکب ہوئے تو انھیں یاد آیا کہ خدا نے ان پیکر ان نور سے توسل کرنے والے کی مغفرت کی بات کہی تھی لہذا حضرت آدم بول پڑے "یارب بحق ھولاء الاشباح اغفرلی" پالنے والے ان نوری مجسموں کے حق کا واسطہ مجھے معاف کر دے آواز قدرت آئی تم نے میرے مصطفیٰ و منتخب بندوں کو وسیلہ قرار دیا ہے اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔

حضرت آدمؑ کو ان نوری پیکروں کی عظمت کا اب جا کے قدرے اندازہ ہوا لہذا اب سوال کر رہے ہیں "یا رب بالمغفرۃ التی غفرت الّا اخبرتنی من ھم؟" خدایا تجھے تیری اس مغفرت و عنایت کا واسطہ کہ جس کے ذریعہ تو نے مجھے معاف کر دیا ہے یہ تو بتا دے کہ یہ ہستیاں ہیں کون؟ وحی الٰہی آئی اے آدمؑ یہ انوار آپ ہی کی اولاد ہیں ان کی عظمتوں کے پیش نظر میں نے ان کے اسماء کو اپنے اسماء سے مشتق قرار دیا ہے۔

پھر ایک ایک تن کے نام کی تفصیل بتلائی گئی جس میں جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ کے بارے میں ارشاد ہوا "و انا الفاطر و ھذہ فاطمۃ" علامہ مؤید فرماتے ہیں کہ "و لعلہ ببرکۃ ھذا الاسم ۔فاطمۃ ۔ فطمہ اللہ تعالیٰ من غضبہ و ارجعہ الیٰ مقام الاصطفاء" ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم کو اللہ نے اس مبارک

https://downloadshiabooks.com/

اسم (فاطمہؑ) کی برکت سے اپنے غیض و غضب سے چڑھا دیا ہو اور انھیں مقام اصطفیٰ پر واپس لوٹا دیا ہو۔

علامہ قاضی نعمان مصری فاطمی نے شرح الاخبار میں ج ۳ ص ٦ حدیث نمبر ۹۲۲۰ پر بیان کیا ہے کہ حضرات اہل بیتؑ کے اشباح اور نوری پیکر کا اجمالی علم تو حضرت آدمؑ کو تھا تفصیلی نام مغفرت کے بعد یعنی پاک و پاکیزہ اور ترک اولیٰ سے بھی صاف ستھرے ہو جانے کے بعد بتلایا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات محمد و آل محمدؐ کے اسماء گرامی کو نہایت طہارت و پاکیزگی کے ہمراہ ہی لیا جانا چاہیئے خدا سے دعا ہے کہ پالنے والے ہمیں انھیں بزرگواروں کے وجود ذی جود کے صدقہ دنیا و آخرت میں پاک و پاکیزہ بنا اور ان بزرگواروں کے دیدار کی توانائی عطا فرما۔

واذ استسقیٰ موسیٰ لقومه

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہوا ہے کہ اس آیت کا تعلق صحرائے تیہ میں بنی اسرائیل کے سرگردان ہونے اور بے پناہ پیاسہ ہونے سے ہے جب انھوں نے شور شرابہ شروع کیا اور آکر حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے "هلكنا بالعطش" اے موسیٰ کچھ کرو کہ ہم پیاس سے ھلاک ہونے والے ہیں اس وقت جناب موسیٰ کلیم اللہ کی زبان پر جو دعائیہ کلمات آئے ہیں وہ تفسیر امام عسکریؑ میں اس طرح نقل ہوئے ہیں "الهیٰ بحق محمد سيد الانبياء، وبحق علی سید

الاوصیاء و بحق فاطمة سیدة النساء و بحق الحسن سید الاولیاء و بحق الحسین سید الشهداء و بحق عترتهم و خلفائهم الازکیاء لما سقیت عبادك هولاء الماء "ادھر زبان کلیم اللہ پر کلام مقدس اسماء خمسہ طیبہ جاری ہوئے ادھر آواز قدرت آئی اے موسیٰ اٹھو اور سامنے دکھ رہی چٹان پر اپنے عصا کو دے مارو حکم کے مطابق عمل کیا ۱۲ چشمے پھوٹ نکلے اولاد یعقوب ہر ایک اپنے اپنے گھرانے کے ساتھ سیر اب ہوئے۔

اور یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہو گیا قرآن مجید نے اشارہ دیا ہے کہ وہ پانی جاری رہا اور صحراء تیہ میں جل تھل ہو گیا اور بنی اسرائیل کھیتی باڑی میں مصروف ہوئے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی برکت سے نہ صرف یہ کہ پیاس بجھی بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پانی کی بہتات ہو گئی قرآن نے کہا "كلوا و اشربوا من رزق الله" یہ رزق الٰہی، اہل بیت طاہرینؑ کے اسماء گرامی کی برکت سے حاصل ہوا تھا اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں کہ میرے جد نامدار جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے "من اقام علیٰ موالاتنا اهل البیت سقاه الله من محبته كأساً لا یبغون به بدلاً" جو شخص ہم اہل بیتؑ کی ولایت پر برقرار رہتا ہے خداوند متعال اسے اپنی محبت کا ایسا جام عطا کر دیتا ہے کہ جس کا کبھی وہ بدیل تلاش نہیں کر سکتا۔

https://downloadshiabooks.com/

آگے جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں :" من وطّن نفسه علیٰ احتمال المکاره فی موالاتنا ۔۔" ہماری ولایت میں تمہیں زحمتیں اٹھانا پڑیں گی سختیاں جھیلنی پڑیں گی دکھ درد اٹھانے پڑیں گے، اپنے نفس کو ان تمام آزمائشوں کے لئے آمادہ کرلو کہ اس کا انجام بہت نرالا ہے پیغمبر خداؐ فرماتے ہیں جہنم کی بھیانک آگ میں جہاں صرف فرشتے جاسکتے ہیں کیونکہ وہ نوری مخلوق ہیں محبان سیدہؑ بھی جہاں چاہیں گے داخل ہوسکیں گے اور وہاں پر جانتے ہیں کیا کریں گے ؟ روایت کا فقرہ ہے ملاحظہ ہو " ینقذ من احسن الیه او بره فی الدنیا بقول او فعل او رد غیبة او حسن محضر او ارفاق فینتقذه من بینهم کما ینتقذوا الدرهم الصحیح من المکسور "" جس کسی شخص نے بھی اس کے ساتھ احسان کیا ہوگا اور دنیا میں اس کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہوگا اپنی پیاری بات سے یا کسی کام کے ذریعہ یا اس کی غیبت سے روکا ہوگا یا خندہ پیشانی سے پیش آیا ہوگا یا نرمی کا برتاؤ کیا ہوگا وہ مومن اس بندہ کو جہنم کے بیچ سے ایسے اٹھالے جائے گا جیسے کہ لوگ اچھے درہم کو کھوٹے درہم سے علاحدہ کرکے اٹھالیتے ہیں"۔ اور پھر اس شخص کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو لیکر ان لوگوں کو جنت میں جہاں تمہارا دل چاہے جگہ عطا کردو اور پھر وہ محبّ سیدہؑ ایسا ہی کرے گا اور اس جہنمی کو جنت میں اس کے لائق مقام عطا کردے گا(37)۔

37 ۔ تفسیر الامام حسن العسکریؑ: ص۲۶۱۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۶

۱۴ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

سال ولادت زہراء

اہلسنت کے مؤرخین نے جناب سیدہ علیہاالسلام کی ولادت باسعادت کو بعثت سے قبل ذکر کیا ہے اور ایک قید ذکر کی ہے جس سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جناب سیدہ علیہاالسلام بعثت سے پانچ سال پہلے متولد ہوئی ہیں اور وہ قید ”جس سال قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کررہے تھے“ اس قید کی وجہ سے مؤرخین نے لکھ دیا کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئی ہیں کیونکہ خانہ کعبہ کی تعمیر بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی ہے اس قید نے ضرب المثال اور مثال کی طرح مؤرخین کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے مثال کبھی کبھی مطلب کو جس طرح قریب یا بعید از ذہن کر دیتی ہے اسی طرح تعمیر خانہ کعبہ کی قید نے مؤرخین کو جناب سیدہ علیہاالسلام کی ولادت بعثت سے پانچ سال ماننے پر مجبور کر دیا ہے حالانکہ یہ بالکل درست نہیں ہے زنان قریش نے حضرت خدیجہ علیہاالسلام کا بائیکاٹ بعثت کے بعد کیا تھا اس لئے ہنگام ولادت حضرت زہراء علیہاالسلام خداوند متعال نے زنان بہشت کو مدد کے لئے بھیجا تھا زنان بہشتی کا نزول تاریخ حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کا مسلمہ واقعہ ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جناب سیدہ علیہاالسلام کی ولادت بعثتِ پیغمبر خداؐ کے بعد ہوئی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعثت کے بعد کس سال بعثت میں جناب سیدہ علیہاالسلام کی ولادت ہوئی ہے تو اس سلسلہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے تین قوی قول کم از کم یہ ثابت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ علیہاالسلام کی ولادت بعثت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئی ہے۔

پہلا قول:

حاکم نیشاپوری کا مستدرک میں اور علامہ ابن عبد البر کا استیعاب میں یہ ہے کہ جناب سیدہ علیہاالسلام کی ولادت اس وقت ہوئی ہے جبکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکتالیس سال کے تھے اور ہم آپ جانتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اس وقت ہوئی جب آپ چالیس سال کے تھے اس طرح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت زہراء علیہاالسلام یقینا بعثت کے بعد اور بعثت کے ایک سال بعد پیدا ہوئی ہیں۔

دوسرا قول:

شیخ مفید شیخ طوسی اور علامہ مجلسی و شیخ کفعمی نے روایت کی ہے کہ حضرت زہراء علیہاالسلام بعثت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سال بعد پیدا ہوئی ہیں اس قول سے جو مطلب کشف و عیاں ہے وہ یہ ہے کہ جناب سیدہ علیہاالسلام یقینا بعثت کے بعد پیدا ہوئی ہیں اور بعثت کے دوسرے سال میں ان کی ولادت ہوئی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

تیسرا قول:

یہ ہے کہ جب جناب رسول خدا ﷺ ۴۵ سال کے تھے تب جناب سیدہ علیہا السلام ۲۰ جمادی الثانی کو پیدا ہوئی ہیں اس قول سے یہ نتیجہ واضح ہے کہ حضرت زہراء علیہا السلام بعثت پیغمبر خدا ﷺ کے پانچ سال بعد یا پانچویں سال میں پیدا ہوئی ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ۴۰ سال میں ہوئی ہے ۴۵ میں ولادت حضرت زہراء علیہا السلام کا مطلب ہے کہ آپ یقینا بعثت کے بعد یا پانچویں سالِ بعثت میں متولد ہوئی ہیں شہر مقدس مکہ میں، شاعر کہتا ہے:

اشرقت فی حریم مکۃ شمس فاستنارت بمروھا وصفاھا[38]

تمام علماء امامیہ (چند علماء کے علاوہ) کا اتفاق اور مورد تائید نظریہ یہی ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام حضرت رسول خدا ﷺ کی بعثت کے بعد پانچویں سال بعثت میں پیدا ہوئی ہیں علامہ مجلسی نے اپنی کتاب جلاء العیون میں فرمایا ہے کہ یہی قول و نظریہ اصح و اشہر ہے علماء اہل سنت نے بعثت سے قبل ولادت تسلیم کرنے پر کیا ہدف رکھا ہے اور کون سی خباثت ان کے اذہان میں پنپ رہی تھی وہ تو وہی بتا سکتے ہیں لیکن یہ طے ہے کہ حضرت زہراء علیہا السلام کی عمر مبارک زیادہ بتا کر کچھ نہ کچھ منوانے

38۔ علامہ خراسانی کے شعر کا مفہوم یہ ہے کہ حریم مکہ میں ایک ایسا سورج چمکا ہے کہ جس نے مکہ کو منور بنا دیا اور سارا شہر مکہ جگمگا اٹھا۔

https://downloadshiabooks.com/

کے درپے ہیں مگر وہ یاد رکھیں فضائل و کمالاتِ فاطمی علیہا السلام پر کم عمری و زیادہ عمر بتلانے سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا ہے اپنے ہمسر محترم حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرح یہ ذات مقدس بھی بے حساب فضائل و کمالات کی حامل ہیں۔

بقول شاعر: أتريد ان تحصي فضائل فاطم

نفد الحساب و فضلها لم ينفد (39)

"تم یہ چاہتے ہو کہ حضرت زہراء علیہا السلام کے فضائل کو شمار کر لو گے یاد رکھو حساب و کتاب تو ختم ہو جائے گا مگر فضائل و کمالات فاطمی علیہا السلام کبھی ختم نہیں ہوں گے"۔

بعض محبان حضرت فاطمہ علیہا السلام بھی جہنم میں داخل ہوں گے مگر کیوں؟ وہ سن لیں در حقیقت وہ لوگ جہنم میں جا کر وہاں ان لوگوں کو تلاش کریں گے جنہوں نے انہیں کسی طرح کی مدد کی ہو گی جہنم کے فرشتے جس طرح جب جہاں جس حصہ جہنم میں جانا چاہیں چلے جاتے ہیں ان پر جہنم کی آگ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اسی طرح ان فرشتوں سے افضل مومنین و محبّان فاطمہ زہراء علیہا السلام بھی جہنم میں داخل ہوں گے اور انھیں آتش جہنم کچھ نہیں کر پائے گی اور وہ لوگ وہاں مستحقینِ جنت کو ڈھونڈ کر

39۔ شاعر اہل بیتؑ، جناب شیخ عبد العظیم الربیعی۔

https://downloadshiabooks.com/

نکالیں گے اور جنت میں لے جائیں گے۔

علامہ شیخ علی مؤید فرماتے ہیں"ان النار تخشع له و تخضع ولا تمسه اذی" "آتش جہنم موالی فاطمہ علیہاالسلام کے لئے خضوع و خشوع کرے گی اور اسے کوئی اذیت نہیں پہنچائے گی "بل تسمح له بالدخول الیها بسلامة" بلکہ جہنم، مومنِ فاطمی کو بڑی سلامتی کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت دے گی "لیستنقذ منها کل من اراد انقاذها" تاکہ وہ مومن جہنم کے ہر اس شخص کو نکال لائے جنہیں وہ نکالنا چاہتا ہے یہ وہ اجر وثواب اور عظیم مرتبہ ہے کہ جس کے اوپر اور کیا مرتبہ متصور ہو سکتا ہے اور یہ سب کچھ حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کے خاندان کی محبت ومودت کے بل بوتے پر حاصل ہو گا۔

یاد رہے کہ یہ کوئی عالم فاضل شخص کی اپنی بات یا نتیجہ نہیں ہے علامہ مؤید نے اس مطلب کو ایک طولانی حدیث سے اخذ فرمایا ہے اور وہ فقرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کو بغور سنیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بروز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن سے فرمائیں گے "وطنت نفسك علی احتمال المكاره فی موالاة محمد و آله الطيبين الطاهرين" اے بندۂ مومن تو نے موالات اہل بیت علیہم السلام میں اپنے اوپر مصیبتوں اور بلاؤں کو آنے کے لئے اور انھیں برداشت کرنے کے لئے آمادہ کیا تھا تو پھر آج خداوند متعال نے اس کے بدلہ میں

https://downloadshiabooks.com/

تجھے تمکین دی ہے کہ تو جس جس کو چاہے اس بھری مصیبت کے میدان سے نکال باہر کر لے ”فقد جعل الله اليك و مكّنك فى تخليص كل من تحب تخليصه من اهل الشدائد فى هذه العرصات“ اللہ نے تمہیں اختیار دے رکھا ہے اور تمہیں یہ قدرت عطا کر دی ہے کہ تم جس کو چاہو ان مصیبت و بلا میں گھرے لوگوں کو گلو خلاصی دے سکتے ہو۔

یہ سن کر مومن اپنی نگاہیں تیز کر دے گا پورے میدان محشر میں موجود کروڑوں لوگوں پر اس کی نگاہ محیط ہو جائے گی اور پھر وہ میدان محشر سے ان تمام لوگوں کو چن لے گا جنہوں نے دنیا میں اس کے اوپر ذرا سا بھی احسان کیا ہو گا چاہے مالی، چاہے ارفاق و اشفاق کیا ہو گا یا اس کی غیبت سے روکا ہو گا اس کے کسی کام آیا ہو گا یا ہنس کر بولا اور بات کیا ہو گا وہ مومن ان تمام لوگوں کو میدان محشر سے اس طرح نکال لے گا جس طرح لوگ صحیح درھم و دینار کو ملاوٹی یا کھوٹے سکوں کے درمیان سے چن لیا کرتے ہیں پھر وہ انھیں صرف داخل جنت ہی نہیں کرے گا بلکہ اس سے کہا جائے گا ”اجعل هؤلاء فى الجنة حيث شئت“ انہیں جنت میں جہاں چاہو منزل دے سکتے ہو۔

مومن کو ایک آواز اور آئے گی اور حکم ہو گا اے بندہ مومن ہم نے تجھے قدرت دے دی ہے کہ تم جہنم کے اندر جس جس سے چاہو ملاقات کو جا سکتے

https://downloadshiabooks.com/

ہو"قد جعلنا لك و مكّناك من لقاء من تريد في نار جهنم" اے بندہ مومن ہم نے تمہیں اختیار عطا کیا ہے اور تجھے قدرت بخشی ہے کہ جس جس سے تو چاہے آتش جہنم میں جا کر ملاقات کر سکتا ہے معلوم ہوا کہ علامہ مؤید کا کلام صد در صد درست ہے مومن کو آتش جہنم میں کسی بھی جہنمی سے ملاقات کی اجازت ہو گی اور وہ آتش جہنم میں جا کر جسے چاہے گا نکال لائے گا اسی طرح بندہ مومن جس جہنمی کو جہاں چاہے گا جہنم کی تنگ ترین جگہ پر بھیج سکے گا یہ سب کچھ مومن کو ولایت معصومین علیہم السلام اور بالخصوص حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی ولایت و مودت میں پاور ملے گی۔[40]

توجہ! تفسیر برہان اور تفسیر تاویل الآیات میں الف کا فرق ہے مگر معنی میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے اس پر توجہ کی ضرورت ہے ان تفسیروں میں "من القاءِ من تريد" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ اہل محشر میں سے تم جس جس کو چاہو جہنم میں پھینک سکتے ہو اس مطلب کی تائید کلام میں موجود متضاد مطلب سے بھی ہوتی ہے یعنی مومن کو خدا جس طرح جس جس شخص کو جنت میں داخل کرنے اور جہاں چاہے وہاں جگہ دینے کی قدرت عطا کرے گا اسی طرح خداوند متعال مومن کو کسی کسی کے جہنم میں پھینکنے کی قدرت عطا کرے گا۔

40۔ تاویل الآیات الظاہرۃ: ج۱، ص۶۴ و تفسیر الامام العسکریؑ: ج۱۲۹، ص۲۶۱۔

https://downloadshiabooks.com/

شناخت حضرت زہراء علیہا السلام ہم انسانوں بلکہ فرشتوں کے بھی بس کی بات نہیں ہے بلکہ فرشتوں تک کیوں محدود رکھا جائے انبیاء و مرسلین اور اولوا العزم پیغمبران علیہم السلام بھی معرفت واقعی حضرت زہراء سے عاجز و ناتواں ہیں انھیں یا تو خدا نے سمجھا ہے یا خدا کے نبی و ولی نے سمجھا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس گوہر یگانہ ہستی کو صرف اور صرف خدا جانتا ہے اس نے اسی ذات میں ایسا رمز و راز چھپا دیا ہے کہ ہر شخص اس ذات والا صفات کی کنہ معرفت سے عاجزی کا اعلان کرتا ہوا ملتا ہے۔

جب ملعون اول و ثانی اپنی قسمت آزمائی کر چکے تو مدینہ کا ایک سیٹھ اپنی ثروت و دولت کے زور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکہ دینا چاہتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت بتول عذراء علیہا السلام کا ہاتھ مانگنے کے لئے گذارش کرتا ہے اور مہر کے طور پر کثیر مقدار میں ثروت کا تذکرہ کرتا ہے کہ اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب پڑے ایک مٹی کے ڈھیلے کو اس کی آغوش میں اچھال دیتے ہیں وہ اسے اٹھا کر غور سے دیکھتا ہے اور ایک جملہ کہتا ہے "واللہ ان ھذہ تساوی کل ما املك" بخدا قسم یہ ایک موتی میرے تمام مال و دولت کے برابر ہے حالانکہ اس نے مہر فاطمہ علیہا السلام کے طور پر اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ ذکر کیا تھا مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اس کی اوقات بتلا دی اور ایک ڈھیلے میں اس کی ساری ثروت مندی سمٹ گئی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف مٹی کا ڈھیلہ پھینکا تھا دست پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

https://downloadshiabooks.com/

سے مس ہو کر وہ ایسا موتی بن جاتا ہے کہ جس کی برابری عبد الرحمان بن عوف کی ساری پراپرٹی اور سونے، چاندی ،ہیرے ،جواہرات کے برابر ہے ادھر عبد الرحمان نے ایک ڈھیلے کے نگینہ بن جانے سے اپنی ساری ثروت و دولت کی برابری کا اعلان کیا ادھر جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا "یا عبد الرحمان ! واللہ انی قادر ان احول ھذہ الارض الی معادن و جواھر باذن اللہ" اے فرزند عوف تو ایک ڈھیلے کے موتی تبدیل ہو جانے پر تعجب کر رہا ہے بخدا قسم اگر میں چاہ جاؤں تو یہ ساری زمین کا پورا گولہ زر و جواہرات میں باذن پروردگار تبدیل کر سکتا ہوں۔

اور پھر اس گوہر شاہوار دختر نیک اختر آسمان رسالت حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے سلسلہ میں جناب رسول گرامی ﷺ نے ایک خبر دے کر رشتہ مانگنے آئے بھکاری عبد الرحمان بن عوف کے سامنے حضرت زہراء علیہا السلام کی ایک عظمت و فضیلت خاصہ کا تذکرہ کر کے بات ختم کر دی آپ نے فرمایا "یا عبد الرحمان! ان الزھراء عقد علیھا فی السماء "[41] اے عبد الرحمان میری بیٹی کا عقد آسمان پر پڑھا جا چکا ہے میری بیٹی کا خاوند مقرر ہو چکا ہے اور عقد بھی واقع ہو چکا ہے زمین پر عقد سے پہلے میری بیٹی کسی فتیٰ کی زوجیت میں آ چکی ہے تم اپنی ثروت و دولت کی

41۔ سلوا فاطمۃؑ عن مصائبھا: ص۸۔

https://downloadshiabooks.com/

دھونس دکھا کر رشتہ مانگنے چلے آئے تمہاری اوقات بس ایک ڈھیلے کے برابر ہے اور میری بیٹی کونین کی ملکہ اور خاتون جنت ہے۔

علامہ اقبال کی طرف منسوب بیت ملاحظہ ہو:

ھی ام من ھی زوج من ھی بنت من   من ذا یدانی فی الفخار اباھا[42]

ایک اور روایت حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی بھی سن لیں آپ فرماتے ہیں " یُطیعُنا کل شیء حتی السموات والارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والبحار والشجر والدواب والجنة والنار" کتاب بصائر الدرجات میں یہ حدیث حدیثِ نورانیت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام سے متعارف ہے جس کا مطلب ہے ہر چیز ہماری مطیع ہے اور امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے بنی نوع آدمؑ کے علاوہ ساری چیزیں ہماری بڑی مطیع ہیں جب ساری چیزیں مطیع ہیں تو اگر وہ اشارہ کر دیں یا چاہ جائیں کہ ساری چیزیں ہیرے وجواہرات میں تبدیل ہو جائیں تو کیا نہیں ہوں گی خدا کے بعد ساری قدرت والے ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔

42۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں: یہ بی بی کس کی ماں ہیں؟ کس کی زوجہ ہیں؟ کس کی بیٹی ہیں؟ بھلا اس خاتون کے بابا سے فخر وافتخارات میں کون برابری کر سکتا ہے؟!۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۷

۱۴۴۴ھ

تمہید!

حضرت سیدة نساء العالمین جناب فاطمہ زہراء علیہاالسلام کا خطبہ فدکیہ وہ عظیم الشان کلام اور فصیح و بلیغ خطبہ ہے کہ جس کی کما حقہ تعریف و تمجید سے بڑے بڑے علماء و ادباء کی زبانیں قاصر ہیں جس کلام کی گہرائی و گیرائی کے بیان سے بڑے بڑے فقہاء و متکلمین کی زبانیں عاجز ہیں جس کلام کی ظاہری توصیف سے بھی ادباء عرب فصحاءِ ادب درماندہ نظر آتے ہیں معنوی و معنائی تعریف کی تو بات ہی جدا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام نے اس خطبہ کے ذریعہ مخالفین پر حجت تمام کر دی ، غاصبوں کو منہ کی کھانی پڑی اور ظالموں کو رہتی دنیا تک رسوا ہونا پڑا، صدر اسلام کے ڈکٹیٹروں نے جناب سیدہ علیہاالسلام کی ملکیت پر قبضہ تو کر لیا لیکن ان کی وراثت ملکیت اور ہبہ کا انکار نہیں کر سکے صادق و امین نبی اعظمؐ کی صدیقہ و امینہ لخت جگر حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام نے ایک خطبہ میں غاصبوں کی بکھیا ادھیڑ کر رکھ دی اور ان کی بے بنیاد باتوں اور ان کی تاویلوں کا جنازہ نکال کر رکھ دیا اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جھوٹا، ظالم، غاصب اور ڈکٹیٹر ثابت کر کے سنجیدہ مزاج انسانوں کی آنکھیں

https://downloadshiabooks.com/

کھول دیں۔

جناب سیدہ عالمیان علیہاالسلام کا یہ خطبہ بہت بلند و بالا مضامین پر مشتمل ہے ان کلمات کے اندر دقیق افکار اور گہرے معانی کے موتی پروئے ہوئے ہیں ان کلمات کے اندر شریعت محمدیؐ کے احکام فرعی و شرعی کے ساتھ ساتھ اساس واصول دین مبین کے جابجا مطالب موجود ہیں جن کے اوپر سے پردہ ہٹانے والے بعض شارحین و اکابر نے اپنی عاجزی کا اعلان کر دیا ہے تو پھر مجھ نادار کی کیا بساط کہ میں کچھ بول سکوں میں تو انھیں اکابر کے کلمات و فرمودات کا ترجمہ اپنے الفاظ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

صاحب کتاب دعائم الاسلام و شہاب الاخبار علامہ قاضی نعمان فاطمی مصری کی مختصر شرح اس خطبہ کے حوالہ سے دستیاب ہے اسی طرح علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں خطبہ ٔ فدکیہ کو جگہ دے کر جابجا مختصر شرح وبیان سے اس خطبہ کی اہمیت پر توجہ دلائی ہے ان کے بعد علامہ انصاری تبریزی نے پورے خطبہ کو اپنی دقیق شرح سے آراستہ کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اور موجودہ دور کے جلیل القدر بزرگوار آیۃ اللہ سید محمد شیرازی قدس سرہ نے "من فقہ الزہراؑ" نامی گرامی قدر کتاب کی دوسری اور تیسری جلد کو اس خطبہ کی شرح قرار دیا ہے ان تمام بزرگواروں کے معانی و مطالب سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اور دیگر چھوٹی بڑی

https://downloadshiabooks.com/

شرحوں سے استفادہ کرتے ہوئے اس خطبہ کو بطور درس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرناچاہتاہوں۔

اسانید:

خطبۂ فدکیہ سندی بحث سے بے نیاز ہے کیونکہ یہ خطبہ دہن بہ دہن سینہ بہ سینہ اپنے دور صدور سے آج تک نقل اور مورد بحث رہاہے علماء و سادات اس عظیم الشان خطبہ کے حافظ ہوا کرتے رہے ہیں پھر جناب علامہ کبیر مجلسی نے فرمایاہے ”اعلم ان هذه الخطبة من الخطب المشهورة“ یاد رکھو کہ جناب سیدۂ عالمیان حضرت فاطمہ زہراءعلیہاالسلام کا خطبۂ فدکیہ عرب کے مشہور خطبات میں سے ایک ہے اور مشہور خطبوں کے نقل و بیان میں کسی سند کی ضرورت نہیں ہوا کرتی اس کے باوجود بقول علامہ مجلسی ”التی روتها الخاصة والعامة“ اس خطبۂ ذی الوقار کو علماءِ خاصہ اکابر امامیہ نے بھی اور علماءِ عامہ سنیوں نے بھی روایت کیاہے اور اس کے نقل وبیان اور روایت خطبہ میں صرف ایک دو سند نہیں متعدد اسناد کا تذکرہ موجود ہے جو اس خطبہ کی عظمت و اہمیت کا اور لوگوں کی توجہات کا مرکز ہونا آشکار کرتاہے اور ”باسانید متضافرة“ سلسلۂ سند خطبہ میں کوئی کلام نہیں ہے کیونکہ کوئی ایک دو سند نہیں متعدد سند ہیں۔

سردست ہم صرف ایک سند جسے سنی مفکر ابن ابی الحدید نے علامہ جوہری

کی کتاب السقیفہ و فدک سے ذکر کیا ہے، ذکر کر رہے ہیں مگر اس سے قبل سنی معتزلی ابن ابی الحدید کی تمہیدی عبارت ضرور ذکر کریں گے وہ کہتے ہیں کہ خطبۂ فدکیہ کو ہم شیعہ کتابوں سے نہیں درج کریں گے اور نہ ہی ان کے علماء و رجال سے روایت کریں گے بلکہ اس خطبہ کو ہم سنی عالم جو بڑے پائے کے محدث، بڑے ادیب اور ثقہ و متقی و پرہیز گار شخص ہیں کہ جن کی دیگر محدثین نے بڑی تعریف کی ہے ان سے نقل کرنے جا رہے ہیں اس کے بعد ابن ابی الحدید معتزلی، سنی ابو بکر جوہری کے سلسلۂ سند کو حضرت صدیقۂ صغریٰ جناب زینب کبریٰ علیہا السلام سے ملاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی مادر گرامی کا خطبہ یوں نقل کیا ہے۔ دوسرا سلسلۂ سند ابو بکر جوہری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملایا ہے کہ جس کے آغاز میں جعفر بن محمد بن عمارہ ہیں تیسرا سلسلۂ سند بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے ملایا ہے کہ جس کے آغاز میں عثمان بن عمران عجیفی ہیں چوتھا سلسلۂ سند کہ جس کو ابو بکر جوہری نے عبد اللہ ابن حسن سے ملایا ہے جس کے آغاز میں احمد بن محمد بن زید ہیں ابو بکر جوہری فرماتے ہیں کہ "**قالوا جمیعاً**" تمام اسناد کے آخری افراد یعنی حضرت زینب علیہا السلام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ بن حسن نے کہا ہے اور پھر خطبہ نقل کیا ہے۔

مدارک:

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کا گراں قدر خطبۂ فدکیہ کے مدارک و منابع بہت

ہیں لیکن ہم چند قدیم مدارک ذکر کرنا پسند کریں گے لہذا اس خطبہ کے اولین مدارک کا مع مؤلف کتب تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۱: کتاب السقیفه و فدك ،تألیف احمد بن عبد العزیز ابو بکر الجوهری المتوفی

۲: کتاب مروج الذهب، تألیف علی ابو الحسن المسعودی المتوفی

۳: کتاب علل الشرائع، تألیف الشیخ الصدوق محمد ابن بابویه القمی المتوفی ۳۸۱ھ

۴: کتاب الشافی فی الامامة ،تألیف السید مرتضیٰ علم الهدی الشریف المتوفی ۴۳۶ھ

۵: کتاب بلاغات النساء،تألیف احمد بن ابی طاهر الطیفور المتوفی...

۶: کتاب الاحتجاج ،تألیف الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی المتوفی...

۷: کتاب الطرائف فی معرفة مذاهب الطوائف ،تألیف للسید بن طاوؤس المتوفی ۶۶۴ھ

https://downloadshiabooks.com/

۸: کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ،تألیف العلامۃ علی بن عیسی اربلی المتوی۔۔۔

اثبات:

ا: کسی کلام کی صحت کے لئے یا اس کی صدور کے اثبات اور اس کے کنفرم کرنے کے لئے جہاں بہت سے طریقے ہیں وہاں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کلام کو ایسے لوگ نقل کر رہے ہوں جو اس کلام کے اندر موجود حقائق و عقائد سے تال میل نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ کلام ان کے من پسند ہے بلکہ ان کی ایمانی و عقیدتی ضرب کا باعث ہے، خطبہ ٔ فدکیہ سنیوں کے عقائد و معتقدات کا جنازہ نکال رہا ہے پھر بھی سنی علماء کی بڑی تعداد اس خطبہ کو نقل کر رہی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تاریخی پس منظر میں رہ کر وہ اس کو محو نہ کر سکے اس کی حقانیت کو مٹا نہیں سکے اور اس خطبہ کے نقل کرنے میں مجبور ہوئے اگر یہ خطبہ کسی زاویہ سے جعلی ہوتا یا کسی قسم کا کوئی عیب رکھتا ہوتا تو ضرور مخالفین کی چیخیں سننے کو ملتیں اور وہ اس کا بھرپور طریقہ سے مقابلہ کرتے اسے نقل نہ کرتے بہرحال سنیوں میں اس خطبہ کے نقل کرنے والوں میں سر فہرست، ابن طیفور، جوہری، اصفہانی، ابن شفروہ، مرزبانی اور ابن ابی الحدید ہیں جناب علامہ اربلی کشف الغمۃ میں فرماتے ہیں ”و قد اوردھا الموافق والمخالف“ کہ اس خطبہ ٔ فدکیہ ٔ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو مخالف و

https://downloadshiabooks.com/

موافق دونوں نے روایت کیا ہے۔

۲: تاریخی حقائق سے کلام کا مطابقت کرنا اور اس کے مضمون و ضوابط شریعت پر مکمل طریقہ سے پورا اترنا بھی اس خطبہ کی صحت و استقامت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے نیز کلام الٰہی کی طرح کلام اولیاء الٰہی کے معیار کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ ایسا کلام معدن رسالت و منبع نبوت کے علاوہ سے صادر ہی نہیں ہو سکتا۔

حد تو یہ ہے کہ شرارت و شقاوت کا مصدر، دختر خلافت عائشہ بنت ابی بکر جیسی منحوس ذات نے بھی یہ خطبہ نقل کیا ہے کہ جس کے باپ پر یہ خطبہ بجلی بن کر گرا تھا اور اس کے باپ کے تمام داؤں پیچ دھرے کے دھرے رہ گئے تھے اور خود بیٹی کو باپ کی غاصبیت کا اعلان و اقرار کرنا پڑا تھا۔

عائشوی سند:

جناب علم الھدیٰ سید مرتضی برادر شریف رضی جامع نہج البلاغہ نے اپنی کتاب ''الشافی فی الامامۃ'' میں خطبۂ فدکیۂ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو عائشہ بنت ابی بکر کے سلسلۂ سند سے نقل کیا ہے آپ الشافی میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبید اللہ محمد بن عمران مرزبانی نے محمد بن محمد کاتب سے انہوں نے احمد بن عبید اللہ نحوی سے انہوں نے زیادی سے انہوں نے شرفی بن قطامی سے انہوں نے محمد بن

https://downloadshiabooks.com/

اسحاق سے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے اور انہوں نے عائشہ بنت ابی بکر سے خطبۂ فدکیہ کو نقل کیا ہے۔

سید مرتضی علم الھدیٰ کے استاد جناب محمد بن عمران مرزبانی نے ایک اور سند اس خطبہ کی عائشہ سے نقل کیا ہے ان کا سلسلۂ سند یہ ہے کہ مجھ سے احمد بن محمد مکی نے محمد بن قاسم یمانی سے انہوں نے جس شخص سے نقل کیا وہ عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب رسول خدا ﷺ کی رحلت واقع ہو گئی تو جناب سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنی کنیزوں اور خاندان کی خواتین کے جھرمٹ میں ابو بکر کے پاس تشریف لائیں اور۔۔۔۔ پھر خطبۂ فدکیہ ارشاد فرمایا۔

بیان شیخ صدوق:

جناب محمد بن علی بن بابویہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب ۔۔ نے فرمایا ہے کہ "انما اوردت الاسانيد هنا ليعلم انه روى هذه الخطبة باسانيد جمة" میں نے اس مقام پر خطبۂ فدکیہ کی متعدد سندوں کو صرف اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ معلوم و آشکار ہو جائے کہ خطبۂ فدکیہ کسی ایک دو سند سے نہیں بلکہ متعدد اور متظافر سندوں سے روایت ہوا ہے جس سے ایک نتیجہ حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ جس کلام کی سندیں اس قدر زیادہ ہوں اور متعدد اسناد سے نقل کرنے والے لوگ بھی متعدد ہوں معصوم و غیر عصوم سے ہم تک یہ خطبہ پہنچا ہو تو پھر اس کی

https://downloadshiabooks.com/

وثاقت، شرعی و عقلی اور عرفی سبھی اعتبار سے خبر واحد کے اعتماد سے کئی گنا زیادہ اعتبار و وثوق حاصل ہو جاتا ہے۔

سدباب:

جناب سیدہ علیہا السلام کا یہ خطبہ وہ بھی مجمع عام میں اس بات کا پکا ثبوت ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر خلافت کو یوں ہی ابو بکر تسلیم کر دیا تھا اور بنی ہاشم ابو بکر کی خلافت سے راضی تھے؟! جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کا احتجاج اسی طرح دیگر بڑی شخصیات کا احتجاج نیز جناب سیدہؑ کا بھرپور احتجاج ان لوگوں کی بکواس کا سدّباب کرنے کے لئے کافی ہے جو یہ بول رہے ہیں کہ ابو بکر کی خلافت سے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو، حضرت زہراء علیہا السلام کو اور دیگر بنی ہاشم کو کوئی شکوہ و گلہ نہیں تھا۔

یاد رہے کہ اتنے بھاری مجمع میں دختر رسول خدا علیہا السلام کا اس طرح خطاب جہاں امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتمام حجت تھا، عذر و معذرت تراشی کا سدباب تھا حق و حقیقت کا اظہار و اعلان تھا وہیں یہ کام جناب سیدہ علیہا السلام جیسی عظیم الشان خاتون کا اقدام بغیر شوہر کی رضایت و اجازت کے نہیں ہو سکتا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا اعتراض، مولا امیر المومنین علی علیہ السلام کا بھی اعتراض تھا اور اس احتجاج میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام بھی شامل تھے ورنہ گھر سے باہر نکلنے کی اجازات

https://downloadshiabooks.com/

کیوں دیتے ؟مہاجرین و انصار کے ملاِعام میں باقاعدہ بھاری بھر کم خطبہ اور پھر غاصب کے چہرے پر پڑی نقاب کا ادھیڑ دینا یہ سب امیر المومنین علی علیہ السلام کی رضایت واجازت کے ساتھ تھا۔

مقبولیت کلام زہراء علیہا السلام:

جناب سیدۂ عالمیان حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کا یہ خطبہ اپنے صدور کے زمانہ سے ہی مقبول بنی ہاشم اور مقبول مومنین وصالحین رہا ہے ابن ابی الحدید المعتزلی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جناب زید شہید فرزند امام سجاد علیہ السلام نے خود فرمایا ہے ''رأیت مشائخ آل ابی طالب یروونه عن آبائهم و یعلمونها اولادهم'' میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس خطبہ کی روایت کرنے میں بڑا انہماک رکھتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو اس خطبہ کی بھی تعلیم دیتے رہتے ہیں شاید جناب زید شہید علیہ السلام کا اشارہ خاندان ہاشمی میں سر فہرست خود امام زین العابدین علیہ السلام ہوں اگرچہ خاندان بنی ہاشم میں دیگر بڑی ہستیاں بھی رہی ہیں جنھوں نے اس پر کار بند رہ کر خود بھی خطبۂ فدکیہ کو روایت کیا ہے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی حفظ کرایا ہے اور اس کی تعلیم دی ہے ہاشمیوں کا یہ شیوہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہم بھی اس خطبہ پر کام کریں۔

علامہ شرف الدین موسوی صاحب کتاب المراجعات اپنی دوسری

https://downloadshiabooks.com/

معروف کتاب (جس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اولاد علیؑ و بتول علیہاالسلام میں ہمارے سلف خطبہ کے اول صدور سے اپنے بعد کے لئے اس خطبہ کو روایت کرتے رہے ہیں اور ان کے بعد والوں نے اپنے بعد والوں کے لئے اس خطبہ کو روایت اور نقل کیا ہے اور اس خطبہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے یہاں تک کہ دست بدست ہوتا ہوا ذہن بہ ذہن، سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچا ہے اس کے بعد علامہ شرف الدین موسوی لکھتے ہیں "نحن الفاطميون نرويها عن آبائنا" لہذا ہم اولاد زہراء علیہاالسلام اپنے آباؤ و اجداد سے اس خطبہ کی روایت کرتے رہے ہیں "و آبائنا يروونها عن آبائهم" اور ہمارے آباؤ اجداد اپنے فاطمی آباؤ اجداد سے نقل کرتے رہے ہیں "وهكذا الحال في جميع الاجيال" اور یہی صورت حال ہر نسل میں باقی رہی ہے "الی زمن الآئمة من ابناء علی و فاطمة" یہاں تک کہ یہ سلسلہ اولادِ علی و بتول علیہاالسلام میں ہونے والے اماموں تک پہنچ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ خطبۂ فدکیہ کے حفظ و نشر کا سلسلہ کوئی سید شرف الدین موسوی کے دور کا نہیں ہے بلکہ زمانۂ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ فاطمی سادات حضرت زہراء علیہاالسلام کے خطبۂ فدکیہ کو حفظ کرتے تھے اور اس کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مسئلہ:

خطبۂ فدکیہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

،حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام اور حضرت عبد اللہ بن حسن جیسی شخصیات نے نقل کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس خطبہ کی روایت کرنا نشر کرنا اور اس کو محفوظ کرنا وغیرہ سب مستحب عمل ہے، سیرت معصومین علیہم السلام ہے اور سیرت زینب کبریٰ علیہا السلام ہے۔

نیز اگر آثار نبوت و رسالت اور اثار امامت و ولایت کے تحفظ کی بات آجائے تو ایسی صورت میں تمام روایات کے تحفظ وغیرہ کی طرح اس خطبۂ فدکیہ کا تحفظ بھی واجب ہو جائے گا اور اس کی نشر و اشاعت اسی طرح واجب ہو جائے گی جس طرح دیگر آثار نبوت وامامت کی نشر و اشاعت واجب ہے اور حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام اپنے شیعوں کو احادیث کی نشر و اشاعت کی تشویق و ترغیب دلایا کرتے تھے اور چونکہ خطبۂ فدکیہ پر معصومینؑ و اولاد معصومین علیہم السلام کی خاصی توجہ رہی ہے لہذا ان کی اتباع میں ہماری بھی اس خطبہ کی تحفیظ و نشر واشاعت پر خاص توجہ ہونی چاہیئے۔

وجوہِ وجوب:

خطبۂ فدکیہ کے حفظ و نشر و اشاعت کے وجوب پر متعدد دلیلیں قائم کی جا سکتی ہیں اگرچہ ذاتی طور پر خطبہ کی تحفیظ اور اس کی نشر و اشاعت واجب نہیں ہے لیکن اگر امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کے دائرہ بھی آجائے تو واجب ہو جائے گا

https://downloadshiabooks.com/

اسی طرح اگر احقاق حقِ امیر المومنین علیہ السلام اور ابطال باطلِ دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے دائرہ میں آجائے تو پھر خطبہ فدکیہ کی تحفیظ و نشر واشاعت واجب ہو جائے گی۔

نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے ارشاد فرمایا ہے "اكتب وبثّ علمك فی اخوانك" اے مفضل لکھو اور اپنے دینی بھائیوں میں اپنے علم و دانش کی نشر و اشاعت کرو، صیغہ امر کا ظہور وجوب میں ہے اور اسی طرح کلی طور پر علم و دانش کی تحریر و تدوین اگر دائرہ وجوب میں نہ بھی داخل ہو تو بہر حال مستحب مؤکد کے دائرہ میں ضرور آجاتی ہے اس روایت کے اختتام پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس حکم و دستور کی وجہ بھی ذکر فرماتے ہیں آپ ارشاد فرماتے ہیں" فان مت فاورثت كتبك بنيك" لہذا اگر تمہارا انتقال ہو جائے تو تم اپنی کتابوں کو اپنی اولاد میں ورثہ کے طور پر چھوڑ کر چلے جاؤ گے "فانه يأتی علی الناس زمان هرج" اس لئے کہ لوگوں کے اوپر ایک ایسا ہنگامہ خیز زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں وہ "لا يأنسون فيه الا بكتبهم "صرف اپنی کتابوں سے ہی انسیت رکھیں گے ان کا اور کسی چیز میں دل نہیں لگے گا وہ بس کتابوں سے الفت و محبت کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۸

۸ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

حسنی سادات اور خطبہ فدکیہ:

خطبہ فدکیہ کی روایت کرنے والوں میں حضرات معصومین علیہم السلام جیسے امام امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام اور تالی تلو معصومین حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام کے علاوہ اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے جناب عبد اللہ بن حسن بھی ہیں جو کہ عبد اللہ المحض کے عنوان سے معروف ہیں اور سلطنت عباسیہ کی ساکھ جمنے سے پہلے ہی اسے اکھاڑ ڈالنے کی کوشش کرنے والے بہادر حسنی سادات محمد و ابراہیم کے باپ ہیں عبد اللہ بن حسن نے اپنے سلسلۂ سند میں اپنے آباؤ طاہرین علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے مسجد نبوی میں تشریف لا کر اس وقت یہ خطبہ ارشاد فرمایا ہے جبکہ ابو بکر و عمر نے عزم کر لیا تھا بلکہ حضرت زہراء علیہا السلام کا حق فدک چھین لیا تھا۔

حکم شرعی:

احادیث کی نشر و اشاعت مستحب ہے اور کبھی یہ استحباب دائرہ وجوب میں داخل ہو جاتا ہے مستحب ہونے کے لئے ضروری ہے اس عمل کو کسی معصوم نے

https://downloadshiabooks.com/

انجام دیا ہو احادیث کی نقل و نشر سبھی معصومین علیہم السلام نے کی ہے لہذا نشر و اشاعت احادیث، سیرت معصومین علیہم السلام پر عمل ہے ان کی تاسی ہے اب وہ روایات و احادیث چاہے عقائد سے تعلق رکھتی ہوں یا مسائل شرعیہ سے، اخلاق و آداب سے تعلق رکھتی ہوں یا عبادات و معاملات سے، ان احادیث کے اندر موجود احکام، واجب و حرام ہوں یا مستحب و مباح، بہر حال روایات اہل بیتؑ کی نشر و اشاعت بہت اہم اور مستحب عمل ہے اور یہ حکم اس وقت دائرہ وجوب میں داخل ہو جاتا ہے جبکہ ان احادیث کے تلف ہونے، آثار نبوت و رسالت اور میراث امامت و ولایت کے محو و نابود ہونے کا خطرہ لاحق ہو، خطبۂ فدکیہ بھی نہ صرف جواز و استحباب کے حکم میں ہے بلکہ چونکہ مخالفین اس کے محو و منہدم کرنے اور اس کے اندر موجود حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے درپے ہیں لہذا خطبۂ فدکیہ کا تحفظ اس کے معانی، مطالب کی حفاظت اور درس و تدریس مستحب ہیں نہیں بلکہ واجب کے دائرہ میں ہے نیز پیروئ معصومین علیہم السلام اور ان کی سیرت طیبہ پر عمل در آمد بھی ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے حضرت سید الشہداء امیر حمزہ علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کی قبر مطہر پر جا کر وہاں سے مٹی اٹھائی اسے گوندھا اور اس سے سو دانے بنائے اور ان دانوں کو زرد رنگ کے دھاگے میں پرویا اور اس سے تسبیح پروردگار شروع کی جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم فرمایا تھا کہ اگر تسبیح سے بہتر کوئی عمل و عبادت ہوتی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عمل و عبادت کو اپنی لخت جگر کو تعلیم

https://downloadshiabooks.com/

فرماتے نہ کہ تسبیح کو۔

اس عمل فاطمیؑ سے حکم شرعی نکلتا ہے ایک تو یہ کہ معتبر شہید کی قبر سے مٹی لیکر تسبیح بنائی جاسکتی ہے دوسرے یہ کہ مٹی سے دانہ بنایا جائے اگرچہ ہر مٹی سے تسبیح بنائی جاسکتی ہے لیکن قبر کی مٹی سے قبر بھی شہید کی قبر کی مٹی سے بلکہ سید الشہداء ان کی قبر کی مٹی سے دانہ بنایا جائے اور پھر اگر ہم شیعہ اولین و آخرین کے تمام شہیدوں کی سردار کی قبر کی مٹی سے تسبیح کے دانے بنائیں تو پھر اس سے زیادہ اہمیت اور اجر و ثواب بھلا کہاں ہو گا۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام اون بنتی تھیں، اس سے لباس تیار کرتی تھیں، رومال بناتی تھیں روایت میں جہاں سورۂ یوسف کی تعلیم سے منع کیا گیا ہے وہیں سورۂ نور کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے ساتھ ہی ایک جملہ اور بھی روایت میں وارد ہوا ہے او روہ ہے ''و علّموهن المغزل ''اور عورتوں اور نوجوان وجوان لڑکیوں کو غزل اور اون سے لباس بننے کو سکھاؤ علامہ مجلسی اول فرماتے ہیں کہ جہاں غزل اس حکم کے باعث مستحب عمل ہے وہیں یہ عمل عورتوں کے لئے سیرت سیدہ علیہاالسلام پر عمل بھی ہے علامہ مجلسی اول کی عبارت یہ ہے ''اقل مراتب التأسّی بسیدة نساء العالمین فاطمة الزهراء (ص) ''سب سے کم ترین مرتبۂ ثواب و اہمیت اس عمل کی ایک تو یہی ہے کہ غزل و بنائی کرنا حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کی تاسی و پیروی

ہے اور خواتین کے لئے اس سے بڑا مرتبہ کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ لخت جگر رسول خدا ﷺ کی پیروی کریں اور ان کی سیرت پر عمل کریں۔

ایک اشکال کا جواب:

جناب جعفر طیارؓ کی بیوہ جناب اسماء بنت عمیسؓ سے جب امام علیؑ کو شادی کرنی ہی تھی تو کیوں نہیں جناب جعفرؑ کی شہادت کے بعد کر لیا کیوں انھیں ابو بکر کی زوجہ بننے دیا پھر ابو بکر کے مرنے کے بعد امامؑ نے جناب اسماء بنت عمیسؓ سے شادی رچائی ؟ جناب جعفرؑ کے بچے اس وقت بڑے چھوٹے تھے، رشتہ میں بھابھی ہوتی تھیں، سہارے کی ضرورت تھی ملعون ابو بکر کی زوجہ ہونے سے کیوں نہیں بچایا؟

اس سوال کا جواب علامہ سید محسن امین العاملی نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ میں دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ”انما لم یتزوجها علی بعد قتل اخیه جعفر لان فاطمة الزهراء کانت حیة“ جس وقت جناب اسماء بنت عمیسؓ بیوہ ہوئی تھیں جناب سیدہ حضرت فاطمہ زہراءؑ زندہ تھیں اور حضرت امیر المومنین علیؑ کو نہ صرف یہ کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے بلکہ کسی بھی خاتون سے حیات جناب سیدہؑ میں شادی کی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی آپ نے کسی سے شادی رچائی تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۹

۲۱ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

ہم نے ذکر کیا کہ خطبۂ فدکیہ کی روایت کرنے والی ذوات میں سے ایک حضرت زینب علیہاالسلام ہیں اور انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اس خطبہ کو نقل فرمایا ہے اور امام سجاد علیہ السلام سے یہ خطبہ ہم تک پہنچا ہے اور ابناء عامہ کے نزدیک بھی یہ خطبہ جس طرح حضرت زینب علیہاالسلام کے نقل کردہ الفاظ کے ساتھ پہنچا ہے اسی طرح عائشہ کے ذریعہ بھی یہ خطبہ پہنچا ہے ان دونوں عورتوں کے علاوہ حضرت فاطمہ بنت الحسین علیہاالسلام بھی اس خطبہ کی ناقلہ ہیں ان کے ذریعہ بھی یہ خطبہ ہم تک پہنچا ہے مگر بس فرق یہ ہے کہ فاطمہ بنت الحسین علیہاالسلام باواسطہ ناقل خطبہ ہیں کیونکہ وہ خطبہ حضرت زہراء علیہاالسلام کے صدور کے وقت موجود نہ تھیں بلکہ انہوں نے یہ خطبہ حضرت زینب علیہاالسلام کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔

ان خواتین کی نقل خطبہ سے ایک بات ہمارے نزدیک بھی اور ہمارے مخالفین کے نزدیک بھی عیاں بلکہ ثابت ہو جاتی ہے کہ احادیث و روایات بلکہ کلی طور پر نصوص شریعت کا خواتین کے ذریعہ نقل ہونا یا نقل کرنا مستحب ہے ہمارے نزدیک اس لئے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے حضرت زینب علیہاالسلام سے نقل کیا ہے اور عمل معصوم حجت ہے اور ہمارے مخالفین کے نزدیک اس لئے کہ وہ جناب رسول

https://downloadshiabooks.com/

خدا ﷺ سے منسوب کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے **"خذوا شطر دینکم من الحمیراء"** تم لوگ اپنی دین و شریعت کے کچھ احکام عائشہ سے اخذ کرو اور عائشہ اس خطبہ کی راویہ ہے۔

لہذا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ خواتین کا احادیث نقل کرنا جس طرح مستحب ہے اسی طرح خواتین سے بھی احادیث کا روایت کرنا مستحب ہے اور ہمارے نزدیک ایک اور جہت اس کلام و خطبہ کی حجیت کے سلسلہ میں یہ ہے کہ خود کلام حضرت زینب علیہاالسلام اپنی جگہ حجت ہے چاہے ان سے امام سجاد علیہ السلام نقل کرتے یا نقل نہ کرتے، مطلب یہ ہے کہ کلام حضرت زینب علیہاالسلام اپنی حجیت کے لئے نقل معصوم کا محتاج نہیں ہے کیونکہ خود جناب زینب علیہاالسلام مقام حجیت میں ہیں اور ان کا قول و عمل بھی معصوم اماموں علیہم السلام کی طرح حجیت رکھتا ہے اور اس کی دلیل حضرت امام سجاد علیہ السلام کا فرمان ہے جو آپ نے خود اپنی پھوپھی کو مخاطب کرکے فرمایا تھا **"وانت بحمد اللہ عالمۃ غیر معلمۃ و فھمۃ غیر مفھمۃ"**۔(43)

ایک اور اہم بات حضرت زینب علیہاالسلام کے نقل خطبہ سے عیاں ہو جاتی ہے کہ تحمل و سماع حدیث کے وقت جو بچہ یا بچی حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوں بلوغ کے بعد ان کے اقوال و احکام کو ان سے اخذ کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت زینب علیہاالسلام ایراد خطبہ

43۔ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۱۶۴، ح ۳۹، ۷۰۔

https://downloadshiabooks.com/

فدکیہ کے وقت چھوٹی تھیں مگر اداء اور نقل کے وقت بالغ ہو چکی تھیں تبھی تو اپنے بھتیجے سے نقل فرمارہی ہیں یعنی تحمل روایت و سماع حدیث کے وقت بچہ یا بچی بالغ نہ بھی ہو تو بلوغ کے بعد ان سے احادیث کا اخذ کرنا جائز ہے شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ اور تابعین نے بہت سی احادیث ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر وغیرہ سے اخذ کی ہیں جبکہ یہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں حد بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔

البتہ یہ بات مخفی نہ رہے کہ واقعات تاریخی میں ناقل بچہ ہو یا بچی، اطمینان حاصل ہو جائے تو نقل کے وقت بلوغ بھی شرط نہیں ہے خاص طور سے جب بچہ یا بچی خاندانِ عصمت و طہارت سے تعلق رکھتی ہو جیسے کہ حضرت زینب علیہا السلام اور اسی طرح حضرت سکینہ علیہا السلام کے نقل کردہ مصائب و آلام جو انہوں نے نقل کئے ہیں نیز یہ بات صرف مصائب و آلام تک محدود نہیں بلکہ روایات معصومین علیہم السلام کو بچپنے میں نقل کرنے والے ممیز بچے عقلاء کے نزدیک بھی اعتبار و حجیت سے خالی نہیں ہیں عرف عام میں بھی بچوں کے بیان کردہ ماجرے سنے جاتے ہیں اور ان پر ترتیب اثر دیا جاتا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کا مسجد نبوی کا یہ خطبہ در حقیقت دین کا نچوڑ ہے، تاریخی دستاویز ہے، لوح محفوظ کی تحریر ہے اور جریدۂ عالم پر دوام حاصل کر لینے والا نوشتہ ہے اس خطبہ میں شرف و بزرگی اسلام و شریعت محمدیؐ

https://downloadshiabooks.com/

چھلک رہی ہے یہ کلام قرآن مجید کی طرح کبھی ختم نہ ہونے والا فاطمی معجزہ ہے اسے زمانے کی دگرگونیاں اور عصور کی کروٹیں فنا نہیں کر سکتیں یہ خطبہ تا قیام قیامت سعادت و شریعت، اخلاق و اعتقادات اور دین و عقیدہ کا ابدی منشور ہے کہ جس پر جتنا بھی گرد و غبار دشمنان فاطمہؑ ڈالنے کی کوشش کریں ناکام رہیں گے اس کی تابندگی و درخشندگی پر کبھی دھندہ نہیں بیٹھ سکتی یہ خطبہ اپنے ادب کی شیرینی اور فصاحت وبلاغت کی تمکنت میں اس قدر گہر بار ہے کہ نہج البلاغہ و قرآن مجید اور صحیفہ کاملہ کی فصاحت وبلاغت اور شیرین بیانی سے آنکھ ملائے، اس خطبہ کی خطیبہ کا خطاب اہل جنت کے خطیب راحیل سے مقابلہ کیسا؟ مناجات کلیم سے تقابل کیسا؟ افصح العرب کی بیٹی اور امیر بیان کی زوجہ اور فصحاء عرب کی ماں کے کلام سے بھلا انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے خطابات وبیانات کا مقابلہ کیسا؟

اس عظیم الشان خطبہ کے تین محور ہیں جو در حقیقت کل دین کا تعارف اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اعتقادات، اخلاقیات اور احکامات کو جمع کر دینے کا نام دین اسلام اور شریعت محمدیؐ ہے اور تینوں پہلو بدرجہ اُتم اس خطبہ میں موجود ہیں یہ خطبہ اصلاح کائنات کے لئے کافی ہے اور اصلاح کائنات ہی کیا دین و دنیا اور آخرت کی اصلاح کے لئے خطبہ فدکیہ حضرت زہراء علیہا السلام کافی ہے اس خطبہ نے جہاں امیر البیان کی زوجہ کریمہ نے اپنے بیٹے کو شہزادئ فصاحت وبلاغت ثابت کر دیا ہے وہیں اسلامی ٹھکیدار بننے والے جباروں کے سامنے نہ جانے کتنے سوالات کھڑے

کر دئے ہیں کہ حضرت سیدہ علیہاالسلام کے کسی ایک سوال کے جواب کی ان کے اندر ہمت نہ ہوئی اور قیامت تک ان کے حوالی موالی لاجواب رہ جائیں گے بقول علامہ زنجانی انصاری کے کہ "لو لم یکن للزھراء فضیلۃ الا ھذہ الخطبۃ لکفی فی فضلھا وعلو شانھا و شموخ قدرھا" بالفرض اگر جناب سیدہ فاطمہ زہراء علیہاالسلام کی کوئی ایک بھی فضلیت نہ ہوتی تو صرف یہی خطبہ ہی ان کی برتری، عظمتِ شان اور شامخ و تابندہ اقدار کو بتلانے کے لئے کافی تھا چہ جائے کہ حضرت زہراء علیہاالسلام فضیلتوں کا مرکز، شرافت کی سند اور عظمتوں کی محور اور طہارتوں کا قطب معرفت ہیں۔

یہ خطبہ چند باغات اور کھیتوں کی حصول یابی کے لئے نہیں دیا گیا ہے یہ خطبہ چند سرزمینوں کی حصول یابی کے لئے نہیں ارشاد کیا گیا ہے بلکہ یہ خطبہ حکام جور کے استیضاح اور محاکمہ کا عکاس ہے جس کے صدقہ میں کائنات خلق ہوئی ہے وہ چند باغات اور کھجوروں کے لئے مجمع عام میں آکر اس قدر آتشی بیان، للکار اور شررבار خطبہ نہیں دے سکتیں، جس کے چند روٹی کے ٹکڑوں پر آیات قرآنیہ جنت کا صدقہ اتاریں اسے فدک و عوالی سے کیا سروکار! جس نے اپنے کردار کے زور پر اپنے شوہر کی طرح مشیئت و رضایت الہی خرید کر چھوڑ دی ہو وہ باپ کے معمولی ارث کو حاصل کرکے کیا کرے گی؟ جس کے صرف مہر میں دنیا کا پانچواں حصہ بلکہ جنت اور کل کائنات ہو اسے چند کھجوروں کے درختوں کی خاطر منہ کھولنے کی بھی ضرورت نہیں ہے؟

https://downloadshiabooks.com/

پھر اتنا بڑا خطبہ کیوں ؟ اور اگر مال کا مطالبہ کرنا تھا تو چند جملے موضوع سے متعلق کلمات ہوتے پوری شریعت کا نچوڑ کیوں ؟ اعتقادات کا بیان کیوں ؟ احکام کے اسرار و اسباب کا بیان کیوں ؟ واجبات کی وجہ واجبیت کا بیان کیوں ؟ محرمات کی وجہ حرمت کا بیان کیوں ؟

بس ایک کلام اے مسلمانو! اے دنیا والو! اے زمین و آسمان کے فرشتو! اے رہتی دنیا تک آنے والو عقلمندو! جان لو کہ دین و شریعت پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے خلافت رسالت مآب ﷺ پر ہاتھ صاف کیا گیا ہے عدل و انصاف کے ماننے والو! سنو زہراء علیہاالسلام کو مال و دنیا کی طلب نہیں ہے عدل وانصاف کے ساتھ اپنے ضمیروں کو جھنجھوڑو اور سوچو کہ تم کس کے طرفدار رہو گے غاصبوں، ظالموں، حق و حقیقت کے لٹیروں کے یا مظلوموں حقیقی دین کے حقیقی واثوں کے ؟

سورہ آل عمران کی آیت ۹۲ چوتھے پارہ کی پہلی آیت پر حضرت زہراء علیہاالسلام نے کیسے عمل کیا ہے ؟ وہ سننے لائق ہے اور میں نہیں سمجھتا ابھی تک طول تاریخ میں ایسا واقعہ پیش آیا ہو گا آیت کہہ رہی ہے کہ تم لوگ نیکی اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیزوں کا انفاق نہ کر دو۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے اس شخص کا جس نے وصیت کی تھی کہ جو تم پسند کرنا وہ میرے بیٹے کو دے دینا اس نے معمولی چیزیں یا

https://downloadshiabooks.com/

معمولی مقدار کو مرحوم کے بیٹے کو دے دیا اور خود اچھی مقدار اپنے پاس رکھ لی مولا نے فرمایا کہ جو اشیاء تم نے اپنے لئے پسند کی ہیں اسے مرحوم کے بیٹے کو دو بالآخر ناچار ہو کر اسے دینا پڑا۔ لیکن جناب سیدہ علیہا السلام کا واقعہ پہلی شب کا، دلہن بننے کا واقعہ ہے صبح کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملنے کے لئے آئے بیٹی کے بدن پر پرانا لباس دیکھ کر پوچھ لیا شادی کا جوڑا کہاں ہے؟ جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا بابا: ایک جوان فقیر لڑکی میرے در پر آئی اس نے لباس مانگا میں نے ایک لباس دیتے وقت سوچا کہ خدا کہہ رہا ہے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون"[44] اے پدر بزرگوار میں شادی کے جوڑے کو پسند کرتی تھی لہذا میں نے شادی کا جوڑا اتارا پرانا پہنا اور شادی کا جوڑا اس فقیر جوان لڑکی کو دے دیا۔

جناب ابو الفتوح رازی صاحب تفسیر روح الجنان نے لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے بالکل سامنے بہترین کھجور کا بہترین باغ تھا جس کا مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی جس کا نام ابو طلحہ تھا اس کے مانند مدینہ میں کسی کا اتنا خوبصورت باغ تھا ہی نہیں اس باغ سے ابو طلحہ کو بہت غلہ ملتا تھا اس باغ میں ایک چشمہ بڑا صاف و ستھرا واقع تھا جس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور کنویں کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے۔

44۔ جب تک کہ تم اپنی پسند کی چیزیں انفاق نہیں کرو گے تمہیں نیکی حاصل نہیں ہو سکتی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۴۰

بتاریخ: ۲۵/۱۰/۲۲م

فدک کا علاقہ، خیبر کے علاقہ کے قریب تھا یہودیوں کے کسان وہاں کے باشندے تھے اور پرانے زمانہ سے وہاں صرف کھجور نہیں بلکہ گیہوں کی بھی کھیتی کیا کرتے تھے بڑا زرخیز علاقہ تھا جناب رسول خدا ﷺ نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو سو لوگوں پر مشتمل فوجی کا سردار بنا کر فدک کے علاقہ روانہ فرمایا تھا جنگ کے لئے، مگر جنگ نہیں ہوئی یہودیوں نے مصالحت کر لی او خیبر کی فتح سے سبق سیکھا یہ علاقہ سنہ ۷ ہجری میں جناب رسول خدا ﷺ کو یہودیوں نے بغیر کسی جنگ کے سپرد کر دیا تھا اور جناب رسول خدا ﷺ نے حکم خدا سے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو ہبہ کر دیا تو جناب سیدہ علیہا السلام نے اس علاقہ میں اپنے کارندوں، مزدوروں کو کسانی کرنے کے لئے تعینات کیا مگر رسول خدا ﷺ کی شہادت کے بعد پہلے ڈکٹیٹر نے جناب سیدہ علیہا السلام کے افراد کو وہاں سے بھگا دیا اور پورے علاقہ فدک پر ناحق قبضہ کر لیا اور تمام غلات کا مصادرہ کر لیا۔

کتاب الاحتجاج میں ''لما اجمع ابو بکر و عمر'' ہے جبکہ اس کتاب سے اخذ کرنے والے جناب نوری طبرسی نے صرف "لما اجمع ابوبکر" کو نقل کیا ہے علامہ مجلسی بے بحار میں "و عمر" نہیں نقل کیا ہے مگر حاشیہ نگار نے حاشیہ میں لکھا

ہے کہ مصدر اصلی یعنی کتاب احتجاج میں ’’و عمر‘‘ بھی نقل کیا ہے ،ایک سنی عالم عادل عبد الرحمن بدری نے اپنی کتاب ’’ نزهة النظر فی غریب النهج والاثر ‘‘ میں مادی نوٹ کے تحت ’’و عمر‘‘ نقل کیاہے اور شرح میثم بحرانی کو اپنامصدرِ بیان قرار دیاہے تفسیر کنزالد قائق میں علامہ شیخ محمد مشہدی نے احتجاج سے خطبہ نقل کیا ہے مگر انہوں نے بھی ’’و عمر‘‘ نقل نہیں کیاہے البتہ جلد ۵ میں صفحہ ۲۸۰ پر ’’و عمر‘‘ نقل کیاہے جو بریکٹ میں درج ہے اور نیچے حاشیہ میں لکھاہے کہ "من المصدر" جس سے صاف ظاہر ہے کہ ناقل نے ’’و عمر‘‘ نقل کیا ہی نہیں تھا حاشیہ نگار نے بریکٹ میں اضافہ کیاہے ابن طیفور اور ابن عقدہ نے بھی ’’و عمر‘‘ نہیں نقل کیاہے یہ دونوں صاحب احتجاج سے پہلے کے علماء ہیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے رات بھر اپنی مادر گرامی کو دوسروں کے لئے دعا کرتا ہوا پایا تو عرض کیا مادر گرامی آپ نے اپنے لئے دعا نہیں کی ؟ تو جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا ’’ یا بنی الجار ثم الدار ‘‘ اے میرے لال پہلے پڑوسی پھر گھر والے ،اس جواب سے یہ پتہ چلتاہے کہ نہ صرف یہ کہ جناب سیدہ علیہا السلام نے اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی بلکہ اپنی اولاد امامین حسنین اور سید تین زینبین کے لئے بھی دعا نہیں کی تھی ورنہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا سوال کا انداز کچھ اور ہوتا مثلا یہ کہ اے مادر گرامی آپ نے ہم لوگوں کے لئے سب سے آخر میں دعا فرمائی جبکہ امام کے جواب میں جناب سیدہ علیہا السلام نے پہلے پڑوسی پھر گھر والے کے

https://downloadshiabooks.com/

عنوان سے جواب دیا ہے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے گھر والوں کے لئے اس سوال کے بعد دعا کی ہو گی ورنہ " ثم الدار " کا کوئی معنی نہیں بنتا نیز جناب سیدہ علیہاالسلام کے " ثم الدار " کہنے سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ گھر والوں کے لئے دعا کرنا چاہیے البتہ پہلے مومنین اور پڑوسیوں کے لئے پھر گھر والوں کے لئے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی بندہ اپنے لئے دعا نہ کرے یا اپنے گھر والوں کے لئے دعا نہ کرے لیکن پڑوسیوں اور مومنوں کے لئے دعا کرے تو وہ گویا اپنے لئے بھی دعا کر رہا ہے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے بھی خدا سے درخواست کر رہا ہے بس فرق یہ ہے کہ اس امر کی طرف توجہ رہے کہ اس کی دوسروں کے حق میں دعا خود اپنے لئے بھی دعا ہے اس سلسلہ میں حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کے طرز عمل کے ساتھ ہمیں بعض واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ جناب سیدہ علیہاالسلام کی سیرت پر عمل پیرا رہے اور معصومین علیہم السلام بھی ایسے لوگوں کی تشویق و ترغیب کے لئے احادیث و گہر بار ارشادات فرماتے رہے ہیں ذیل کا واقعہ ملاحظہ ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ثقہ صحابی جناب عبد اللہ بن سنان کا بیان ہے کہ حج کے موقعہ پر کوہ صفا کے قریب سے گذر رہا تھا کہ میں نے عبد اللہ بن جندب کو دیکھا کہ وہ وہاں بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہے "وکان شیخا کبیراً" اور وہ اس وقت پیر فرتوت ہو چکے تھے پھر بھی کھڑے ہو کر دعا گو تھے اور اپنی دعا میں

https://downloadshiabooks.com/

مومنین کے نام لے لے کر دعا کر رہے تھے اور اس قدر مومنین کے مع ولدیت نام لے لے دعا کر رہے تھے کہ میں شمار نہیں کر سکا پھر جب وہ اپنی عبادت سے فارغ ہوئے اور تشہد کے بعد سلام سے فارغ ہوئے تو میں نے عبد اللہ بن جندب سے عرض کیا اے عبد اللہ! میں نے آپ سے بہتر جگہ کھڑے ہو کر دعا کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا لیکن میں آپ کی ایک صفت پر آپ کی سرزنش و ملامت کرتا ہوں! تو انہوں نے پوچھا وہ کون سا عیب ہے جس پر آپ میری سرزنش کرنا چاہتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنے ڈھیر سارے بھائیوں کے لئے دعا کرتے ہیں نام لے کر دعائیں کرتے رہے ہیں مگر "لم اسمعك تدعو لنفسك شياءً" مگر میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنے لئے کوئی دعا کی ہو؟۔

یہ سن کر عبد اللہ بن جندب نے عبد اللہ بن سنان سے فرمایا اے عبد اللہ! میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "من دعالاخيه المومن بظهر الغيب نودى من اعنان السماء :لك يا هذا مثل ما سئلت فى اخيك ولك مأة الف ضعف مثله" جو شخص اپنے مومن بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو اسے وسط آسمان سے ندا دی جاتی ہے کہ اے فلاں تمہارے لئے اس کے مانند اجر و ثواب اور نیکی ہے کہ جو تم نے اپنے دینی بھائی کے لئے طلب کی ہے اور تمہارے لیے اس سے سو ہزار گنا اجر و ثواب ہے اے عبد اللہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ایک ہزار گنا شیٔ کو جس کی ضمانت دعا دی گئی بس ایک سے

https://downloadshiabooks.com/

سوداکرلوں جس کے بارے میں جانتا بھی نہیں کہ قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ (45)

اس طولانی روایت کے ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم جان لیں کہ دوسروں کے لئے دعاو استغفار کا بے حد اجر وثواب ہے اور اس اجر وثواب کو بھی کئی گنا کیا جا سکتا ہے اگر وہ دعا صرف اور صرف غیروں کے لئے ہو، اپنے قریبی رشتہ داروں کے حق میں نہ ہو جیسا کہ جناب عبد اللہ بن جندب کی روایت کردہ حدیث امامِ صادقؑ سے پتہ چلتا ہے اور حضرت فاطمہ زہراؑ کے عمل سے بھی واضح ہے کہ اگر گھر والوں کے لئے دعا کرنا بھی ہے تو پہلے پڑوسیوں اور دیگر مومنین کے لئے دعا کرو پھر گھر والوں کے لئے دعا کرو۔

45۔ فلاح السائل للسید بن طاوؤس: ص ۴۴۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۴۱

سورۂ حشر کی آیت ۹ میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے "**ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة**" وہ لوگ دوسروں کو اپنے اوپر فوقیت دیتے ہیں اگرچہ خود وہ اس کے شدت سے محتاج ہوتے ہیں، سورۂ ضحیٰ کی آیت ۱۰ میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے "**و اما السائل فلا تنھر**" اور یاد رکھو فقیر کو مت جھڑکنا اور سورۂ انعام کی آیت ۱۶۰ میں خداوند متعال کا ارشاد ہے "**من جاء بالحسنة فله عشر امثالها**" اور جو ایک نیکی بجا لائے گا اس کے لئے اس کی مانند دس گنا نیکیاں ہیں ان آیات پر عمل اہل بیت طاہرین علیہم السلام نے کیسے کیا ہے وہ قابل غور ہے اور فضلیت اہل بیت علیہم السلام کے باب میں روایات کے فروعات و جزئیات پر توجہ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے اور منفی پہلوؤں کی تاویل اگر ممکن ہو تو ورنہ اگر عصمت کے خلاف ہو تو ان کو رد کرنا لازم ہے۔

تاریخ میں وارد ہوا ہے کہ ایک بار حضرت زہراء علیہا السلام بیمار پڑ گئیں حضرت امیر المومنین علیؑ گھر تشریف لائے تو آپ نے جناب سیدہ علیہا السلام سے پوچھا "**یا فاطمة مایرید قلبك من حلاوة الدنیا**" "اے فاطمہ! دنیا کی میٹھی چیزوں میں سے آپ کا دل کیا چاہتا ہے" حضرت امیر المومنین علیہ السلام شوہر ہیں اور امام علیہ السلام بھی، سوال کا جواب لازم تھا تو جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا اے علی علیہ السلام! میرا دل انار کی چاہت

رکھتا ہے روایت میں ہے کہ امامؑ تھوڑی دیر کے لئے فکر میں ڈوب گئے اس لئے کہ مولاؑ کے پاس درہم و دینار نہیں تھے کہ جس سے خرید سکتے لیکن آپ اٹھے اور بازار کی طرف روانہ ہو گئے پہلے کسی سے ایک درہم قرض لیا پھر اس سے ایک انار خریدا اور لے کر چلے جس راستہ سے آپ کا گذر ہوا تو وہاں ایک بیمار راستہ کے کنارے پڑا ہوا تھا اس کی حالت دیکھ کر امامؑ آگے بڑھے اس کے پاس تشریف لے گئے اس سے حال احوال پوچھنے کے ساتھ آپ نے یہ سوال بھی پوچھا " ما یرید قلبك یا شیخ " اے بزرگوار آپ کا دل کیا چاہتا ہے؟ وہ شخص امامؑ کو پہچانتا تھا مولا کا نام لے کر بولا اے علیؑ پانچ دن سے میں یہاں پڑا ہوا ہوں اور کافی لوگ میرے پاس سے گزرے ہیں لیکن افسوس کہ کوئی ایک بھی میری طرف متوجہ نہیں ہوا، معلوم ہوا کہ فقیروں سے نظر بچا کے آگے بڑھ جانا کوئی آج کی وباء نہیں ہے یہ بیماری صدر اسلام میں بھی تھی۔

اس کے بعد اس بوڑھے فقیر نے کہا " یرید قلبی رماناً " میرا دل انار کھانے کی چاہت رکھتا ہے مولا امیر المومنینؑ ایک بار پھر فکر میں ڈوب جاتے ہیں اور اپنے آپ سے کہتے ہیں یعنی دل ہی دل میں کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہؑ کے لئے ایک انار خریدا ہے اب اگر اسے اس بوڑھے فقیر کو دے دیتا ہوں تو فاطمہؑ محروم رہ جائیں گی اور اگر اس فقیر کے حوالے نہیں کرتا تو سورۂ ضحیٰ کی آیت نمبر دس " و اما السائل فلا تنهر " کا مصداق قرار پاتا ہوں اور حضرت رسول خداؐ نے

https://downloadshiabooks.com/

بھی فرمایا ہے "لا تردوا السائل ولو کان علی فرس" کسی سائل کو واپس مت پلٹاؤ چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو، مطلب یہ ہے کہ سائل کو رد نہیں کرنا چاہیئے جتنا امکان ہو دینا چاہیئے اسی کی حیثیت پر توجہ نہیں دینی چاہیے اور یہ بوڑھا تو پانچ دن سے بیمار اور بھوکا پڑا ہوا ہے۔

بس یہ سوچنا تھا کہ امام علیہ السلام نے انار کو توڑا اور اپنے ہاتھ سے اس بوڑھے کو کھلانے لگے روایت کا فقرہ ہے " فعوفی فی الساعۃ و عوفیت فاطمۃ" اسی وقت فقیر شفایاب ہو گیا اور ادھر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اسی وقت شفایاب ہو گئیں مگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام بڑی شرمندگی کے ساتھ گھر واپس آئے جونہی حضرت زہراء علیہا السلام کی نظر حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر پڑی تو آپ اٹھیں اور مولا سے لپٹ گئیں اور فرمایا مجھے پتہ ہے آپ رنجیدہ خاطر ہیں لیکن میں آپ کو بتلائے دیتی ہوں کہ اللہ رب العزت کی قسم " انك لما اطعمت ذلك الشيخ الرمانة زال عن قلبي اشتهاء الرمان" جونہی آپ نے اس بوڑھے فقیر کو انار کھلایا میرے دل سے انار کھانے کی چاہت ہی زائل ہو گئی اور میں شفایاب ہو گئی ہوں یعنی بیک وقت مولا علیہ السلام کے ایثار و قربانی سے دو بیمار شفایاب ہو گئے ایک کھا کر دوسرا بغیر کھائے۔

روایت کہتی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام یہ سن کر بہت مسرور

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی مولا نے پوچھا کون؟ باہر سے آواز آئی میں سلمان فارسیؓ ہوں اے مولا دروازہ کھولئے؟ مولا اٹھے دروازہ کھولا اب جو سلمانؓ کو دیکھا تو کیا دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک طبق ہے جس پر خان پوش میں کوئی چیز ڈھکی ہوئی ہے مولا علیہ السلام نے نہیں پوچھا کہ یہ طبق میں خان پوش کے نیچے کیا ہے بلکہ پوچھا "ممّن ھذا یا سلمان؟" اے سلمان یہ بتلاؤ کہ یہ کس کی طرف سے ہے جناب سلمانؓ نے جواب دیا" من الله الی الرسول و من الرسول الیك" اللہ کی طرف سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ کو، مولا علیہ السلام نے خان پوش ہٹایا تو کیا دیکھا کہ سینی میں نو عدد انار ہیں۔

روایت کہتی ہے کہ مولا علیہ السلام نے سلمانؓ سے فرمایا: اے سلمانؓ اگر یہ خدا کی طرف سے ہوتا تو دس عدد ہوتا کیونکہ اس نے اعلان کر رکھا ہے " من جاء بالحسنة فله عشر امثالها " کہ جس نے ایک نیک کام کیا ہے اس کے لئے اس کا گنا نیکی ہے۔ بس یہ سننا تھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ کھکھلا کے ہنس پڑے اور ایک انار اپنی آستین سے نکال کر سینی میں رکھتے ہوئے بول پڑے "یا علی واللہ کانت عشرا ولکن اردت بذالك ان اُجَرّبَك" اے مولا بخدا قسم انار تو دس تھے لیکن میں نے چاہا کہ آپ کو آزماؤں۔

اس واقعہ سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنے پر دوسروں کو فوقیت دینے کا کس قدر

https://downloadshiabooks.com/

اجر و ثواب ہے اور ایثار و قربانی دینا خدا کو کس قدر پسند ہے۔

فدک ہدیہ الٰہی:

اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کوئی اقدام بغیر وحی الٰہی کے نہیں کرتے تھے اور آپ کی حرکات و سکنات پر وحی کا پہرا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مشیت و ارادۂ الٰہی کے تحت اعمال و امور انجام دیا کرتے تھے ان سب کے باوجود بعض اہم امور میں عام حکم الٰہی اور وحی الٰہی کے پہرہ کے ساتھ ساتھ الگ سے رسول خدا ﷺ کو حکم دیا جاتا تھا کہ اے ہمارے نبی آپ یہ کہہ دیجئے، آپ یہ کر دیجئے، انھیں خصوصی احکام و مخصوص دستورات میں سے ایک حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو فدک کا علاقہ سونپنا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ روم دو دو مقامات پر حضرت رسول خدا ﷺ کو صریحی طور پر حکم ہوتا ہے کہ اے ہمارے نبی آپ ذی القربیٰ کا حق انھیں سونپ دیجئے۔

یہ خصوصی حکم اور وہ بھی دوبار بڑا اہم ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے یہ جانتے ہوئے کہ ان کے رشتہ دار بہت ہیں سوال کر لیا کس کو فدک سونپنا ہے؟ تو جبرائیل امین علیہ السلام بحکم خدا پیغام دیتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو حوالہ کر دیں اور جناب رسول خدا ﷺ جناب سیدہ علیہا السلام کو بلا کر فدک ان کے سپرد کر دیتے ہیں

https://downloadshiabooks.com/

جس سے یہ آشکار ہوتا ہے کہ فدک کا علاقہ جناب سیدہ علیہاالسلام کے لئے خدا کی طرف سے ہدیہ الٰہی تھا اور خدا نے جناب سیدہ علیہاالسلام کو فدک بطور تحفہ عطا فرمایا تھا۔

ہدیہ الٰہی و عطاءِ پروردگار مزید آشکار ہونے کے لئے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت پر غور فرمائیں ابو مریم نامی صحابی امام علیہ السلام نے امام علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب یہ آیت "فات ذی القربیٰ حقه" نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کو فدک عطا کر دیا ادھر کلام امام جعفر صادق علیہ السلام ختم ہوا تھا کہ ادھر ابان بن تغلبؒ نے سوالیہ انداز میں عرض کیا کہ "رسول الله اعطاها" جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک عطا کیا تھا؟ تو امام صادق علیہ السلام غضبناک ہوئے اور فرمایا "بل الله اعطاها" نہیں بلکہ جناب باری تعالیٰ نے انھیں فدک عطا فرمایا تھا۔

تحویل فدک کی ذمہ داری جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انجام دے رہے تھے لہٰذا ان کی طرف سے بھی عطا کی لفظ غلط نہیں ہے لیکن شاید جناب ابان بن تغلبؒ امام صادق علیہ السلام سے کہلانا چاہ رہے ہیں کہ امام کنفرم کر دیں کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واقعی بخشش نہیں ہے بلکہ فدک ہدیہ الٰہی ہے اور غاصبینِ فدک صرف فاطمہ زہراء علیہاالسلام کے مجرم نہیں ہیں بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خود خدا کے بھی مجرم ہیں۔

خداوند متعال غاصبین فدک پر اور اس غصب پر راضی تمام لوگوں پر

https://downloadshiabooks.com/

لعنت کرے۔ آمین

تمت بالخیر

نور محمد ثالثی

حوزہ علمیہ۔ نجف اشرف

عراق

مؤلف کے دیگر آثار

۱	سفط المعرفۃ۳،۲،۱۔ عربی محاضرات۔ مطبوع	۲	خادم اہل بیت (ع)۔ فارسی تالیف۔ غیر مطبوع
۳	آخری امید جہان (ع)۔ ترجمہ۔ مطبوع	۴	فقہ العقیدۃ 1۔ عربی محاضرات ۔ مطبوع
۵	خوشبوئے بلاغت (دفتر اول)۔ تالیف۔ مطبوع	۶	سربراہ خواتین (ص)۔ ترجمہ۔ مطبوع
۷	مصلح اعظم (عج)۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع	۸	حج وعمرہ۔ ترجمہ۔ مطبوع
۹	صحیفۂ والدین۔ تالیف۔ مطبوع	۱۰	حکمت جاودانی۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۱	سربراہ مسلمین (ع)(دفتر اول) ۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۲	سلطان العرب والعجم (ع)۔ ترجمہ ۔ غیر مطبوع
۱۳	ارمغان کشمیر 1 ۔ تالیف۔ مطبوع	۱۴	مصباح النور۔ تالیف ۔ غیر مطبوع
۱۵	سنہرا خط۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۶	نہج الرشاد (توضیح المسائل)۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۷	عقیدۂ موت کے تربیتی آثار۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۸	احکام خاک شفاء۔ تالیف۔ مطبوع
۱۹	دروس التبری۔ تالیف۔ مطبوع	۲۰	آخری پھول۔ تالیف۔ مطبوع

https://downloadshiabooks.com/

۲۱	سربراہ انسانیت (ص) جلد اول۔ ترجمہ۔ مطبوع	۲۲	طرفداران معاویہ کو نصیحت۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۳	سفیر ولایت علی (ع) ۲۔ تالیف ۔ غیر مطبوع	۲۴	معارفِ آلِ عمران۔ تالیف، غیر مطبوع
۲۵	دروس العقائد (سوم، چہارم و پنجم)۔ تالیف۔ غیر مبطوع	۲۶	مروان در میزانِ قرآن۔ تالیف ۔ غیر مطبوع
۲۷	شیعیان اور سر پھرے حکمران ۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع	۲۸	خاک کربلا میں شفاء۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۹	زندگانی شہید جاوید حضرت مسلمؑ ۔ ترجمہ۔ مطبوع	۳۰	شکستہ نگینوں کا دیدار۔ تالیف۔ مطبوع

https://downloadshiabooks.com/